

عمر ان سیریز

فنک سنڈیکیت

منظہر کلیم، ایم۔ اے۔

پاکستانی پوائنٹ

عراق سیریز

فک و فکیر

منظہر کلیم

منظہر کلیم امین

آئینہ اندیشہ و فکر کا دہری
جو دنیا و دین کو یک جہت سے دکھاتا ہے
اور ان کے درمیان کی جڑیں کاٹتا ہے

پاک گیت

فلسفہ

یوسف برادرز

روحانیت پر مشتمل کتب میں جست جست حوالہ جات ملتے ہیں لیکن ان کی مکمل تفصیل کسی کتاب میں درج نہیں کی گئی ہے اور نہ کی جاسکتی ہے کیونکہ یہ ایسا موضوع نہیں ہے کہ اسے صرف کتابوں میں لکھ کر سمجھایا جاسکے۔ انہیں سمجھنے کے لئے خاص قلب اور خاص روحانی ریاضتوں کی ضرورت ہے اس کے باوجود عمریں بیت جاتی ہیں لیکن ایک عالم سے بھی آدمی پوری طرح واقف نہیں ہو پاتا۔ اس لئے میں محضرت خواجہ ہوں کہ آپ کی فرمائش پوری نہیں کر سکتا۔

اب اجازت دیجئے

والسلام

آپ کا شخص

مظہر کلیم ہے۔

ہوٹل پیر اڈانز کی بارہ منزلہ شاندار عمارت اس وقت رنگ برنگی روشنیوں سے دلہن کی طرح کی ہوئی نظر آرہی تھی۔ ہوٹل پیر اڈانز دارالحکومت کا سب سے بڑا اور مشہور ہوٹل تھا۔ ویسے تو یہ ہوٹل پاکیشیا کی اعلیٰ سوسائٹی میں عام حالات میں بے حد مقبول تھا لیکن جب کبھی اس میں کوئی فنکشن ہوتا تو پھر تو دارالحکومت کی اعلیٰ سوسائٹی کی اس فنکشن میں شرکت کر بڑی صورت اختیار کر جاتی تھی اور انتہائی بھارتی نائیت کی قمیضیں ہفتوں پہلے ہاتھ کیپ کی طرح بک جاتی تھیں۔ ہوٹل پیر اڈانز میں سالانہ فنکشن منائے جانے کی روایت بھی موجود تھی۔ یہ سالانہ فنکشن انتہائی شاندار انداز میں منایا جاتا تھا اور اس روز ہوٹل پیر اڈانز کو دلہن کی طرح سجایا جاتا تھا۔ سالانہ فنکشن میں ہر سال دوسرے مختلف فنکشن کے ساتھ ساتھ مس پیر اڈانز کا انتخاب بالکل مس ورلڈ کے مقابلہ حسن کے انداز میں کرایا جاتا۔ یہی

وجہ تھی کہ اعلیٰ سوسائٹی کے لوگ اور خاص طور پر نوجوان طبقہ اس سالانہ فنکشن کا انتظار بواہ سالانہ ایک ایک دن گن کر کرتے رہتے تھے آج بھی ہوٹل پر ایوارڈ کا سالانہ فنکشن تھا اور آج کے فنکشن کی خاص بات بھی مس پیہ ایوارڈ کا انتخاب تھا لیکن اس کے ساتھ ساتھ پوری دنیا کے معروف پاپ سنگرز نے درمیان ایک انوکھا مقابلہ بھی تھا جس میں پاکیشیا کے ساتھ ساتھ دنیا بھر کے معروف و مشہور پاپ سنگرز گروپ حصہ لے رہے تھے یہ مقابلہ جیتنے والوں کے لئے انتہائی بھارتی ماییت کے انعامات کا اعلان کیا گیا تھا اور انعامات کے ساتھ ساتھ ظاہر ہے مقابلہ جیتنے والے گروپ کو پوری دنیا میں پہنچی من جانی تھی یہی وجہ تھی کہ پاپ سنگرز کے انتہائی معروف و مشہور گروپ اس مقابلے میں حصہ لے رہے تھے یہ پاپ سنگرز کے ہر گروپ کو اپنے فن کے مظاہرے کے لئے باقاعدہ منصوبہ وقت دیا گیا تھا اور جس قدر گروپ اس مقابلے میں حصہ لے رہے تھے اس سے مقابلہ پوری رات جاری رہنے کی توقع تھی۔ سالانہ فنکشن کے روز شرکت کرنے والوں کو سوائے انتہائی بھاری ماییت کے ملٹ لینے کے اور کوئی اعتراض نہ کرنے پڑتے تھے۔ دُزر لے کر صبح تک ہر قسم کے مشروبات اور دیگر لوازمات ہوٹل انتظامیہ کی طرف سے مفت سپلائی کئے جاتے تھے۔ جس میں انتہائی قیمتی شراب بھی شامل تھی۔ لیکن پاکیشیا میں جو نئے شراب پر پابندی تھی اس لئے شراب صرف غیر ملکی افراد و بی سپلائی کی جاتی تھی یہ بات ہے کہ فنکشن کے دوران اس

بات کا لحاظ ہی رکھا جاتا تھا کہ کون غیر ملکی ہے اور کون مقامی۔ اخبارات میں کئے گئے اعلانات کے مطابق مس پیہ ایوارڈ کا انتخاب دُزر سے پہلے کیا جاتا تھا اور پھر دُزر کے بعد پاپ سنگرز گروپوں کے درمیان مقابلہ تھا اور اس مقابلے کے منتظرین کا بھی اعلان کیا جا چکا تھا۔ اس میں دنیا کے وہ معروف ترین لوگ شامل تھے جو پاپ سنگنگ کی روح سے اچھی طرح واقف تھے اور جن کی دیانت کی پوری دنیا معترف تھی اس فنکشن کا اعلان آج سے دو ماہ پہلے کر دیا گیا تھا اور پھر دو ماہ تک اس کی اس طرح بھرپور پبلسٹی کی گئی تھی کہ پورا شہر اس پبلسٹی کی لپیٹ میں آ گیا تھا کیونکہ اس بار ہوٹل انتظامیہ نے اس فنکشن کو ٹیلی ویژن پر براہ راست پیش کرنے کا بھی اعلان کیا تھا اور یہ بتایا گیا تھا کہ اس فنکشن کو نہ صرف مقامی ٹیلی ویژن پر بلکہ مصنوعی سیاروں کے ذریعے دنیا بھر کے ٹی وی چینلز پر بھی پیش کیا جائے گا۔ یہی وجہ تھی کہ دارالحکومت کے لوگوں نے سرشام ہی اپنا کاروبار بند کر کے ٹیلی ویژن کے سامنے دُزرے جمائے تھے حق کے چھوٹے ہوٹل تو کیا بڑے بڑے ہوٹلوں نے بھی اپنے ان گاہکوں کو جو اس فنکشن میں براہ راست شرکت نہ کر سکتے تھے اسے ٹیلی ویژن پر دکھانے کے انتظامات کئے تھے یہی وجہ تھی کہ آج پاکیشیا کے تمام چھوٹے بڑے ہوٹل بھی گاہکوں سے پر نظر آ رہے تھے۔ چونکہ توقع یہی تھی کہ یہ فنکشن ساری رات جاری رہے گا اس لئے لوگوں نے ہوٹلوں میں جا کر اس فنکشن کو دیکھنا زیادہ پسند کیا تھا کہ نئے فنکشن کے ساتھ ساتھ انہیں ہوٹل کی طرف سے

گزر بڑھ چاہتا تھا۔ وہ ویسے بھی اس قسم کے فنکشن اینڈ کرنے کا بے حد شوقین تھا اس لئے اس کے شوق اور خواہش کے پیش نظر سب اس بات پر رضامند ہو گئے کہ اس فنکشن میں عمران کو دعوت نہ دی جائے لیکن اس کے باوجود جو لیا نے جب عمران کو فون کر کے اسے اپنے طور پر فنکشن میں شرکت کرنے کے لئے کہا تو عمران نے اسے یہ کہہ کر نال دیا کہ وہ ایسے فنکشنز کو سوائے وقت کے ضیاع کے اور کچھ نہیں سمجھتا اس لئے جو لیا بھی خاموش ہو گئی تھی۔ ویسے نہ جانے اسے کیوں مہووم سی توقع ضرور تھی کہ شاید عمران کو خیال آجائے اور وہ فنکشن میں شرکت کرنے کے لئے آجائے۔ اسے یہ معلوم تھا کہ ٹکٹ اور سیٹ حاصل کرنا عمران کے لئے کوئی مسئلہ نہیں ہے لیکن پھر جب سوائے تین خالی خصوصی سیٹوں کے پورے ہال کی سیٹیں لوگوں سے بھر چکی تھیں حتیٰ کہ سپیشل سیٹیں بھی بھر گئیں تو جو لیا سمجھ گئی کہ اب عمران کے آنے کی کوئی توقع باقی نہیں رہی۔ گو اسے اس بات پر دل ہی دل میں ملال ضرور ہوا تھا لیکن تنویر اور دوسرے ساتھیوں کے اہتہائی خوشگوار مود کو دیکھ کر اس نے کچھ کہنا مناسب نہ سمجھا تھا اور اپنے آپ کو باتوں میں لگایا تھا چونکہ ابھی مس پیر اڈا کے انتخاب کے آغاز میں خاصی دیر تھی اس لئے ہال میں مشروبات سرو کر دیئے گئے تھے ہال کی تمام بتیاں روشن تھیں اور لوگ ایک دوسرے سے باتیں کرنے اور ہنسی مذاق میں مصروف تھے۔ ہال میں خواتین کی مترنم ہنسی کے ساتھ ساتھ مردانہ ہمتیہ بھی گونج رہے تھے۔

ساری رات سردس بھی مل سکتی تھی لیکن جو لوگ ہوٹلوں میں جانے کی سکت نہ رکھتے تھے یا جانا پسند نہ کرتے تھے۔ انہوں نے گھروں میں ساری رات جاگئے اور فنکشن دیکھنے کے پروگرام بنائے تھے اور اس سلسلے میں خصوصی انتظامات بھی کرنے گئے تھے۔ ہوٹل پیر اڈا کا ہال اس وقت عورتوں اور مردوں سے کچا کچا بھرا ہوا تھا۔ سینچ کی جگہ چھوڑ کر باقی تمام ہال میں لوگ بھرے ہوئے تھے حتیٰ کہ خصوصی سیٹیں بھی لگائی گئی تھیں اور یہ تمام سیٹیں تقریباً ایک ماہ پہلے ہی بک ہو چکی تھیں اور ایک ماہ سے اس سلسلے میں باؤس فل کا بورڈ مسلسل اس بکنگ آفس کے باہر لگا دیا گیا تھا جو فنکشن کی بکنگ کے لئے مخصوص تھا ہوٹل کی وسیع و عریض پارکنگ اس وقت رنگ برنگ گاڑیوں کی انتہائی قیمتی کاروں سے بھری ہوئی تھی اور دلچسپ بات یہ تھی کہ سینچ کے بالکل قریب دی دی آئی پی سیٹوں پر پاکیشیا سیکرٹ سروس کے تمام ارکان موجود تھے لیکن ان میں عمران شامل نہ تھا۔ اس فنکشن میں شرکت پر سیکرٹ سروس کے ارکان کو تنویر نے آمادہ کیا تھا اور پھر اسی نے ہی ایسٹنو کو فون کر کے اس سے اس فنکشن میں شرکت کی اجازت بھی حاصل کر لی تھی اور سیٹوں اور ٹکٹوں کا انتظام بھی اسی نے ہی کیا تھا۔ گو جو لیا اور صفدر کے ساتھ ساتھ باقی سب ممبرز نے عمران کو بھی اس فنکشن میں شامل کرنا چاہا تھا لیکن تنویر نے اس کی سختی سے مخالفت کی تھی کیونکہ اس کے نقطہ نظر سے جس فنکشن میں عمران شامل ہو اس فنکشن میں گزر بڑ ضرور ہو جاتی ہے اور تنویر ایسے فنکشن میں کسی قسم کی

”ادھر کوئی سیٹ نہیں ہے جناب آپ ادھر کہاں آرہے ہیں۔“
 اچانک راستے میں کھڑے ایک نوجوان نے عمران سے مخاطب ہو کر
 کہا۔ اس نوجوان نے ہونٹوں کی مخصوص یونیفارم پہنی ہوئی تھی اس

اے وہ عمران صاحب..... اچانک صدیقی کی آواز سنائی دی۔ وہ گیٹ کی طرف دیکھ رہا تھا اور ان سب کی گردنیں بے اختیار گیٹ کی طرف مڑ گئیں۔ جو لیا کے دل میں بے پناہ مسرت کی لہر سی اٹھی اور اس کا چہرہ مسرت کی شدت سے گنوار ہو گیا۔ وہ سمجھ گئی تھی کہ عمران صرف اس کے کہنے پر آیا ہے اور یہ قاہرہ اس کے لئے بے پناہ مسرت

اس کی جگہ پر کھڑا کر دیا اور سپر وائزر بے اختیار دونوں ہاتھوں سے اپنی گردن مسکنے لگا۔

”ہاں۔ اب بتاؤ کیا ہے اوپر۔ جنت یا دوزخ؟“ عمران نے اسی طرح معصوم سے لہجے میں کہا۔

”مم۔ مم۔ مجھے نہیں معلوم بتاؤ۔“ سپر وائزر نے انتہائی خوفزدہ سے لہجے میں کہا اور تیزی سے مڑ کر وہ دوڑتا ہوا سیڑج کی اندرونی طرف چلا گیا اور عمران ایک بار پھر جنت و طہن اطمینان سے چلتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔

”یہ بد معاشی نہیں چلے گی یہاں۔ ابھی ایک صفت میں اسے باہر نکال دیا جائے گا۔“ ستور نے بڑبڑاتے ہوئے کہا لیکن اسی لمحے عمران بڑے اطمینان سے سیڑج کے ساتھ موجود مہمانان خصوصی کے لئے رکھی گئی کرسیوں میں سے درمیان کی سب سے شاندار کرسی پر بیٹھ گیا جبکہ جوزف اور جوہان اس کے عقب میں جنوں کی طرح کھڑے ہو گئے جیسے حکم ملتے ہی وہ عمران کو کرسی سمیت اٹھا کر فضا میں پرواز کر جائیں گے سب لوگ اب حیرت سے عمران کو دیکھ رہے تھے کہ اچانک ایک طرف سے سونوں میں ملبوس دو آدمی تیزی سے دوڑتے ہوئے عمران کے قریب آئے۔ ان دونوں کے پہروں پر انتہائی خشونت اور غصے کے آثار نمایاں تھے۔ ان دونوں کے پیچھے وہی سپر وائزر تھا جسے جوزف نے گردن سے پکڑ کر فضا میں اٹھایا تھا۔

”آپ پلیز یہ جگہ چھوڑ دیں۔ یہ مہمان خصوصی کے لئے ریزرو

کے سینے پر سپر وائزر کا نیلے رنگ کا معصوم بیچ لگا ہوا تھا۔

”جنت یا دوزخ؟ جنت ہے یا دوزخ؟“ عمران نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے بڑے معصوم سے لہجے میں اس سے سوال کرتے ہوئے کہا۔

”جنت دوزخ۔ کیا مطلب۔ کیا آپ نے سینٹیں ریزرو کرائی تھیں؟“ سپر وائزر نے حیران ہو کر کہا۔ چونکہ یہ ساری گفتگو ہو گیا اور اس کے ساتھیوں سے تھوڑے فاصلے پر ہو رہی تھی اس لئے آواز ان تک پہنچ رہی تھی۔

”مجھے میرے سوال کا جواب دو۔ اوپر کونسی جگہ ہے جنت یا دوزخ؟“ عمران نے کہا۔

”جنت۔ اوپر سیڑج ہے اور وی وی آئی پی سینٹیں ہیں۔ اوپر نہ جنت ہے نہ دوزخ۔“ سپر وائزر نے اس بار قدرے تلخ اور درشت لہجے میں کہا لیکن دوسرے لمحے وہ لکھت جیختا ہوا کئی فن فضا میں اٹھتا چلا گیا اور پورا ہال اس کی آواز سن کر اور اسے اس طرح فضا میں اٹھتا دیکھ کر بے اختیار چونک کر اوپر دیکھنے لگا اور ہال میں لکھت خاموشی طاری ہو گئی۔ سپر وائزر کی گردن جوزف کے ہاتھ میں تھی اور جوزف نے اسے فضا میں اٹھا رکھا تھا۔

”آئندہ اگر اس طرح اس لہجے میں باس سے بات کی تو تمہاری یہ دھماگے جیسی گردن ٹوٹ بھی سکتی ہے۔“ سمجھے۔ جوزف نے اونچی آواز میں غراتے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے اس نے سپر وائزر کو واپس

ہے۔ ان میں سے ایک نے بظاہر تو انتہائی اخلاق بھرے انداز میں کہا لیکن اس کا لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ بڑی مشکل سے اپنے غصے کو کنٹرول کر رہا ہے۔

”کیا یہاں خصوصی کے سینک ہوتے ہیں..... عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا لیکن اس کی آواز اتنی اونچی تھی کہ ارد گرد بیٹھے ہوئے کافی لوگوں تک پہنچ گئی۔ ویسے بھی اب ہال میں سکوت طاری ہو گیا تھا اور سب لوگ اس دلچسپ مٹاشے کی طرف متوجہ ہو گئے تھے۔

”میں کہہ رہا ہوں کہ آپ یہاں سے اٹھ جائیں..... اچانک اس آدمی نے بھڑکتے ہوئے لہجے میں کہا لیکن دوسرے نے وہ آدمی لکھت بچھتا ہوا اچھل کر عقب میں پیٹھے ہوئے افراد پر جاگرا اور وہ سب بے اختیار اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ یہ جو انا کا کام تھا۔ اس کا بازو اچانک ہرایا تھا اور اس آدمی کے چہرے پر پڑا تھا جس کے پیچھے میں وہ بیچھتا ہوا پیچھے جاگرا تھا۔

”اب اگر غلط لہجے میں بات کی تو گولیوں سے چھلنی کر دوں گا۔ بات کرنی ہے تو تیرا نرم لہجے میں بات کرو..... جو اتنا نے اونچی آواز اور غصیلے لہجے میں کہا۔

”پولیس کو بلاؤ۔ پولیس کو بلاؤ..... اچانک تھپہ کھا کر گرنے والے آدمی نے اٹھ کر بذیانی انداز میں چپختے ہوئے کہا۔

”سارے دارالحکومت کی پولیس کو بلا لینا تاکہ ہال میں جو جرائم پیشہ افراد بیٹھے ہیں وہ بھاگ جائیں اور باہر کھڑے دئے شرفا کو

سینیں مل سکیں..... عمران نے اونچی آواز میں کہا اور ہال میں لکھت قہقہے بلند ہونے شروع ہو گئے۔

”ہیلو۔ کیا بات ہے یہ کیا ہو رہا ہے یہاں..... اچانک ایک سائیل سے ایک لمبے قد اور بھاری جسم کے باوقار آدمی نے ان کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

”سر۔ یہ نوجوان یہاں زبردستی گھس آیا ہے اور اس کے ساتھ غنڈے ہیں۔ انہوں نے پہلے سپر وائزر پر تشدد کیا ہے اور اب مجھے بھی تھپڑ مار دیا ہے..... تھپڑ کھانے والے آدمی نے رک رک کر بات کرتے ہوئے کہا اس نے اپنے گال پر ہاتھ رکھا ہوا تھا۔

”کون ہے یہ..... آنے والے نے کہا اور پھر وہ تیزی سے ان سینوں کی طرف آیا جہاں عمران بڑے اطمینان سے ٹانگ پر ٹانگ رکھے بیٹھا ہوا تھا۔

”اوہ۔ اوہ۔ یہ تو عمران ہے۔ سر عبدالرحمن کا لاکا عمران۔ اس باوقار آدمی نے قریب آکر بے اختیار حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ارے انکل آپ کو آپ کیسے نوجوانوں کے اس فنکشن میں آگئے۔ اگر آئی کو پتہ چل گیا کہ آپ یہاں مقابہ حسن دیکھنے آئے ہیں تو آپ کے منہ میں مصنوعی دانتوں کی پوری بیسی کھٹ سے باہر آگرے گی فوراً چلے جائے انکل..... عمران نے لکھت کرسی سے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے آنے والے سے مخاطب ہو کر کہا۔ اس کے چہرے پر ایسے تاثرات تھے جیسے اسے واقعی آنے والے سے دلی ہمدردی محسوس ہو رہی

میں آج اس نے آیا تھا تاکہ مقابلہ حسن میں سے ڈیڈی کی ہونے والی بہو کا انتخاب کر سکوں..... عمران نے پہلے سے بھی زیادہ اونچی آواز میں کہا تو جو یا کا چہرہ یکفخت بگڑ سا گیا جب کہ تنویر کے چہرے پر بے اختیار مسکراہٹ ابھرتی رہی۔

”میں تمہارے لئے یہاں اسپیشل سیشنیں لگوا دوں گا۔ لیکن اس وقت تم میرے ساتھ آؤ.....“ کرامت حسین خان نے بری طرح چٹختے ہوئے کہا۔

”وعدہ رہا.....“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہاں ہاں۔ وعدہ۔ آؤ تم.....“ کرامت حسین خان نے کہا۔

”تو چلیے آپ کا دفتر بھی دیکھ لیا جائے۔ سنا ہے بڑے خوبصورت انداز میں سجا رکھا ہے اسے آپ نے.....“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور کرامت حسین خان ہونٹ بھینچ کر مڑا اور تیزی سے واپس اس طرف کو چلنے لگا جس در سے آیا تھا اور عمران اس طرح اٹکڑا ہوا اس کے پیچھے چل پڑا تھا جیسے کہ رہا ہو کہ دیکھا کس طرح سیشن حاصل کی ہیں جو ف اور جو اتنا بھی اس کے پیچھے چل رہے تھے اور پورا ہال عجیب سی نظروں سے اس پر بڑک کو دیکھ رہا تھا۔

”اگر یہ ہو مل کا مالک عمران کے ڈیڈی کا دوست نہ ہوتا تو آج اس کا حشر ہو جاتا.....“ تنویر نے کہا اور سب بے اختیار ہنس پڑے۔

”اس نے سیشنیں لینی تمہیں وہ لے لیں اور اسے کیا چاہئے تھا۔“ صفدر نے کہا۔

”نفسنس۔ بد تمیز۔ احمق۔ بڑوں سے مذاق کرتے ہو۔ چلو میرے ساتھ چلو.....“ آنے والے نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے یکفخت آگے بڑھ کر عمران کا ہاتھ پکڑا اور اسے اپنی طرف کھینچنے لگا۔

”ارے ارے انکل۔ میرے دانت تو اصلی ہیں بلکہ دودھ کے دانت ہیں۔ نوٹ بھی گئے تو اور نکل آئیں گے۔ آپ مجھے کہاں لے جا رہے ہیں.....“ عمران نے اونچی آواز میں احتجاج کرتے ہوئے کہا۔

”میں کہہ رہا ہوں میرے ساتھ چلو بس۔ ورنہ میں سب کے سامنے پیٹ دوں گا.....“ آنے والے نے یکفخت انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

”ارے ارے رک جاؤ۔ یہ انکل کرامت حسین خان صاحب ہیں اس ہو مل کے مالک اور ڈیڈی کے لنگوٹینے دوست۔ ڈیڈی اور ان کے لنگوٹ ایک ہی سائز کے تھے اس لئے اکثر بھول کر ایک دوسرے کے لنگوٹ باندھ لیا کرتے تھے۔ کیوں انکل.....“ عمران نے جو ف اور جو اتنا کو ہاتھ سے رکھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا جو شاعر جیلے کی طرح آنے والے پر بھی ہاتھ جھوڑنے کے لئے اس کی طرف بڑھ رہے تھے اور عمران کی اس بات پر پورے ہال میں جیسے قہقہے ہی قہقہے گونج اٹھے۔ سب لوگ اس طرح ہنس رہے تھے جیسے ان کے سامنے انتہائی دلچسپ تماشہ ہو رہا ہو۔

”لیکن انکل۔ آپ کے دفتر سے تو یہ سٹیج نظر نہیں آئے گا۔ دراصل

”میں تو سوچ رہی تھی کہ آج اسے جوتے لگیں گے اور سب تماشا دیکھیں گے لیکن کچھ بھی نہ ہوا۔۔۔۔۔۔ جو لیا نے بڑبڑاتے ہوئے کہا تو تنویر نے چونک کر جو لیا کی طرف دیکھا اور اس کے چہرے پر یکھٹ مسرت کے تاثرات ابھر آئے۔ جو لیا شاید عمران کے اس فقرے پر خار کھائے ہوئے تھی جو اس نے مقابلہ حسن میں سے اپنے ذیلی کی ہونے والی بہو کے انتخاب کے بارے میں کہا تھا۔

”ہوٹل والے شکر کریں کہ ہوٹل کا مالک سر عبدالرحمن کا دوست تھا اور نہ عمران بنے ان کے اس سارے فنکشن کا بیزار غرق کر کے رکھ دینا تھا۔۔۔۔۔۔ خاوند نے کہا اور سب نے ایک بار پھر ہر بلا دیئے۔ اسی لمحے مہمان خصوصی کی آمد اور فنکشن شروع ہونے کے اعلان ہونے لگے گئے اور وہ سب سیٹج کی طرف متوجہ ہو گئے۔

عمران اپنے فلیٹ میں موجود ایک رسالے کے مطالعے میں مصروف تھا۔ سلیمان مارکیٹ گیا ہوا تھا۔ لیکن جانے سے پہلے وہ فلاسک میں چائے بھر کر عمران کی میز پر رکھ گیا تھا۔ کیونکہ اس نے آج مہینے بھر کی شاپنگ کرنی تھی اور سلیمان کی عادت تھی کہ وہ ایک ایک دکان گھوم کر اور باقاعدہ بھاؤ تاؤ کر کے سامان خرید ا کرتا تھا اس لئے اسے معلوم تھا کہ اس کی واپسی کم از کم پانچ چھ گھنٹوں بعد ہونی ہے اور عمران پر ان دنوں چونکہ مطالعے کا بھوت سوار تھا اور سلیمان جانتا تھا کہ مطالعے کے دوران عمران کو مسلسل چائے ملنا ضروری ہے اس لئے وہ چائے کا فلاسک بھر کر رکھ گیا تھا۔ اسی لمحے میز پر رکھے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے رسالہ بند کر کے میز پر رکھا اور ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”بروزن ستر زدہ۔ فون زدہ علی عمران بے چارہ بے سہارا۔ بحر بے

کنارہ۔ مطلب ہے مارا مارا..... عمران کی زبان رسیور اٹھاتے ہی مسلسل رواں ہو گئی۔

”کرئل فریدی بول رہا ہوں..... دوسری طرف سے کرئل فریدی کی ہنستی ہوئی آواز سنائی دی اس نے عمران کی بات کاٹ کر اپنا تعارف کر دیا تھا۔

”اوہ پیر و مرشد۔ خاکپائے جہاں۔ اوہ سوری۔ یہ تو مرید کا لقب ہو سکتا ہے۔ لیکن پیر و مرشد کے علاوہ اور کوئی لقب اس وقت میرے ذہن میں آبی نہیں رہا۔ حالانکہ میں نے ایک بار دیوار پر کسی محفل سماع کا جہازی ساز کا اشتہار لگا ہوا دیکھا تھا اس پر پیر و مرشد کے اتنے لقب درج تھے کہ شاید ڈکشنری میں بھی اتنے لفظ نہ ہوں گے۔“

عمران کی زبان ایک بار پھر رواں ہو گئی۔

”فتک کے بارے میں کیا رپورٹ ہے۔“ دوسری طرف سے کرئل فریدی نے ایک بار پھر اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا لیکن اس بار اس کا بچہ بے حد سنجیدہ تھا۔

”یقین جلیسنے میں نے فلیٹ پر موجود تمام خالی کاغذ اکٹھے کرنے کی کوشش کی تاکہ رپورٹ لکھی جاسکے لیکن جب تلاش شروع کی تو پتہ چلا کہ ایک بھی خالی کاغذ موجود نہیں ہے۔ سب پر سلیمان نے اپنی تنخواہوں، اوور ٹائموں اور بونسوں کے حساب کتاب لکھ رکھے ہیں۔ ہمسائیوں کے دروازے کھٹکھٹانے کے چلوان کے پتوں کی خالی کاپیاں مل جائیں لیکن وہاں سے بھی یہی اطلاع ملی کہ خالی کاپیوں پر پتوں نے

تصویریں بنا رکھی ہیں اور یہ تصویریں اس قدر خوبصورت ہیں کہ انہیں آپ کے پاس بھیجنا ان کی خوبصورتی کی توہین ہے اور..... عمران نے ایک بار پھر بولنا شروع کر دیا تھا۔

”مطلب یہ کہ فتک کو تم چیک نہیں کر سکے۔ اوکے۔ میں خود دیکھ لوں گا۔ خدا حافظ..... دوسری طرف سے کرئل فریدی نے ایک بار پھر اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

”ارے ارے ہمسائیوں تک ہی سن کر بھاگ گئے۔ ابھی تو میں نے شہر کی سٹیشنری کی دکانوں کی رپورٹ دینی تھی ہونہ۔ ایک تو لوگوں کو نجانے اتنی جلدی کیوں ہوتی ہے۔ حمل، برداشت اور بردباری تو عقدا ہو گئی ہے۔“ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور رسیور رکھ کر اس نے ایک بار پھر رسالہ اٹھالیا۔ لیکن ابھی اس نے رسالہ پڑھنے کے لئے کھولا ہی تھا کہ فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی اور عمران نے ایک بار پھر رسالہ بند کر کے مینہ دیکھا اور رسیور اٹھالیا۔

”جی پیر و مرشد۔ ارے ہاں۔ ایک لقب یاد آگیا۔ وہ کیا تھا ایک تو یہ میری یادداشت۔ پتہ نہیں سلیمان نے مونگ کی وال میں یادداشت غائب۔ کوئی نسخہ ڈالنا شروع کر دیا ہے یا مونگ کی وال ہی نقلی آنے لگ گئی ہے۔ ارے ہاں یاد آگیا۔ وہ..... عمران رسیور اٹھا کر ایک بار پھر جیل کی طرح سنارٹ ہو گیا۔

”مانیگر بول رہا ہوں باس..... عمران کے ایک لمحے کے لئے رکھنے ہی دوسری طرف سے مانیگر نے کہا۔

شخصیت کے اغوا کے لئے فنک کی خدمات حاصل کی ہیں اور کرنل فریدی کی مزید تحقیقات کے مطابق فنک پاپ سنگر گروپ کی صورت میں اپنے آدمیوں کو لے کر پاکیشیا پہنچ رہا ہے جہاں وہ ہومل پیر اڈائر کے سالانہ فنکشن میں شرکت کرے گا۔ چنانچہ کرنل فریدی نے مجھے فون کر کے اطلاع دی کہ میں ہومل پیر اڈائر میں پہنچنے والے پاپ سنگر گروپس کو چیک کروں۔ چنانچہ مجھے وہاں جانا پڑا۔ لیکن وہاں جب معلوم ہوا کہ فاک لینڈ سے کوئی گروپ یہاں آیا ہی نہیں تو میں نے یہی سمجھا کہ یہ لوگ کسی اور ملک کے کاغذات سے آئے ہوں گے لیکن وہاں تقریباً بیس ملکوں سے گروپس آئے ہوئے تھے۔ اس لئے میں نے سوچا کہ ان کو ایک نظر دیکھ لیا جائے۔ یہ لوگ چونکہ جعلی کاغذات پر آئے ہیں تو پھر یقیناً میک اپ میں ہوں گے لیکن وہاں کوئی بھی میک اپ میں نہ تھا۔ اس لئے میں نے جہاز سے ڈسے یہ کام لگایا کہ تم کاغذات کے مطابق ان لوگوں کے کوائف چیک کر دو۔..... عمران نے اسے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”اس کا مطلب ہے باس کہ کرنل صاحب کو اطلاع غلط ملی ہے۔.....“ نائیک نے کہا۔

”کیا کہا جا سکتا ہے۔ غلط بھی ہو سکتی ہے اور درست بھی۔ خدا حافظ۔.....“ عمران نے کہا اور رسیور کرین پر رکھ کر اس نے ایک بار پھر سالہ انعام لیا۔ لیکن اسی لمحے کال بیل کی آواز سنائی دی اور عمران نے بے اختیار منہ بنایا۔

”ارے تم۔ میں سمجھا کہ میرا پیر و مرشد ابھی تک لائن پر ہے۔“ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”باس۔ ہومل پیر اڈائر کے فنکشن میں شرکت کرنے والے تمام گروپس میں فنک نام کا کوئی آدمی نہیں ہے۔ میں نے مکمل چیکنگ کی ہے۔..... دوسری طرف سے نائیک کی مودبانہ آواز سنائی دی۔

”کیسے چیکنگ کی ہے۔ نظروں سے کی ہے یا گائیکر ہے۔“ عمران نے پوچھا۔

”باس۔ میں نے ہومل سے تمام گروپس کے کاغذات کی نقولات حاصل کیں اور پھر ان کاغذات پر درج ان سب کے پتوں پر فون کر کے ان کے متعلق کنفرم کیا ہے۔ وہ سب اصل ہیں۔.....“ نائیک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میرا بھی یہی خیال تھا کیونکہ میں نے فنکشن سے پہلے کامن روم میں جا کر ان تمام گروپس کے افراد کو دیکھا تھا ان میں سے کوئی بھی میک اپ میں نہیں تھا۔ بہر حال ٹھیک ہے۔.....“ عمران نے کہا۔

”باس۔ یہ فنک ہے کون۔..... دوسری طرف سے نائیک نے ڈرتے ڈرتے ہوئے پوچھا۔

”فاک لینڈ کا کوئی مجرم ہے۔ فاک لینڈ اسرائیل کا انتہائی قریبی حلیف ہے لیکن اس کے تعلقات مسلم ممالک سے بھی ہیں۔ کرنل فریدی کو کہیں سے اطلاع ملی کہ اسرائیل نے پاکیشیا کی کسی اہم

آگے پیچھے نہ پھر رہے ہوتے۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ وہ دونوں اب سنگتِ روم کی طرف بڑھ رہے تھے۔

"عورتوں کی نفسیات۔ کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں عمران صاحب۔" صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بھائی ایک مشہور قول ہے کہ جو عورت ناں نہ کرے وہ عورت ہی نہیں ہے اور جو سیاستدان باں نہ کرے وہ سیاستدان ہی نہیں ہوتا۔" عمران نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"تو آپ کا مطلب ہے کہ جو لیا عورت ہے اس لئے اس نے انکار کر دیا لیکن اس سے آپ کیا ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ عورت تو وہ ہے۔" صفدر نے بھی کرسی پر بیٹھتے ہوئے مسکرا کر جواب دیا۔

"چلو تم نے یہ بات تو مان لی کہ جو لیا عورت ہے۔ اب دوسرا قول سنو کہ عورت کا انکار دراصل انکار نہیں ہوتا۔ اس لئے اس نے اگر یہاں آنے سے انکار کیا تھا تو دراصل وہ یہاں آنا چاہتی تھی لیکن تم منہ اٹھائے اکیلے چلے آئے۔" عمران نے کہا اور صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

"اس روز ہوٹل پیر اڈائر کے فنکشن میں آپ نے اپنے اٹکل سے ایک فقرہ کہا تھا کہ آپ یہاں مقابہ حسن دیکھنے آئے ہیں تاکہ اپنے ڈیڑی کی بہو کا انتخاب کر سکیں۔ بس اسی لمحے کے بعد مس جو نیا کاموڈ بدل گیا۔ وہ سارے فنکشن کے دوران بھی خاموش رہیں اور آج بھی اسی وجہ سے شاید انہوں نے انکار کر دیا ہے۔" صفدر نے مسکراتے

"آج کا دن شاید مطالعے کا دن ہی نہیں ہے۔ اوکے۔" عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور رسالہ رکھ کر وہ کرسی سے اٹھا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"کون ہے۔" عمران نے کنڈی کھولنے سے پہلے حسبِ عادت پوچھا۔

"عمران صاحب۔ دروازہ کھولیں۔" دوسری طرف سے صفدر کی آواز سنائی دی تو عمران نے کنڈی کھول دی۔ دروازہ کھلنے پر صفدر اندر آگیا۔

"اکیلے آئے ہو۔" عمران نے باہر سرنگال کر ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"میں نے تو مس جو لیا سے کہا تھا کہ وہ میرے ساتھ چلیں لیکن انہوں نے انکار کر دیا۔" صفدر نے عمران کا مطلب سمجھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"ارے پھر تم اکیلے کیوں لگے۔" عمران نے دروازہ بند کر کے کنڈی لگاتے ہوئے کہا۔

"اکیلے کیوں لگے۔ کیا مطلب۔ میں کہہ رہا ہوں کہ مس جو لیا نے آئے سے انکار کر دیا ہے اور آپ کہہ رہے ہیں کہ اکیلے کیوں لگے۔" صفدر نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"بس یہی عورتوں کی نفسیات نہ سمجھنے کی بنا پر تو ابھی تک تم کدو سے پھر رہے ہو۔ ورنہ اب تک دس بارہ نیاؤں نیاؤں جہازے

ہوئے کہا۔
 "ارے میں نے غلط تو نہیں کہا تھا۔ تم خود فیصلہ کرو جب ہال میں پہنچی ہوئی خواتین کے درمیان مقابلہ حسن ہوتا تو نمبروں کے قرار دیا جاتا اور جیسے نمبروں قرار دیا جاتا اسے لاملہ میں نے ڈیڑی کی ہو منتخب کرنا ہی تھا..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو صفدر ایک بار پھر بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"یہ بات آپ کو مس جو لیا کو بتانی چاہئے تھی۔ ویسے مقابلہ ہال میں موجود خواتین میں نہ ہونا تھا۔ مقابلے میں حصہ لینے والی خواتین اور تھیں..... صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اچھا۔ کیا واقعی۔ پھر تو واقعی مجھ سے غلطی ہو گئی۔ میں خواہو یہ سوچ کر واپس آگیا کہ ہال میں موجود خواتین کا مقابلہ حسن دیکھ کر کیا کرنا ہے۔ ان سب نے تو حسن کے پہلے امتحان میں ہی فیل ہو جانا تھا..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کیا مس جو لیا بھی فیل ہو جاتیں..... صفدر نے عمران کو چہرے دے ہوئے کہا۔

"ظاہر ہے۔ تنویر اس کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا اور جس پر تنویر کا سایہ پڑ جائے اس سے حسن تو کو کوسوں دور بھاگ جاتا ہے..... عمران نے کہا اور صفدر ایک بار پھر ہنس پڑا۔

"عمران صاحب۔ آپ اس روز پھر واپس ہی نہیں آئے۔ ہم تو آپ کا انتظار کرتے رہے۔ میں آج اسی لئے یہاں آیا ہوں کہ آپ سے یہ

پوچھ سکوں کہ آخر آپ وہاں کس جگہ میں گئے تھے..... صفدر نے کہا۔
 "تمہیں معلوم تو ہے کہ مجھے اس نانپ کے فٹشن سے کوئی دلچسپی نہیں ہے اور یہ بھی مجھے معلوم تھا کہ تم سب وہاں گئے ہوئے ہو۔ میں نے سوچا کہ آخر تم سب میرے دوست ہو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہونٹ والوں نے تمہیں سیٹیں ہی نہ دی ہوں یا اگر دی ہوں تو کسی کو نے کھدے میں بٹھا دیا ہو۔ اس لئے میں تو چیکنگ کرنے گیا تھا اور جب میں نے دیکھ لیا کہ تم سب ماشا۔ اللہ دی وی آئی پی سیٹوں پر براہمان ہو تو میں واپس چلا آیا..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو آپ بتانا نہیں چاہتے۔ بہر حال ٹھیک ہے۔ آپ کی مرضی..... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

"ایک تو ان گھنٹیوں نے تنگ کر رکھا ہے۔ کبھی فون کی گھنٹی بج اٹھتی ہے اور کبھی کال بیل کی۔ شاید ترقی اسی کا نام ہے کہ بیٹھے گھنٹیاں سنتے رہو اور وہ بھی کرخت قسم کی۔ پہلے زمانے میں اونٹوں کے گلوں میں پڑی گھنٹیاں بجتی تھیں۔ مندروں میں کانسی کی گھنٹیاں بجتی تھیں۔ دماغ میں خطرے کی گھنٹیاں بجتی تھیں۔ کم از کم مترنم آوازیں تو ہوتی تھیں ان کی..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور رسیور اٹھالیا۔

"اگر آپ کی آواز بھی فون کی گھنٹی کی طرح کرخت ہے تو پھر برائے مہربانی بولنے سے پہلے اپنے گے کی اوور ہانگ کر الیس بلکہ اٹلنگ کرا

میں تفصیلی فائل دے دی گئی انہوں نے رات کو اس فائل کا مطالعہ کرنا تھا لیکن صبح معلوم ہوا کہ ان کی کوٹھی پر تعینات تمام حفاظتی گارد مع وہاں موجود ملازمین ہلاک ہو چکے ہیں اور آر تھر میک اور اس کی اہلیہ کو اغوا کر لیا گیا ہے اور سب سے خطرناک بات یہ ہے کہ وہ فائل بھی غائب ہے..... سر سلطان نے انتہائی تشویش جھڑے لہجے میں کہا۔

”لیکن فاک لینڈ تو اسرائیل کا حلیف ہے پھر اس کے ساتھ ایسا دفاعی معاہدہ اور اس کے ماہر کو فائن دے دینا۔ یہ کس بزرگ جہر کا کارنامہ ہے..... عمران نے انتہائی تلخ لہجے میں کہا۔

”اب سے کچھ عرصہ پہلے واقعی ایسا تھا لیکن اب گذشتہ ایک سال سے صورت حال بدل چکی ہے۔ فاک لینڈ اور اسرائیل کے درمیان ایک سرحدی تنازعہ کی وجہ سے سخت دشمنی پیدا ہو چکی ہے اور فاک لینڈ چونکہ اسرائیل کا انتہائی قریبی حلیف رہا ہے اس لئے اسے اسرائیل کے دفاعی نظام کے ساتھ ساتھ دوسرے ممالک کے دفاعی نظام پر حملہ آور ہونے والے نظام کے بارے میں مکمل معلومات حاصل ہیں اور جہیں معلوم ہے کہ اسرائیل کے آج کل کافرستان کے ساتھ انتہائی قریبی تعلقات پیدا ہو گئے ہیں اور اطلاعات یہ ملی تھیں کہ کافرستان نے پاکیشیا کے دفاعی نظام کو مفلوج کرنے کے لئے اسرائیل کے دفاعی ماہرین کی خدمات حاصل کر لی ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ وہ اسرائیل سے حملہ آور نظام بھی حاصل کر رہا ہے۔ ایسی صورت میں ہمارے لئے یہ ضروری ہو گیا تھا کہ ہم اس کا فوری جواب دے کر توڑ کریں۔ پہنچنا فاک

لین اور اگر آپ کی آواز مترنم اور دلکش ہے تو پھر بسم اللہ سخن آزمائی شروع کیجئے۔ بندہ سماعت بگوش ہے..... عمران نے رسیور اٹھاتے ہی بولنا شروع کر دیا اور صفدر بے اختیار مسکراتے لگا۔

”سلطان بول رہا ہوں..... دوسری طرف سے سر سلطان کی انتہائی سنجیدہ آواز سنائی دی۔

”سج۔ سج۔ جی۔ مم۔ مم۔ میں عمران بول رہا ہوں جناب۔ جان کی امان دے دیجئے۔ میں سمجھا تھا کہ سیکرٹری وزارت خارجہ بول رہے ہوں گے اور آپ جانتے تو ہیں کہ خواتین سیکرٹریوں کی آواز تو واقعی دلکش ہوتی ہے۔ لیکن مرد سیکرٹری تو رکھے ہی ایسے جاتے ہیں تاکہ ان کا صاحب بھاگ جائے۔ اب مجھے کیا معلوم تھا کہ جناب ہزبائی نس سر سلطان عالی مقام یہ دہن خود فرمان شاہی جاری فرما رہے ہوں گے..... عمران کی زبان ایک بار پھر رواں ہو گئی۔

”عمران۔ غضب ہو گیا ہے۔ فاک لینڈ کی وزارت سائنس کے ایک اہم ترین دفاعی ماہر مسز آر تھر میک کو ان کی اہلیہ سمیت رات ان کی رہائش گاہ سے اغوا کر لیا گیا ہے۔ حکومت اس سلسلے میں انتہائی پریشان ہے کہونکہ فاک لینڈ کا یہ دفاعی ماہر انتہائی خفیہ طور پر پاکیشیا آیا ہوا تھا۔ پاکیشیا نے فاک لینڈ کی حکومت کے ساتھ پاکیشیا کے دفاعی نظام کو ناقابل تفسیر بنانے کا معاہدہ کیا ہے اور فاک لینڈ کا یہ دفاعی ماہر پاکیشیا آیا تھا تاکہ پاکیشیا کے دفاعی نظام کا مطالعہ کر کے اس سلسلے میں تجاویز مرتب کرے۔ پہنچنا انہیں دفاعی نظام کے بارے

لینڈ کی حکومت کے ساتھ اس سلسلے میں بات چیت کی گئی اور طویل خفیہ مذاکرات کے بعد دونوں ملکوں کے درمیان معاہدہ ہو گیا۔ اس معاہدے کے تحت فاک لینڈ کا دفاعی ماہر اپنی اہلیہ کے ساتھ پاکیشیا آیا تھا۔ اس دورے کو انتہائی خفیہ رکھا گیا تھا اس لئے انہیں کسی ہوٹل میں ٹھہرانے کی بجائے ایک پرائیویٹ رہائش گاہ میں رکھا گیا۔ اس رہائش گاہ کی حفاظت کے لئے فوجی تربیت یافتہ گارد مقرر کی گئی اور ملزئی انٹیلی جنس کے تربیت یافتہ افراد کو بطور ملازمین رہائش گاہ میں جگہ دکھائی تاکہ کسی قسم کا کوئی حادثہ پیش نہ آسکے اور انہی انتظامات کی بنا پر دفاعی نظام کی ٹاپ سیکرٹ فائل آر تھر میک کے حوالے کی گئی کیونکہ جب تک وہ اس فائل کا مطالعہ نہ کر لیتا بات آگے نہ بڑھ سکتی تھی لیکن صبح کو گارد کے ہمیں افراد اور رہائش گاہ کے چھ ملازمین مردہ پائے گئے تھے۔ ان سب کو گولیوں سے چھلنی کر دیا گیا ہے اور آر تھر میک اور اس کی اہلیہ مع فائل کے غائب ہو چکے ہیں ملزئی انٹیلی جنس کے ساتھ ساتھ سنزل انٹیلی جنس بھی انہیں پورے ملک میں تلاش کر رہی ہے لیکن چھ گھنٹے گزر جانے کے باوجود ان کے بارے میں کسی قسم کی کوئی اطلاع نہیں مل سکی۔ اس بات نے حکومت کو ہلا کر رکھ دیا ہے کیونکہ دفاعی نظام کی یہ فائل اگر کافرستان یا اسرائیل کے ہاتھ لگ گئی تو پھر پاکیشیا کی سلامتی کو انتہائی شدید خطرات لاحق ہو جائیں گے۔ اس لئے صدر مملکت نے اب اس فائل کی فوری برآمدگی کے لئے سیکرٹ سروس کی خدمات حاصل کرنے کا فیصلہ کیا ہے..... دوسری

طرف سے سرسلطان نے انتہائی تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔
 "ٹھیک ہے۔ میں چیف کو اطلاع کر دیتا ہوں۔ اگر انہوں نے یہ کہیں لے لیا تو ہو سکتا ہے کہ وہ آپ سے براہ راست بات کر لیں یا پھر مجھے کہہ دیں۔ یہ ان کی مرضی ہے جناب..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ ظاہر ہے صدر کی موجودگی کی وجہ سے وہ کھل کر بات نہ کر سکتا تھا۔

"سنو عمران چیف چہاری بات ماننا ہے۔ یہ واقعی حکومت سے حماقت ہوئی ہے کہ اس نے جناب ایکسٹو کو اطلاع دیئے بغیر صرف ملزئی انٹیلی جنس پر بھروسہ کرتے ہوئے یہ سب کچھ کیا ہے۔ اس لئے ہو سکتا ہے کہ چیف اب کہیں ہاتھ میں لینے سے اڑنا کر دیں لیکن یہ انتہائی اہم اور فوری نوعیت کا معاملہ ہے۔ جو حماقت ہو گئی وہ تو ہو گئی لیکن اب پاکیشیا کی سلامتی شدید خطرے میں ہے اس لئے میری درخواست ہے کہ تم چیف کو اس کہیں کو لینے پر رضا مند کرنا۔" دوسری طرف سے سرسلطان نے جواب دیا۔ وہ بھی انتہائی سمجھدار آدمی تھے اس لئے عمران کے جواب سے ہی وہ سمجھ گئے تھے کہ عمران کے پاس ضرور کوئی آدمی ایسا موجود ہے جس کی وجہ سے عمران براہ راست بات نہیں کر رہا۔

"میں سمجھتا ہوں جناب۔ میں اپنی طرف سے پوری کوشش کروں گا باقی چیف کی مرضی۔ خدا حافظ..... عمران نے کہا اور جلدی سے کریڈل دبا کر اس نے تیزی سے دانش منزل کے نمبر ڈائل کرنے شروع

کر دیئے۔

”ایکسٹو“..... رابطہ قائم ہوتے، ہی دوسری طرف سے بلیک زیرو نے مخصوص لہجے میں کہا۔

”عمران بول رہا ہوں جہاں لپٹے فلیٹ سے۔ صفدر آیا تھا اور میں صفدر کے ساتھ بیٹھا بات چیت کر رہا تھا کہ سر سلطان کا فون آگیا۔..... عمران نے بڑے سنجیدہ مگر مودبانہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے سر سلطان سے ہونے والی بات چیت کی تفصیل بتا دی۔

سر سلطان براہ راست مجھ سے بھی تو بات کر سکتے تھے۔ انہوں نے
 ہمیں فون کیوں کیا..... دوسری طرف سے ایکسٹو نے انتہائی
 کراخت لے میں کہا۔

”شاید آپ کی ناراضگی کی وجہ سے انہوں نے ایسا کیا ہے۔“ عمران نے جواب دیا۔

”ملکی سلامتی کے معاملات میں ناراضگی یا چون چراں کے بارے میں سوچنا ہمارے نزدیک غداری ہے۔ سر سلطان نے تمہیں اب کال کیا ہے۔ جبکہ تجھے پہلے ہی اس کی اطلاع مل چکی ہے اور میں نے ممبئی کی ڈیوٹی لگائی ہے کہ وہ آرتھر میک اور اس کی اہلیہ کے اس اغوا کا فوری انور پر سراغ لگائیں۔ صرف صفدر اپنے فلیٹ پر نہیں مل سکا تھا اور اب تم بتا رہے ہو کہ وہ تمہارے پاس موجود ہے۔ اس سے میری بات کرا“..... ایکسٹو نے سخت لہجے میں کہا تو عمران نے رسور صفدر کی

طرف بڑھا دیا جس کے چہرے پر ایکسٹو کی بات سن کر اہتہائی پریشانی کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

”میں سر۔ صفدر بول رہا ہوں“..... صفدر نے انتہائی مودبانہ لہجے میں کہا۔

”جہیں میری ہدایات یاد نہیں رہی تھیں کہ فلیٹ سے جاتے وقت فون میپ میں اپنی منزل کے بارے میں میپ کر کے جایا کرو۔“ ایکسٹو نے انتہائی کرخشت لہجے میں کہا۔

”آئی۔ ایم۔ سوری سر۔ میں سمجھا تھا کہ جب تمہیں ہو تب اس ہدایت پر عمل کیا جانا ہے ویسے میں مس جو لیا کو بتا آیا تھا کہ میں عمران صاحب کے پاس جا رہا ہوں.....“ صفدر نے جواب دیا۔

ایمر جنسی میں کسی بھی وقت ضرورت پڑ سکتی ہے۔ اس لئے آئندہ اس ہدایت پر عمل ہونا چاہئے۔ جو کیا تو تم نے کہا تھا کہ تم عمران سے ملنا چاہتے ہو لیکن یہ نہیں کہا تھا کہ تم فوراً اس سے ملنے جا رہے ہو۔

بہر حال تم فوراً اپنے فلیٹ پر پہنچو۔ جو لیا نے وہاں تمہارے لئے ہدایات ٹیپ کرا دی ہوں گی۔..... ایکسٹونے سرد لہجے میں کہا۔

”یسی سر“..... صفدر نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔
”رہسہ عمران کو دو“ ایکسٹنشن نے کہا اور صفدر نے رہسہ

عمران کی طرف بڑھا دیا اور خود کرسی سے اٹھنے لگا لیکن عمران نے ہاتھ کے اشارے سے اسے بیٹھنے کے لئے کہا تو وہ ہنس بھینچ کر دوبارہ کرسی پر بیٹھ گیا۔

مجھے کیوں روکا ہے..... صفدر نے کہا۔

"میں نے سوچا کہ جہارے ساتھ جا کر کام کروں گا لیکن اب چیف نے نئی ڈیوٹی لگا دی ہے۔ ٹھیک ہے تم جاؤ۔ میں سلطان سے بات کر کے اس رہائش گاہ کا پتہ کرتا ہوں جہاں سے انہیں اغوا کیا گیا ہے....." عمران نے کہا تو صفدر اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور پھر وہ سلام کر کے راہداری سے ہوتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف چلا گیا۔ عمران نے رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"ایکسٹو..... رابطہ قائم ہوتے ہی بلیک زیرو کی آواز سنائی دی۔
"عمران بول رہا ہوں طاہر۔ تمہیں کس نے اطلاع دی تھی اس واقعے کی....." عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"سر سلطان صاحب نے پہلے آپ کو فون کیا لیکن آپ کا نمبر مصروف تھا اس لئے انہوں نے مجھے فون کیا۔ وہ بے حد پریشان تھے اس لئے میں نے انہیں کہہ دیا کہ میں فوری حرکت میں آجاتا ہوں۔ وہ آپ سے بات کر لیں۔ یہ بات بھی مجھے سر سلطان نے ہی بتائی تھی کہ آخر تمہیک اور اس کی اہلیہ سیاحوں کے روپ میں آئے تھے اور انہوں نے تاریخ بتا کر مجھے کہہ دیا تھا کہ میں ایئرپورٹ سے ریکارڈ حاصل کروں۔ سچانچہ میں نے فوراً جو لیا کی ڈیوٹی لگا دی اور ساتھ ہی اسے کہہ دیا کہ وہ وہاں سے طے معلوم کر کے تمام ممبرز کو ان کی تلاش پر لگا دے..... بلیک زیرو نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"لیکن یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ یہ لوگ اغوا نہ ہوئے ہوں بلکہ

"جیس سر....." عمران نے رسیور ہاتھ میں لپیٹے ہوئے کہا۔

"تم فوری طور پر سر سلطان سے مل کر اس رہائش گاہ پر پہنچو جہاں یہ واردات ہوئی ہے اور وہاں سے مجرموں کا کلیو تلاش کرو۔" ایکسٹو نے کہا۔

"بہتر سر۔ لیکن سر۔ آپ کو کس طرح اس واردات کی اطلاع مل گئی....." عمران کے لہجے میں حیرت تھی۔

"میرے اپنے بھی ذرائع ہیں۔ ضروری نہیں ہے کہ مجھے سرکاری طور پر ہی ایسے معاملات کی اطلاع ملے..... ایکسٹو کا لہجہ اور زیادہ سرد ہو گیا۔

"آپ کو آخر تمہیک اور اس کی اہلیہ کسے حلیوں کے بارے میں یقیناً معلومات مل گئی ہوں گی۔ تب ہی آپ نے سیکرٹ سروس کے ممبرز کی ڈیوٹی لگائی ہوگی....." عمران نے کہا۔

"میں سمجھتا ہوں کہ تم کیا پوچھنا چاہتے ہو۔ آخر تمہیک اور اس کی بیوی فاک لینڈ کے سیاحوں کے روپ میں پاکستان آئے تھے۔ ان کے کاغذات ایئرپورٹ کے ریکارڈ سے فوری طور پر حاصل کر لئے گئے ہیں اور ان پر ان کی تصاویر بھی موجود ہیں..... دوسری طرف سے ایکسٹو نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

"کمال ہے۔ ایکسٹو نے اب باقاعدہ مخبر رکھ لئے ہیں....." عمران نے رسیور رکھ کر ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"قاہر ہے۔ وہ صرف ہمارا محتاج کسے رہ سکتا ہے بہر حال آپ نے

کریں..... دوسری طرف سے لی اے نے ہنستے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی فون پر خاموشی طاری ہو گئی۔

”ایلو سلطان بول رہا ہوں عمران بیٹے۔ کچھ سہ چلا..... سر سلطان نے اسی طرح پریشان سے لہجے میں کہا۔

”آپ بھی کمال کرتے ہیں۔ میں علم نجوم تو نہیں جانتا کہ زائچہ بناؤں اور مجرموں کو ٹریس کر لوں۔ ویسے یہ ایک گہری سازش لگتی ہے۔ بہر حال آپ مجھے اس فائل کے بارے میں بھی تفصیلات بتا دیں اور اس رہائش گاہ کے بارے میں بھی۔ جس میں یہ واردات ہوئی ہے..... عمران نے کہا۔

”در اصل یہ بات اس قدر پریشان کن ہے کہ صدر صاحب کا فون بار بار آ رہا ہے کہ فائل ملی ہے یا نہیں۔ پوری حکومت میں کھلبلی مچی ہوئی ہے۔ لیکن ظاہر ہے اتنی بڑی واردات منظم سازش کے تحت ہی ہو سکتی ہے۔ میں صدر صاحب کو بھی سمجھا دوں گا۔ باقی فائل اور رہائش گاہ کے بارے میں تفصیلات تم براہ راست سیکرٹری وزارت دفاع سر راشد سے معلوم کر لو۔ وہ تمہیں جانتے ہیں۔ اس لئے ان سے کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ویسے میں نے انہیں فون کر کے کہہ دیا تھا کہ سیکرٹری سروس نے کیس لے لیا ہے کیونکہ وہ بھی بے حد پریشان تھے اور بار بار فون کر رہے تھے..... سر سلطان نے جواب دیتے ہوئے کہا

”ٹھیک ہے۔ میں بات کر لیتا ہوں..... عمران نے کہا اور

ایک سازش کے تحت فائل لے کر غائب ہو گئے ہوں۔ بہر حال اس فائل کی فوری برآمدگی ضروری ہے۔ تم ایسا کرو کہ کافرستان میں نائٹران کو فون کر کے الرٹ کر دو۔ ہو سکتا ہے کہ یہ لوگ زمینی راستے سے پہلے کافرستان جائیں..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے سر سلطان کے آفس کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

”پی۔ اے نو سیکرٹری وزارت خارجہ..... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

”پایک کمرے میں اور سر دوسرے کمرے میں ہو تو باقی آدمی کہاں ہوگا..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اوہ عمران صاحب آپ۔ لیکن یہ پاؤں سر کے علیحدہ علیحدہ کمروں میں ہونے کا کیا مطلب ہے..... دوسری طرف سے پی۔ اے نے عمران کی آواز پہچان کر ہنستے ہوئے پوچھا۔

”پی۔ اے کے الفاظ کو ملایا جائے تو پاہی بنتا ہے اور پاہی کو کہتے ہیں۔ باقی بات اب تم خود ہی سمجھ لو کیونکہ سنا ہے کہ کسی حنفی کی عقل پیروں میں بھی ہوتی ہے..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو دوسری طرف سے پی اے بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

”آپ نے مجھے پیے بنانے کے ساتھ ساتھ میری صنف ہی بدل ڈالی۔ بہر حال ٹھیک ہے۔ اب آپ سے کون بحث کر سکتا ہے ورنہ آپ دوسری تو کیا تیسری صنف بھی بنا سکتے ہیں..... سر سلطان سے بات

کریڈل دبا کر اس نے ایک بار پھر سیکرٹری وزارت دفاع کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

کمرے کا دروازہ کھلتے ہی ایک نوجوان کمرے میں داخل ہوا تو کمرے میں موجود ایک مرد اور ایک عورت نے چونک کر آنے والے کی طرف دیکھا۔

”کیا ہوا۔ بن گئی فلم۔۔۔۔۔ اس مرد نے چونک کر آنے والے نوجوان سے پوچھا۔

”نہیں۔ اس فائل کے کاغذات پر کوئی خاص کام کیا گیا ہے۔ سرے سے فلم بنتی ہی نہیں۔ میں نے اپنے طور پر ہر طریقہ آزمایا ہے لیکن فلم بالکل سادہ آتی ہے۔۔۔۔۔ آنے والے نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی سرخ رنگ کی فائل کو اس مرد کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

”پھر اب تو یہ فائل ہمیں ساتھ لے جانی پڑے گی اور یہ بڑا مستند ہے۔ اب تک تو پورے ملک میں پولیس، انٹیلیجنس اور دوسری سرکاری ایجنسیاں پاگل کتوں کی طرح ہماری تلاش کر رہی ہوں

”یہی بات تو میری سمجھ میں نہیں آ رہی کہ حکومت فاک لینڈ کو یہ فائل ہی چاہئے تھی اور وہ آسانی سے اسے حاصل بھی کر سکتی تھی لیکن اس نے اس فائل کے حصول کے لئے ایسا لمبا چوڑا جکڑ چلایا ہے اور خود بھی سلسلے نہیں آئی..... عورت نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”یہ انتہائی پیچیدہ معاملات ہوتے ہیں ڈیئر ایلیسی۔ تم ان باتوں کو نہ سمجھ سکو گی..... جب تک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”پھر بھی کچھ بتاؤ تو سہی..... ایلیسی نے فصد کرتے ہوئے کہا۔

”دیکھو استا تو تمہیں معلوم ہے کہ فاک لینڈ اور اسرائیل کے درمیان گہرے تعلقات ہیں لیکن کچھ عرصہ پہلے اسرائیل کو معلوم ہوا کہ مسلم ممالک میں اس کے خلاف جنگ کے لئے کام ہو رہا ہے اور تمام مسلم ممالک خفیہ طور پر ایسے انتظامات کر رہے ہیں کہ سب مل کر اور اچانک اسرائیل پر حملہ کر دیا جائے اور واقعی اگر ایسا ہو جائے تو اسرائیل کا وجود ہی صفحہ ہستی سے مٹ جائے گا۔ اسرائیلی مہجنوں نے اس سلسلے میں معلومات حاصل کرنے کی بے حد کوشش کی لیکن وہ ناکام رہے حتیٰ کہ ایک ریٹائرمنٹ ایجنٹ بھی کچھ معلوم نہ کر سکے۔ چنانچہ اسرائیل اور فاک لینڈ نے ایک طویل المیعاد منصوبہ بنایا پھر ایک سرحدی تیارہ کھڑا کر کے انہوں نے آپس میں رنجش پیدا کر لی اور اس کے بعد فاک لینڈ نے مسلم ممالک کے ساتھ تیزی سے روابط بڑھانا شروع کر دیئے۔ شروع شروع میں تو کسی مسلم ملک نے فاک لینڈ پر اعتماد نہ کیا لیکن پھر آہستہ آہستہ وہ اعتماد کرنے لگ گئے لیکن اصل

گی..... مرد نے فائل کھول کر اسے ایک نظر دیکھ کر دوبارہ بند کرتے ہوئے کہا۔

”یہ ہے بھی کوڈ میں۔ اس لئے ہم اسے پڑھ بھی نہیں سکتے ورنہ تو ہاتھ سے نقل کر کے پھر اس کی مائیکروفلم بنالیتے۔ اب تو بہر حال اسے ساتھ لے جانا ہو گا.....“ عورت نے کہا۔

”باس۔ آپ خواہ مخواہ پریشان ہو رہے ہیں۔ فائل کا کیا ہے۔ اسے موڈ کر جیب میں رکھ لیں گے۔ ہم جب یہاں سے نکلیں گے تو یہ فائل بھی ہمارے ساتھ ہی نکل جائے گی..... آنے والے نوجوان نے کہا۔

”ظاہر ہے۔ اب ایسا ہی کرنا پڑے گا۔ وہ ریڑے ابھی تک واپس نہیں آیا اور نہ ہی اس نے فون کیا ہے.....“ مرد نے کہا۔

”آجائے گا باس۔ آخر اس نے انتظامات کرنے میں اور انتظامات بھی فول پروف.....“ آنے والے نوجوان نے کہا۔

”وہیے جب تک۔ کیا ایسا نہیں ہو سکتا تھا کہ ہم یہ فائل یہاں فاک لینڈ کے سفارت خانے پہنچا دیتے اور وہاں سے سفارتی بیگ میں یہ آسانی اور حفاظت سے نکل جاتی.....“ عورت نے کہا۔

”نہیں۔ حکومت فاک لینڈ اس سلسلے میں سامنے آنا ہی نہیں چاہتی اس لئے تو اس نے باس فنک کی خدمات حاصل کی ہیں۔ ورنہ تو یہ کام وہ آسانی سے کرا لیتا کہ اس کا کوئی ماہر یہاں آجاتا اور وہ فائل کا کوڈ حل کر کے ساری فائل جیب میں ڈال کر لے جاتا اور کسی کو شک تک نہ پڑتا.....“ جب تک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

سے مل کر اسرائیل کے حملہ آور نظام کو حاصل کیا جائے اور پاکیشیا کے دفاعی نظام میں موجود ایسی خامیاں دور کی جائیں جن کی وجہ سے اسرائیل کا فرستان سے مل کر پاکیشیا کا خاتمہ کر سکتا ہو۔ یہ سارے کام گو طویل المسیاد منصوبہ بندی کے تھے لیکن یہ سب کام اطمینان اور سکون سے طے ہوتے گئے اور حکومت پاکیشیا نے اس سلسلے میں فاک لینڈ حکومت سے خفیہ مذاکرات شروع کر دیئے۔ پھر یہ معاہدہ ہو گیا اور اس معاہدے کے تحت دفاعی ماہر آر تھر میک اپنی بیوی کے ساتھ سیاحوں کے روپ میں یہاں آ گیا اور پاکیشیا کی سب سے ٹاپ سیکرٹ فائل اس کے حوالے کر دی گئی۔..... جبکہ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ اس قدر طویل اور پیچیدہ منصوبہ بندی۔ لیکن تم تو وہ آر تھر میک نہیں ہو۔ پھر حکومت نے تم پر کیسے اعتماد کر لیا۔..... ایلیسی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”چونکہ یہ سارا کام انتہائی خفیہ طور پر ہو رہا تھا اس لئے حکومت فاک لینڈ نے آر تھر میک کی نقضانی کے طور پر خاص کوڈ طے کر لئے جن کی تفصیل مجھے بھی بتادی گئی۔ جب میں نے یہاں کے اعلیٰ حکام سے ان کو ڈورڈز کا تبادلہ کیا تو پھر شک کی گنجائش ہی ختم ہو گئی اور فائل مجھے مل گئی۔“ جبکہ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”لیکن اب پاکیشیا کو معلوم تو ہو جائے گا کہ اصل آر تھر میک نہیں آیا۔ پھر وہ یہ نہ سوچے گی کہ حکومت فاک لینڈ نے اس کے ساتھ

منصوبے کی ابھی تک فاک لینڈ کو ہوا نہیں لگ سکی۔ البتہ ایسا معلوم ہو گیا ہے کہ اس معاہدے کا مرکزی کردار پاکیشیا اور رہا ہے سہتاچہ فاک لینڈ اور اسرائیل کے درمیان یہ طے ہوا کہ پاکیشیا کا کسی طرح خاتمہ کر دیا جائے یا اسے اس قدر کمزور کر دیا جائے کہ وہ اس منصوبے پر عمل کرنے کے بارے میں سوچ بھی نہ سکے۔ کا فرستان پاکیشیا کا دشمن ہے اور وہ ہر وقت اس انتظار میں رہتا ہے۔ کہ پاکیشیا پر حملہ کر کے اس پر قبضہ کر لے یا اسے اپنی کالونی بنالے لیکن پاکیشیا کا حلیف شوگران ہے اور پاکیشیا نے شوگران کے ساتھ مل کر اپنا دفاعی نظام ایسے انداز میں تیار کیا ہے کہ کا فرستان کو جب تک مکمل دفاعی نظام کا علم نہ ہو جائے وہ اس پر حملہ نہیں کر سکتا اور پاکیشیا اپنے دفاعی نظام کی انتہائی سخت حفاظت کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ باوجود کوشش کے کا فرستان یا دوسرے ممالک کے ایجنٹس اس نظام کی تفصیلات حاصل نہیں کر سکے سہتاچہ یہ طے ہوا کہ پہلے پاکیشیا سے اس کے دفاعی نظام کی تفصیلات حاصل کی جائیں۔ اس کے لئے ایک خاص منصوبہ تیار کیا گیا۔ پاکیشیا حکومت کے اعلیٰ ترین عہدوں پر مامور افراد میں سے چند کو خریدایا گیا۔ خاص طور پر وزارت دفاع کے ایڈیشنل سیکرٹری کو اور پھر یہ تحریک چلائی گئی کہ کا فرستان اسرائیلی ماہروں سے مل کر پاکیشیا کے دفاعی نظام کا خاتمہ کرنا چاہتا ہے اس سلسلے میں ایسے ثبوت بھی مہیا کئے گئے جن کی وجہ سے حکومت یہ بات سمجھنے پر مجبور ہو گئی کہ واقعی ایسا ہو رہا ہے۔ پھر یہ تحریک کیا گیا کہ فاک لینڈ کے دفاعی ماہرین

”باس۔ انتہائی فول پروف انتظامات کرنے تھے اس لئے دیر ہو گئی
وہیں یہاں نکاسی کے ہر رستے پر انتہائی سخت چیکنگ ہو رہی ہے۔“
ریزے نے کہا۔

”اوہ پھر تو مسئلہ بن گیا۔ کیونکہ فائل کی مائیکروفلم نہیں بن سکی۔
اب اصل فائل کو ساتھ لے جانا پڑے گا اور اسے بہر حال چیک کیا جا
سکتا ہے۔“..... جبکہ نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

”پریشان ہونے کی ضرورت نہیں باس۔ میں نے انتظامات ہی
ایسے کئے ہیں کہ ہم انتہائی اطمینان سے فاک لینڈ پہنچ جائیں گے اور
کسی کو کانوں کان خبر تک نہ ہوگی۔“..... ریزے نے مسکراتے
ہوئے کہا۔

”کیسے۔“ مجھے تفصیل بتاؤ..... باس نے کہا۔

”باس۔ یہاں سے ہم نورسٹ بسوں میں سوار ہو کر پہلے شمالی
علاقوں میں جائیں گے اور وہاں سے ہم شوگران محلے جائیں گے مجھے
معلوم ہے کہ صرف شوگران جانے والے رستے پر چیکنگ کا انہیں
خیال نہ آنے کا بقیہ ہر ملک کو جانے والے رستے پر انہوں نے چیکنگ
کرا رکھی ہوگی۔ شوگران میں چیف باس نے انتظامات پہلے ہی کر رکھے
ہیں اس لئے ہم وہاں سے اطمینان سے فائل سمیت فاک لینڈ پہنچ جائیں
گے۔“..... ریزے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”نورسٹ بسوں کو چیک نہیں کیا جائے گا۔“..... جبکہ نے پوچھا۔
”صرف ان کو چیک کیا جا رہا ہے جو ان علاقوں کی طرف جا رہے

ہاتھ کیا ہے۔“..... ایلسی بھی پوری طرح جرح کرنے پر تلی ہوئی تھی۔
”آرتھر میک کو انڈر گرائونڈ کر دیا گیا ہے اور ہم نے یہاں جس
انداز میں کام کیا ہے اس سے یہی تاثر ملتا ہے کہ ہمیں اغوا کیا گیا ہے۔
اس لئے اب تو فاک لینڈ حکومت الٹا پاکیشیا سے احتجاج کرنے لگی کہ
اس کا انتہائی اہم دفاعی ماہر پاکیشیا کی غلطی کی وجہ سے اغوا ہو گیا ہے۔
جب یہ فائل اسرائیل پہنچ جائے گی تو پھر حکومت فاک لینڈ اپنے دفاعی
ماہر آرتھر میک کی قربانی دے دے گی اور اسے پاکیشیا پہنچا کر ہلاک کر
دیا جائے گا۔ اس طرح فاک لینڈ حکومت ہر قسم کے شک و شبہ سے
بالا تر ہو جائے گی۔“..... جبکہ نے جواب دیا۔

”لیکن باس۔ یہ بھی تو ہو سکتا تھا کہ اصل آرتھر میک یہاں آتا اور
اسے اغوا کر لیا جاتا یا اسے ہلاک کر کے اس سے فائل حاصل کر لی جاتی
اور فائل کو اسرائیل پہنچا دیا جاتا۔“..... آنے والے نوجوان نے کہا۔

”باس۔ یہ تو ہو سکتا تھا لیکن حکومت فاک لینڈ کا یہ خفیہ مشن کسی
بھی وقت ٹریس ہو سکتا تھا لیکن اب ایسا نہیں ہو سکے گا کیونکہ اگر کوئی
بات ٹریس بھی ہوتی ہے تو ظاہر ہے فنک سنڈیکیٹ ہی ٹریس ہوگا۔
حکومت فاک لینڈ تو سرکاری طور پر ملوث نہ ہوگی۔“..... جبکہ نے
جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی۔ دروازہ ایک
بار پھر کھلا اور ایک اور نوجوان اندر داخل ہوا۔

”آؤ ریزے۔ تم نے بہت دیر کر دی۔“..... جبکہ نے آنے والے
نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

اس خصوصی فائل کے صفحات پر ایک خاص قسم کا مصطلح لگایا گیا ہے جسے سائنسی زبان میں ڈی۔ایکس کہا جاتا ہے تاکہ کسی بھی صورت میں اس فائل کا فوٹو یا فلم نہ بنائی جاسکے تو بات بن گئی کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ ڈی ایکس میں سے الرادانڈ ریز تھری ڈی مستقل طور پر نکلتی رہتی ہیں اور ان ریز کو آسانی سے چپک کیا جاسکتا ہے سہانچہ میں نے سرد اور سے رابطہ قائم کیا اور انہیں تفصیل بتائی تو انہوں نے اپنی لیبارٹری میں موجود خصوصی مشین کے ذریعہ وہ ریز اس قدر ریتج میں فضا میں پھیلا دیں کہ یہ ریز پورے دارالحکومت پر پھیل جائیں۔ پھر ان ریز کی وجہ سے وہ سپاٹ سامنے آگیا جہاں سے الرادانڈ تھری ڈی ریز نکل کر فضا میں پہنچ رہی تھیں اور اس مشین کے ذریعے سپاٹ کی نشاندہی ہو گئی اور اس نشاندہی کے مطابق یہ سپاٹ گہوار کالونی کی کوٹھی اسے ہلاک سکس زیر و سکس ہے بس اتنی سی بات ہے۔" عمران نے کہا تو صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

"آپ اسے اتنی سی بات کہہ رہے ہیں۔ یہ تو آپ نے ہاتھ پر سرسوں اگانے والی بات کر دی ہے کہ اس قدر اہم فائل کو اس انداز میں ٹریس کر لیا ہے..... صفدر نے اس بار ہنستے ہوئے کہا۔

"یہ واقعی سائنسی جادوگری ہے۔ کوئی سوچ بھی نہیں سکتا کہ اس طرح بھی اس فائل کو تلاش کیا جاسکتا ہے..... عقبی سیٹ پر بیٹھے ہوئے کیپٹن شکیل نے تحسین آمیز لہجے میں کہا۔

"ویسے جب عمران اس انداز میں کام کرتا ہے تو مجھے ایسے محسوس

ہیں جو کافرستان اور دوسرے ممالک کی سرحدی علاقے ہیں۔ شمالی علاقوں کی طرف سوائے شوگر ان اور بہادرستان کے اور کسی ملک کی سرحد نہیں ہے۔ اس لئے اس طرف جانے والوں کو چیک نہیں کیا جا رہا۔ پھر ہمارے کاغذات اصل ہیں اور اب آپ بھی اصل چہروں میں ہیں میک اپ میں نہیں ہیں اس لئے اب کوئی کسی طرح بھی نہ پہچان سکے گا..... ریز نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ کب روانگی ہے....." جیک نے کہا

"ایک گھنٹے بعد باس....." ریز نے جواب دیا اور جیک نے اطمینان بھرے انداز میں سر ہلا دیا۔

”بے ہوش کر دینے والی کیس فائر ہو گئی ہے ویسے میرا خیال ہے کہ ہمیں عقبی طرف سے اندر جانا چاہیے۔“ عہدہ کرنے کہا۔

”سلسلے کے رشتہ پر بھی کسی نے کسی کی موجودگی ضروری ہے۔ تم

”سرد اور۔ کیا پوزیشن ہے۔ سیاٹ خالی تو نہیں ہو گیا۔ اور۔“

تئویر اور صدیقی موجود تھے۔

"عمران صاحب۔ ان تین افراد کے علاوہ اور کوئی آدمی کوٹھی میں موجود نہیں ہے۔ ہم نے پوری کوٹھی چیک کر لی ہے۔" صدیقی نے عمران کے قریب آنے پر کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلادیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ سب اس کمرے میں پہنچ گئے جہاں تین افراد جن میں ایک عورت بھی شامل تھی کرسیوں پر بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔ تینوں غیر ملکی تھے۔

"ان کی تلاش ہی حصد اور اگر ان کے پاس فائل نہ ہو تو پھر پوری کوٹھی میں فائل چیک کرو۔" عمران نے کہا تو حصد تیزی سے آگے بڑھا۔ اس نے ایک مرد کی تلاش لی لیکن اس سے فائل نہ مل سکی لیکن دوسرے آدمی کے کوٹ کی اندرونی جیب میں ہاتھ ڈالتے ہی وہ چونک پڑا۔ اس میں تہہ شدہ فائل موجود تھی اس نے تیزی سے فائل باہر کھینچ لی۔

"یہی فائل ہے عمران صاحب۔" حصد نے سرخ رنگ کی فائل عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا اور عمران نے بجلی کی سی تیزی سے فائل چھپٹی لی اور اسے کھول کر دیکھنے لگا۔ دوسرے لمحے اس کے چہرے پر یقین کی گہری اطمینان کے تاثرات ابھرائے۔

"خدا ایتنا شکر ہے۔ تو نے پاکیشیا کی سلامتی کو محفوظ رکھا۔" فائل دیکھتے ہی عمران کے منہ سے بے اختیار کلمہ شکر نکلا اور اس کے سارے ساتھیوں کے سستے ہوئے چہرے یقین کی لہر سے اٹھ اٹھے۔

ایسا کرو کہ عقبی طرف سے اندر جا کر یہ پچانک کھول دو۔ میں اس دوران یہیں رہوں گا۔" عمران نے کہا اور حصد سر ہلاتا ہوا واپس گلی میں چلا گیا۔

"آپ سامنے کے رخ کیوں رہنا چاہتے ہیں عمران صاحب۔ اب تک تو اندر موجود افراد بے ہوش ہو چکے ہوں گے اور بے ہوش افراد تو نہیں نکل سکتے۔" چوہان نے کہا۔

"یہ معلوم نہیں کہ اندر موجود افراد کہاں ہوں کسی تہہ خانے میں ہوں یا کسی ایسی جگہ جہاں ہم لوگ فوری نہ پہنچ سکیں اور ہمیں ان کے آئندہ پروگرام کا بھی علم نہیں ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ہماری عدم موجودگی میں مین گیٹ سے اندر کوئی میٹائل پھینک دے۔ میں ہر قیمت پر اس فائل کو بچانا چاہتا ہوں۔" عمران نے جواب دیا اور چوہان نے اثبات میں سر ہلادیا۔ وہ واپس نہ گیا تھا۔ پھر تقریباً دس منٹ بعد کوٹھی کا چھوٹا پچانک کھل گیا اور پچانک میں حصد کی شکل نظر آئی۔

"آئیے عمران صاحب۔ اندر تین افراد ہیں اور تینوں بے ہوش پڑے ہوئے ہیں۔" حصد نے کہا۔

"چوہان۔ تم باہری رکو گے بلکہ سامنے جا کر کار کے پاس ٹھہر جاؤ۔ اگر ہمارے باہر آنے تک کوئی آئے تو بی ٹوٹر اسمیئر پر ہمیں اطلاع کر دینا۔" عمران نے چوہان سے کہا اور پھر چھوٹا پچانک کھل کر اس کے وہ کوٹھی کے اندر داخل ہو گیا۔ کوٹھی کے برآمدے میں کیپٹن شکیل

”میں یہ فائل سر سلطان کو پہنچا دوں۔ اس کا فوری پہنچا اہتائی ضروری ہے۔ تم ایسا کرو کہ ان تینوں کو کار میں لاد کر دانش منزل پہنچا دو۔ البتہ دو آدمی یہاں کو بھی پر رہیں گے تاکہ اگر ان کے مزید ساتھی آئیں تو انہیں کوڑ کیا جاسکے۔“ عمران نے فائل کو تہہ کر کے اپنے کوٹ کی اندرونی جیب میں ڈالتے ہوئے کہا اور پھر وہ تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

میلی فون کی گھنٹی بجتے ہی بانس کی طرح لمبے اور دبے آدمی نے جس کا سرانڈے کی طرح صاف نظر آ رہا تھا چہرہ لمبوتر سا تھا۔ خاص طور پر نموزی کافی نیچے کو جاتی ہوئی دکھائی دیتی تھی۔ اس کے چہرے کی ہڈیاں باہر کو نکلی ہوئی تھیں اس کے چہرے پر خاص چیز اس کی آنکھیں تھیں جو اتنی بڑی بڑی تھیں کہ یوں لگتا تھا جیسے پورے چہرے پر آنکھیں ہی آنکھیں ہوں اور آنکھیں کسی شاعر کی آنکھوں کی طرح خوابناک دکھائی دیتی تھیں۔ یہ فنک تھا۔ فاک لینڈ کا وہ مشہور آدمی جسے غنڈے اور بد معاش ماسٹر فنک اور حکومت فاک لینڈ اسے لارڈ فنک کہا کرتی تھی۔ فنک کے رابطے نہ صرف حکومت فاک لینڈ کے اہتائی اعلیٰ ترین حکام کے۔ ساتھ تھے بلکہ حکومت اسرائیل کے اعلیٰ حکام بھی فنک کے ساتھ رابطے رکھتے تھے اور وہ اسے اپنے لئے اعزاز سمجھتے تھے۔ فنک فاک لینڈ کا بہت بڑا جاگیردار تھا اور اس کے ساتھ ساتھ پورے فاک لینڈ

میں اس کے کلبوں، ہوٹلوں اور باروں کا جال سا پھیلا ہوا تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ فنک منشیات، شراب، اسلحہ اور نجانے کس کس چیز کی سرنگنگ میں پوری طرح ملوث رہتا تھا۔ اس کے پاس بے شمار گینگ تھے جن کا سربراہ وہ خود تھا اور یہ گینگ ہر بڑے کام میں ملوث رہتے تھے اور فاک لینڈ حکومت کا صدر تک فنک سے ہر وقت خوفزدہ رہتا تھا کیونکہ فاک لینڈ کی حکومت کی تبدیلی فنک کے لئے صرف ایک آنکھ کے اشارے کی مرہون منت تھی لیکن فنک کی یہ عادت تھی کہ وہ سیاست میں سوائے اشد ضرورت کے کبھی دخل نہ دیتا تھا بلکہ فاک لینڈ کے لئے وہ غیہ سرکاری طور پر بھی کام کرتا رہتا تھا۔ اس کے لئے اس نے سیکرٹ سروس کی طرز کا ایک باقاعدہ گروپ بنا رکھا تھا جسے وہ ریڈ گروپ کے نام سے پکارتا تھا۔ ان سب برائیوں کے ساتھ ساتھ فنک انتہائی مخفی، ادب نواز اور شاعر طبیعت کا آدمی تھا۔ فاک لینڈ میں ہونے والے تمام فلاحی کاموں میں وہ بڑے چمکے چمکے حصہ لیتا تھا۔ ویسے بھی وہ عام آدمی کی عزت کرنے کا قائل تھا اور اس کے سنڈیکیٹ کے کسی آدمی کو یہ جرات نہ تھی کہ وہ کسی عام اور شریف آدمی کو ناجائز طور پر تنگ کر سکے لیکن اپنے حریفوں اور دشمنوں کے لئے وہ انتہائی ظالم اور سفاک آدمی تھا۔ وہ صرف اپنے دشمن کی جان لینے کا ہی قائل نہ تھا بلکہ وہ اس کے پورے گھر کو بھوں اور مریہ املاؤں سے اڑا دیتا۔ اس کے تمام قریبی عزیز اس کے بیوی بچے سب کو وہ اس طرح رہا تھے تیغ کر دیتا تھا کہ لوگ اس کی دشمنی کا تصور تک نہ کر سکتے

میں وجہ تھی کہ وہ ایک لحاظ سے فاک لینڈ کے تمام سیاہ و سفید کا مالک تھا۔ فاک لینڈ کے دارالحکومت سان کے عین وسط میں اس کا ایک شاندار اور وسیع و عریض رقبہ پر پھیلا ہوا محل تھا۔ جسے فنک بیس بنانا چاہتا تھا۔ فنک مستقل طور پر اس محل میں ہی رہتا تھا اور محل کے اندر اس کا انتہائی شاندار دفتر تھا جہاں سے وہ اپنے پورے سنڈیکیٹ کو کنٹرول کرتا تھا۔ ویسے تو ہر گروپ اور ہر کام کے علیحدہ علیحدہ چیف مقرر تھے جو خاصی حد تک خود مختار تھے لیکن بہر حال آخری کنٹرول فنک کے ہاتھ میں ہی تھا۔ ویسے وہ اپنے کاروباری دفتر میں بہت کم ہی آتا تھا اور اکثر وہ اپنے سنڈی روم میں بیٹھا رہتا تھا جہاں سگار اور مشروب پینے کے ساتھ ساتھ شاعری اور ادب کا مطالعہ اس کا پسندیدہ شغل تھا۔ حیرت انگیز بات یہ تھی کہ اس پورے محل میں ایک عورت بھی نہ تھی کیونکہ فنک کا یہ شرع سے ہی نظریہ تھا کہ مرد کی کمزوری عورت ہوتی ہے اس لئے وہ ایسی کمزوری سے ہمیشہ دور رہتا تھا یہ اور بات ہے کہ اس کے بے شمار ہوٹلوں کلبوں، باروں اور گروہس میں بے شمار عورتیں کام کرتی تھیں لیکن فنک کسی عورت کو اپنے اور بچے لے آنے کا قائل ہی نہ تھا۔ اس سارے سیٹ اپ میں البتہ تھی۔ ویشٹی تھا اور وہ تھا فنک کی انوکھی بیوی وینا۔ جو فاک لینڈ کی ایک حکام کے سین ایگزیکٹو ٹیم کی جانب تھی۔ وینا انتہائی معصوم اور پاکیزہ ساتھ لائے تھی جو ہر قسم کی برائیوں سے سیرسٹینڈ رقی تھی۔ اس لینڈ کا بہن اس کا والد لارڈ فنک صرف ایک مخفی، سخی اور انسان

اس کی نظریں ابھی تک کتاب پر ہی جمی ہوئی تھیں۔

”پاکیشیا میں ہمارا مشن ناکام ہو گیا ہے“..... دوسری طرف سے کہے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

”کس مشن کی بات کر رہے ہو؟“..... فنک نے اسی طرح بے نیازانہ لہجے میں پوچھا۔ ناکامی کی بات سن کر اس کی پیشانی پر ہلکی سی شکن بھی نہ پڑی تھی۔ اور نہ ہی چہرے پر کسی قسم کی کوئی تبدیلی آئی تھی۔

”اسرائیلی سپیشل مشن“..... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔
 ”یہ وہی مشن ہے جس میں ہم نے وہاں سے دفاعی فائل حاصل کر کے اسرائیل پہنچائی تھی“..... فنک نے جواب دیا۔

”لیکن ماسٹر..... دوسری طرف سے کہا گیا۔
 ”کس طرح ناکام ہوا ہے۔ مختصر الفاظ میں بتاؤ“..... فنک نے اسی طرح اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

”تمام پلاننگ کامیاب رہی ماسٹر۔ دفاعی فائل حاصل کر لی گئی۔ صرف اسے وہاں سے باہر نکالنا تھا اور اس کے لئے بھی تمام انتظامات کر لئے گئے تھے لیکن پھر اچانک وہاں موجود سپیشل گروپ فائل سمیت غائب ہو گیا۔ فائل واپس وزارت دفاع میں پہنچ گئی۔ وہاں ہمارے تمام مخبر پکڑ لئے گئے اور آج تک ان کا پتہ بھی نہ چل سکا کہ وہ کہاں گئے انہیں زمین کھا گئی یا آسمان نکل گیا۔ انا حکومت پاکیشیا نے حکومت فاک لینڈ سے اس سلسلے میں سخت ترین احتجاج کیا کہ انہوں نے اصل

دوست آدمی تھا اور وہ اس پر فخر بھی کرتی تھی اور جب کبھی اگر کوئی اسے فنک کی زندگی کا برا رخ بتانے کی کوشش کرتا تو وہ اسے تسلیم کرنے سے یکسر انکار کر دیتی تھی۔ دینا کی ماں اس وقت فوت ہو گئی تھی جب وہ پرائمری سکول کی طالبہ تھی اور اسے اس کی نانی نے پالا تھا جو دارالحکومت کے ایک منصفاتی علاقے میں رہتی تھی۔ فنک صرف ویک اینڈ پر وہاں جاتا تھا اور ویک اینڈ وہ دینا کے ساتھ ہی گزارتا۔ پھر جب دینا ہائی سکول میں داخل ہوئی تو اس کی نانی بھی فوت ہو گئی اور فنک نے دینا کو ہوٹل میں داخل کرادیا۔ تب سے اب یونیورسٹی میں پہنچ جانے کے باوجود وہ ہوٹل میں ہی رہتی تھی اور جس طرح پہلے اس کا والد ویک اینڈ پر اس سے ملنے آتا تھا اس طرح اب وہ ویک اینڈ اپنے والد سے ملنے فنک ویلس جایا کرتی تھی اور فنک بھی چاہے پورا ہفتہ دینا کے کسی بھی خطے میں گزارے لیکن ویک اینڈ کو وہ ہمیشہ اپنے محل میں اپنی بیٹی دینا کے ساتھ ہی گزارتا تھا۔ اس وقت بھی فنک اپنے سنڈی روم میں بیٹھا ایک کتاب کے مطالعے میں مصروف تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی اور فنک نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

”ہیں.....“ فنک کی آواز اس کی حساست کے لحاظ سے بے حد بھاری اور کڑھ سی تھی۔

”سپیشل گروپ کارائنس بول رہا ہوں ماسٹر..... دوسری طرف سے ایک مودبانہ آواز سنائی دی۔

”بولو کیا کہنا چاہتے ہو؟“..... فنک نے بے نیازانہ لہجے میں کہا۔

سروس کے بارے میں نہیں جانتا تھا..... فنک نے کہا۔
 "یہ تو مجھے معلوم نہیں ماسٹر..... دوسری طرف سے رائسن نے
 جواب دیا۔

"اوکے۔ تم ایسا کرو کہ سوائے بوفیلو کے اس مشن میں حصہ لینے
 والے ہر آدمی کو کوف کر دو اور بوفیلو کو فون کر کے کہو کہ وہ مجھ سے
 بات کرے..... فنک نے کہا اور رسیور کریڈل پر رکھ کر اس نے
 ایک بار پھر نظریں کتاب پر جمادیں۔ اس کے چہرے سے قطعاً یہ
 محسوس نہ ہوتا تھا کہ اس نے رائسن کو کم از کم دس بارہ جیتے جاگتے
 انسانوں کی فوری ہلاکت کا حکم دے دیا ہے اور اسے بھی معلوم تھا کہ
 اس کے حکم کی تعمیل فوری ہوئی تھی۔ کچھ دیر بعد فون کی گھنٹی ایک
 بار پھر بج اٹھی تو فنک نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس..... فنک نے پہلے کی طرح مطمئن سے لہجے میں کہا۔
 "بوفیلو بول رہا ہوں ماسٹر..... دوسری طرف سے ایک سنسناتی
 ہوئی اور کبھی ہوئی آواز سنائی دی۔

"پاکیشیا میں مشن کی پلاننگ بناتے وقت تم نے وہاں کی مشہور
 زمانہ سیکرٹ سروس کو مد نظر رکھا تھا..... فنک نے اسی طرح
 مطمئن سے لہجے میں کہا۔

"یس ماسٹر..... مجھے معلوم ہے کہ یہ سیکرٹ سروس انتہائی فعال اور
 تیز سروس ہے اس لئے میں نے تمام پلاننگ اس انداز میں کی کہ فائل
 اسرائیل پہنچ جائے اور سیکرٹ سروس کے کانوں تک اس کی بھٹک

دفاعی ماہر کی بجائی نقلی دفاعی ماہر آتھہ میک بھجوا دیا تھا جس پر حکومت
 فاک لینڈ نے جواب دیا کہ ان کے دفاعی ماہر آتھہ میک کو ہلاک کر دیا
 گیا اور انہیں اس کی خبر تک نہیں ہو سکی۔ انہوں نے اس کا سارا الزام
 اسرائیل پر ڈال دیا ہے..... رائسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ تمام سکیم کس نے بنائی تھی۔ تم نے..... فنک نے اسی
 طرح مطمئن لہجے میں پوچھا۔
 "نہیں ماسٹر۔ یہ سکیم آپ کے خصوصی حکم پر پلاننگ گروپ کے
 بوفیلو نے بنائی تھی۔ ہم نے تو اس پر عمل درآمد کیا تھا۔" رائسن نے
 جواب دیا۔

"تم نے معلوم کیا کہ وہاں ہماری سکیم کس طرح فیل ہوئی۔"
 فنک نے پوچھا۔

"یس ماسٹر۔ جو حتمی اطلاعات ملی ہیں ان کے مطابق یہ کام پاکیشیا
 سیکرٹ سروس نے سرانجام دیا ہے..... رائسن نے جواب دیا تو
 فنک پہلی بار چونک پڑا۔

"پاکیشیا سیکرٹ سروس۔ جہاں مطلب ہے کہ جس کے لئے علی
 عمران کام کرتا ہے۔ اس کی بات کر رہے ہو..... فنک کے لہجے میں
 حیرت تھی۔

"یس ماسٹر..... دوسری طرف سے کہا گیا۔
 "تو کیا بوفیلو نے سکیم بناتے وقت پاکیشیا سیکرٹ سروس سے
 اسے خفیہ رکھنے کی کوئی پلاننگ نہ کی تھی۔ کیا وہ پاکیشیا سیکرٹ

”ہاں اور میں نے متعلقہ افراد کو سزا بھی دے دی ہے“..... فنک نے جواب دیا۔

”اب اس فائل کے حصول کا کیا کیا جائے“..... آرٹلڈ نے کہا۔
 ”فوری طور پر تو شاید ممکن نہ ہو کیونکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس حرکت میں آگئی تھی اور اب وہ اس بارے میں انتہائی محتاط ہو جائیں گے البتہ کچھ عرصے بعد دوسری کوشش کی جاسکتی ہے“..... فنک نے جواب دیا۔

”لیکن اسرائیلی حکام اس سلسلے میں بے حد بے چین ہیں۔ انہوں نے کافرستان میں خفیہ طور پر تمام انتظامات کر لئے تھے۔ صرف اس فائل کی ضرورت تھی اس کے بعد پاکیشیا پر جنگ تھوپ دی جاتی اور اسے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا جاتا۔ لیکن اب فائل کے بغیر یہ منصوبہ مکمل نہیں ہو سکتا“..... آرٹلڈ نے جواب دیا۔

”سوری آرٹلڈ۔ میں کافرستان کے لئے اپنے آدمیوں کو مزید موت کے منہ میں نہیں دھکیل سکتا۔ پلاننگ تبدیل کر دو“..... فنک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیا آپ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو کوئی سزا نہیں دیں گے جس نے اس مشن کو ناکام کیا ہے“..... آرٹلڈ نے کہا تو فنک کے لبوں پر پہلی بار مسکراہٹ رہینگئی۔

”بالکل دوں گا لیکن یہ میرا اپنا مسئلہ ہے۔ فنک کے آدمیوں سے نکرانے والے کسی صورت زندہ نہیں رہ سکتے۔ چاہے وہ عمران ہو یا

بھی نہ پڑ سکے لیکن اس کے باوجود وہ حرکت میں آگئی اور انتہائی حیرت انگیز طور پر وہ فائل تک پہنچ بھی گئی اور اس کے ساتھ ہی وہاں موجود پورا سیٹ اپ بھی ختم ہو گیا ویسے وہاں موجود میرے مخبروں کے مطابق یہ کام علی عمران نے کیا ہے“..... بو فلیو نے جواب دیا۔

”کیا ہوگا۔ وہ ایسے کاموں کے لئے مشہور ہے لیکن ہمیں تو ناکامی کا صدمہ اٹھانا پڑا ہے اس لئے جہاری سزا موت ہے۔ اپنے آپ کو ایک گھنٹے کے اندر خود ہلاک کر لو یہ تمہارے لئے کم سے کم سزا ہے ورنہ ایک گھنٹے بعد تمہارے ساتھ ساتھ جہار پورا خاندان موت کے گھاٹ اتار دیا جائے گا“..... فنک نے تیز اور سرد لہجے میں کہا اور رسیور رکھ کر اس نے ایک بار پھر کتاب پر نظریں جمادیں۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی ایک بار بھرنج اٹھی۔

”ہیں“..... فنک نے اس بار کتاب کو میز پر رکھ کر رسیور اٹھاتے ہوئے کہا۔

”آرٹلڈ بول رہا ہوں لارڈ۔ سیکرٹری سپیشل سروسز“..... دوسری طرف سے ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

”بولو کیا بات ہے“..... فنک نے ایسے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا جیسے حکومت فاک لینڈ کا سب سے با اختیار آدمی اس کا ادنیٰ ترین ملازم ہو۔

”آپ کو دفاعی فائل والے مشن کی رپورٹ مل گئی ہو گی“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

آرنلڈ نے جواب دیا۔

”ہاں جہاری آسانی کے لئے ایسا ہو سکتا ہے۔ ٹھیک ہے ان لوگوں کو ختم تو ہونا ہی ہے وہاں ہوں یا یہاں ہوں۔ ایک ہی بات ہے۔ اوکے جہاری تجویز میں نے تسلیم کر لی اور کچھ..... فنک نے بڑے شہانہ انداز میں کہا۔

”آپ کی مہربانی ہے لارڈ۔ لیکن یہ کام جس قدر جلد ممکن ہو سکے ہو جانا چاہئے..... آرنلڈ نے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے۔ ہو جائے گا..... فنک نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ چند لمحے وہ بیٹھا سوچتا رہا پھر اس نے رسیور اٹھایا اور اس کے نیچے لگا ہوا ایک بٹن دبا دیا۔

”یس ماسٹر..... دوسری طرف سے اس کے پی اے کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

”سلام سے میری بات کراؤ..... فنک نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بج، اٹھی اور فنک نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”یس..... فنک نے حسب عادت کہا۔

”سلام بول رہا ہوں ماسٹر..... دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

”تم پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں کافی کچھ جانتے ہو کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ تم نے ایکریمیا کی خفیہ سروس میں کافی عرصے تک

پاکیشیا سیکرٹ سروس۔ لیکن میں اس معاملے میں جلدی نہیں کرنا چاہتا..... فنک نے جواب دیا۔

”لارڈ اگر آپ اجازت دیں تو ایک تجویز پیش کروں..... چند لمحے خاموش رہنے کے بعد آرنلڈ نے کہا۔

”بولو۔ جب میں نے جہیں پہلے ہی بولنے کی اجازت دے دی ہے تو پھر دوبارہ اجازت مانگنے کی کیا ضرورت ہے..... فنک نے کہا۔

”اگر آپ کسی طرح پاکیشیا سیکرٹ سروس کو یہاں فاک لینڈ میں اپنے مقابلے کے لئے بلوائیں تو پھر اس سروس کا خاتمہ آسانی سے اور یقینی طور پر ہو سکتا ہے اور اس سروس کی عدم موجودگی میں وہاں سے آسانی سے فائل حاصل کی جاسکتی ہے..... آرنلڈ نے جواب دیا۔

”جہار مطلب ہے کہ دونوں کام میں کروں..... فنک نے کہا۔ نہیں لارڈ۔ اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس کو یہاں بلانے اور اس کے خاتمے کا مشن آپ اپنے ذمے لے لیں تو پاکیشیا سے فائل کا حصول ہمارے یا اسرائیلی ایجنٹ کر لیں گے..... آرنلڈ نے جواب دیا۔

”لیکن اس کے لئے انہیں یہاں بلوانے کی کیا ضرورت ہے۔ ان کا خاتمہ وہاں پاکیشیا میں بھی تو ہو سکتا ہے..... فنک نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

”یقیناً آپ ایسا کر سکتے ہیں لیکن اس طرح ہمارا وہاں کام کرنے کا سکوپ نہ رہے گا کیونکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس ہر طرف نگاہ رکھتی ہے۔ جب وہ لوگ یہاں آجائیں گے تو پھر وہاں کام آسان ہو جائے گا۔“

کام کیا ہے..... فنک نے کہا۔

”یس ماسٹر..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”پاکیشیا سیکرٹ سروس نے پاکیشیا میں میرے سپیشل گروپ کے ایک مشن کو ناکام کیا ہے اس لئے میں نے اس سروس کے خاتمے کا فیصلہ کر لیا ہے لیکن حکومت فاک لینڈ اور اسرائیل کے اعلیٰ حکام کی درخواست پر میں نے انہیں پاکیشیا میں سزا دینے کی بجائے ان کا دفن فاک لینڈ کے دارالحکومت کو قرار دے دیا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ دارالحکومت سان کی سڑکوں پر ان کا خون بہے اور دارالحکومت کے کتے ان کی لاشیں نوچیں..... فنک نے بڑے سادہ سے لہجے میں کہا۔

”یس ماسٹر..... سلام نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

”تم سمجھ گئے ہو گے کہ میں چاہتا ہوں کہ فوری طور پر پاکیشیا سیکرٹ سروس کو یہاں آنے پر مجبور کر دوں۔ اس کے لئے جہاز سے پاس کیا تجویز ہے..... فنک نے کہا۔

”ماسٹر۔ کیا انہیں یہ بتانا ہے کہ انہیں آپ یہاں بلوار ہے ہیں یا اسے خفیہ رکھنا ہے..... سلام نے جواب دیا۔

”نہیں۔ انہیں یہاں آنے سے پہلے بھی معلوم ہونا چاہئے کہ ان کا مقابلہ اب فنک سے ہوگا اور یہاں مرنے سے پہلے بھی انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ ان کی موت فنک کی وجہ سے ہوئی ہے..... فنک نے جواب دیا۔

”یس ماسٹر۔ یہ انتہائی آسان سی بات ہے۔ پاکیشیا کی کسی بھی اہم

شخصیت کو قتل کر دیا جائے اور اس قتل کی ذمہ داری کھلے عام فنک سنڈیکیٹ قبول کر لے۔ سلام نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ ہو سکتا ہے کہ وہ قتل کو پی جائیں اور میرے مقابلہ پر نہ آئیں۔ کوئی اور تجویز..... فنک نے کہا۔

”پھر ماسٹر۔ اس سروس کے لئے ایک سوس لڑکی کام کرتی ہے اس کا نام مس جولیا نا ہے اور کہا جاتا ہے کہ عمران اسے پسند کرتا ہے۔ اگر مس جولیا کو اغوا کر کے یہاں لے آیا جائے تو پاکیشیا سیکرٹ سروس سر کے بل یہاں پہنچ جائے گی..... سلام نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”یہ انتہائی گھٹیا کام ہے۔ فنک کے شایان شان تجویز پیش کرو..... فنک نے سخت لہجے میں کہا۔

”پھر یہی ہو سکتا ہے ماسٹر کہ آپ اسے کھلے عام چیلنج کر دیں۔ سلام نے جواب دیا۔

”وہ تو ہوگا۔ لیکن ان کی یہاں آمد۔ اوہ۔ ٹھیک ہے میرے ذہن میں ایک آئیڈیا آگیا ہے۔ اوکے..... فنک نے بات کرتے کرتے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ بڑھا کر کریڈل دبایا اور ٹون آنے پر اس نے ایک بار پھر بٹن پریس کر دیا۔

”یس ماسٹر..... دوسری طرف سے اس کے پی اے کی آواز سنائی دی۔

”اسرائیلی چیف ایجنٹ ناتھن سے بات کر او۔“ فنک نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ تجویزی دیر بعد گھنٹی بج اٹھی تو فنک نے رسیور اٹھا

”نا تھیں بول رہا ہوں لارڈ..... دوسری طرف سے ایک مردانہ پہلی بات تو یہ ہے لارڈ کہ میں نے یہ مشن اس انداز میں مکمل کیا ہے کہ اس رپورٹ کی نقل کے حصول کا پاکیشیائی حکام کو علم تک آواز سنائی دی۔“

لارڈ - میں نے پاکستان کے زیرِ ایکس میٹائلوں کی خصوصی جگہوں پر تحصیل کے بارے میں تفصیلات کی فائل حاصل کی

لارڈ۔ حکومت اسرائیل کو اطلاع ملی تھی کہ پاکیشیا نے اپنے
 خاص اڈوں کی حفاظت کے لئے شوگر ان سے انتہائی خصوصی میزائل

ایک خصوصی رپورٹ پیش کی ہے کہ وہ یہ میزائل کہاں کہاں نصب کرنا چاہتے ہیں۔ حکومت اسرائیل نے اس میں دلچسپی لی جتناچہ میں اس اصل رپورٹ کو ہی تبدیل کر دینے میں زیادہ دلچسپی لیں گے۔

ہوئے کہا۔
لیکن تمہارے اس مشن کی اطلاع وہاں کے اعلیٰ دفاعی حکام کو

قدرے مایوسی کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے۔

"یہ بھی فضول بات ہے۔ چھ ماہ پہلے کی رپورٹ اب وہ حاصل کرنے کیوں آئیں گے۔ مجھے کچھ اور سوچنا پڑے گا۔" فنک نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر جلد لمحے خاموش رہنے کے بعد اس نے ایک بار پھر رسیور اٹھایا اور فون پیس کے نیچے لگا ہوا بٹن پریس کر دیا۔

"ییس ماسٹر..... دوسری طرف سے پی اے کی آواز سنائی دی۔

"رٹھمین سے بات کر آؤ۔" فنک نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ جلد لمحوں بعد گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی اور فنک نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"ییس..... فنک نے عادت کے مطابق کہا۔

"رٹھمین بول رہا ہوں ماسٹر..... دوسری طرف سے ایک مردانہ

آواز سنائی دی۔

"رٹھمین۔ زرو گروپ کے دس بارہ آدمی پاکیشیا بھجوا دو۔ وہ وہاں جا کر بے دریغ قتل و غارت کریں۔ پھر ان میں سے ایک آدمی کو گرفتار کر آ دو۔ وہ حکام کو بتائے گا کہ کافرستان نے فاک لینڈ کے فنک سنڈیکیٹ سے مل کر پاکیشیا کو تباہ کرنے کا معاہدہ کیا ہے اور اب فنک سنڈیکیٹ مسلسل پاکیشیا میں وارداتیں کرتا رہے گا اس کے بعد اس آدمی کو چھوڑ لینا اور پھر کچھ روز خاموش رہ کر دوبارہ قتل و غارت کر کے اور فنک گروپ کا نام مشہور کر کے واپس آ جانا ہے۔" فنک نے کہا۔

"ییس ماسٹر..... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"کیا تم میرا مطلب سمجھ گئے ہو کہ میں دراصل کیا چاہتا ہوں۔" فنک نے کہا۔

"سوری ماسٹر۔ لیکن آپ کے حکم کی تعمیل ہو جائے گی۔" رٹھمین نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کو اپنے خلاف کام کرنے کے لئے فاک لینڈ بلوانا چاہتا ہوں تاکہ وہاں ان کی عدم موجودگی میں ایک اہم مشن مکمل کیا جاسکے اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو یہاں آنے پر ہر طرف سے گھیر کر ختم کر دیا جائے۔ میں انہیں یہاں بلانے کے لئے یہ واردات کرانا چاہتا ہوں تاکہ وہ فنک گروپ کے خاتمے کے لئے خود ہی یہاں آ جائیں۔" فنک نے کہا۔

"ییس ماسٹر۔ اب میں ساری بات سمجھ گیا ہوں۔ لیکن ماسٹر۔ ہمیں کیسے اطلاع ملے گی کہ وہ لوگ یہاں پہنچ گئے ہیں۔" رٹھمین نے کہا۔

"وہ لوگ یہاں پہنچ کر بہر حال فنک گروپ کے خلاف ہی کام کریں گے اور یہاں جیسے ہی انہوں نے اس سلسلے میں معمولی سی حرکت کی تو مجھے اطلاع مل جائے گی۔ تم سے جو کچھ کہا جا رہا ہے وہ کرو بہر حال تم نے اپنی کارروائیوں سے انہیں اس بات پر مجبور کر دینا ہے کہ وہ ہمارے خلاف کام کرنے کے لئے یہاں آنے پر مجبور ہو جائیں۔" فنک نے کہا۔

”یس ماسٹر۔ اب میں اچھی طرح سمجھ گیا ہوں۔ اب آپ کے حکم کی تعمیل آسانی سے ہو جائے گی۔“ رحمتین نے با اعتماد لہجے میں جواب دیا

”اوکے۔ حکم کی تعمیل کرو اور فوری۔“ فنک نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور لکھا اور ایک بار پھر کتاب اٹھالی اب اس کے چہرے پر گہرے اطمینان کے تاثرات نمایاں تھے جیسے اس کی ساری پریشانیاں دور ہو گئی ہوں۔

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھا ایک فائل کے مطالعے میں مصروف تھا جبکہ بلیک زبردکن میں اس کے لئے چائے بنانے کے لئے گیا ہوا تھا کہ میز پر رکھے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

”ایکسٹو۔“ عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

”سلیمان بول رہا ہوں۔ اگر صاحبہاں ہوں تو بات کرائیں۔“ دوسری طرف سے سلیمان کی آواز سنائی دی۔

”کیا بات ہے سلیمان۔ کیوں فون کیا ہے۔“ عمران نے اس بار اپنے اصل لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں ناخوشگوار کی کاغذ منایاں تھیں۔

”صاحب۔ کرنل فریدی صاحب کا فون آیا تھا انہوں نے کہا ہے کہ آپ جہاں بھی ہوں انہیں فوری فون کریں۔ اس لئے میں نے یہاں

”علم نجوم سیکھا بھی جاتا ہے۔ حیرت ہے۔ میرا تو خیال تھا کہ بس کاغذ پر دس بارہ خانے بنائے۔ ان میں سیاروں کے نام لکھے اور پھر کسی سیارے کو کان سے پکڑ کر دوسرے سیارے سے ٹکرا دیا اور کسی کو اٹھا کر کسی اور خانے میں بیچ دیا اور یہ کام اس وقت تک ہوتے رہنا چاہئے جب تک تمام نجوم ہاتھ جوڑ کر سلسلے نہ کھڑے ہو جائیں۔ لیکن آپ تو کہہ رہے ہیں کہ اسے باقاعدہ سیکھنا پڑتا ہے“..... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ تو دوسری طرف سے کرنل فریدی بے اختیار ہنس پڑا۔

”تم نے فاعل کی تلاش میں جو طریقہ اختیار کیا ہے وہ واقعی ایسا ہے کہ میں خود حیران رہ گیا ہوں۔ اس لئے تو میں نے پوچھا ہے کہ کہیں تم نے علم نجوم تو نہیں سیکھ لیا کہ بس زائچہ بنایا اور جا کر نجوموں کو کان سے پکڑ لیا اور ان سے فاعل اگوا لی..... دوسری طرف سے کرنل فریدی نے مسکراتی ہوئی آواز میں کہا۔

”آپ کس فاعل کی بات کر رہے ہیں پیر مرشد..... عمران نے لہجے میں حیرت پیدا کرتے ہوئے کہا۔

”پاکیشیا کی اہم ترین دفاعی فاعل۔ ویسے مجھے جو معلومات ملی تھیں ان کے مطابق یہی معلوم ہوا تھا کہ فنک گروپ کا مقصد پاکیشیا کی کسی اہم ترین شخصیت کا اغوا ہے اور اس سلسلے میں ہومل پیر اڈائز کے سالانہ فنکشن کا بھی اشارہ ملتا تھا اس لئے میں نے تمہیں کال کیا تھا لیکن مجھے یہ معلوم نہ تھا کہ ان کا مقصد اہم ترین شخصیت سے اہم ترین فاعل

فون کیا ہے..... دوسری طرف سے سلیمان نے معذرت بھرے لہجے میں کہا۔

”اچھا۔ ٹھیک ہے..... عمران نے کہا اور دوسرے ہاتھ سے کریڈل دبا کر چند لمحوں بعد کریڈل چھوڑ دیا۔ جب توں آگئی تو اس نے تیزی سے منبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

”اسلامک سیکورٹی آفس..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”کرنل فریدی صاحب سے بات کرائیں۔ میں پاکیشیا سے علی عمران بول رہا ہوں..... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”ییس سر۔ ہولڈ آن کیجیے..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہیلو۔ کرنل فریدی بول رہا ہوں..... چند لمحوں بعد کرنل فریدی کی آواز سنائی دی۔

”پیر مرشد کی خدمت میں خلیفہ خاص علی عمران سلام عرض کرتا ہے..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے بلیک زبرد ہاتھوں میں چائے کے دو کپ اٹھائے آپریشن روم میں داخل ہوا۔ اس کے لمحوں پر بھی عمران کا فقرہ سن کر مسکراہٹ آگئی تھی لیکن اس نے خاموشی سے چائے کا ایک کپ عمران کے سامنے میز پر رکھا اور دوسرا کپ اٹھا لے وہ اپنی کرسی کی طرف بڑھ گیا۔

”عمران۔ کیا اب تم نے علم نجوم بھی سیکھ لیا ہے..... دوسری طرف سے کرنل فریدی کی مسکراتی ہوئی آواز سنائی دی۔

اس کے نام کا طوطی بولتا ہے۔ لیکن ایسے آدمی تو اس قسم کی وارداتوں میں ملوث نہیں ہوا کرتے۔ ایسی وارداتیں تو سیکرٹ سہنسیاں ہی کراتی ہیں۔۔۔۔۔ کرنل فریدی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”مجھے جو معلومات ملی ہیں ان کے مطابق فنک کے تعلقات اسرائیل کے اعلیٰ ترین حکام کے ساتھ انتہائی قریبی ہیں اور مرا آئیڈیا ہے کہ یہ واردات اسرائیل نے فنک کے ذریعے کرانے کی کوشش کی ہے۔ ویسے اس نے تمام پلاننگ انتہائی ذہانت کے ساتھ بنائی تھی۔ کسی کو بھی آخری لمحات تک یہ احساس نہ ہو سکا تھا کہ آنے والا اصل آرتھر میک نہیں ہے اور ان لوگوں نے اسے پاکیشیا سے باہر لے جانے کی بھی انتہائی فول پروف پلاننگ کی تھی اور اگر اس فائل پر اتفاق سے وہ خاص کو فنک نہ ہوتی اور سردار اسے چمک نہ کر سکتے تو پھر یہ فائل بڑی آسانی سے اسرائیل پہنچ جاتی اور اس کے ساتھ ہی پاکیشیا کا دفاع انتہائی زبردست خطرے میں پڑ جاتا۔ اس لحاظ سے دیکھا جائے تو فنک دوہری شخصیت کا مالک لگتا ہے۔ وہ عام بد معاش اور گینگسٹر بھی ہے اور ساتھ ہی ساتھ وہ سیکرٹ سہنسی کے انداز میں بھی کام کرتا رہتا ہے۔۔۔۔۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔

”میرے آدمیوں نے فاک لینڈ سے جو معلومات حاصل کی ہیں ان کے مطابق تو وہ عام سا گینگسٹر ہی ہے۔ بہر حال جہارا تجزیہ زیادہ درست ہے۔ ایسا ہو بھی سکتا ہے اس لحاظ سے تو یہ فنک اسلامی دنیا کے لئے خطرناک حیثیت رکھتا ہے۔ اس کا خاتمہ ضروری ہے۔“ کرنل

ہوگا۔۔۔۔۔ کرنل فریدی نے اس بار انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”انہوں نے واقعی اہم ترین شخصیت کو ہی اغوا کیا ہے اور اس بنا پر وہ اس فائل کو بھی حاصل کرنے میں کامیاب ہوئے ہیں۔ لیکن اہم ترین شخصیت پاکیشیائی نہیں بلکہ فاک لینڈ کی تھی۔ اس کا نام تھا آرتھر میک۔ جو فاک لینڈ کا بہت مشہور دفاعی ماہر ہے۔۔۔۔۔ عمران نے بھی اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”اوہ۔ تو یہ اس انداز میں واردات ہوئی ہے لیکن تم اس قدر جلد اس فائل تک کیسے پہنچ گئے۔۔۔۔۔ کرنل فریدی نے کہا۔

”اب آپ تو پیر و مرشد ہیں۔ آپ سے تو کوئی چیز چھپائی بھی نہیں جا سکتی۔ ورنہ کوئی اور تو چھتا تو اس سے دس من مٹھائی اور دو سو گز ململ کی پگڑی لئے بغیر ہرگز نہ بتاتا۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے کرنل فریدی کو بتا دیا کہ فائل کو کاپی ہونے سے بچانے کے لئے اس پر خاص کو فنک کی گئی تھی جس سے ریز نکلتی رہتی ہیں اور اس نے کس طرح سردار سے مل کر ان ریز کو ٹریس کیا اور کس طرح یہ فائل واپس حاصل کر لی۔

”جہاری ذہانت کبھی کبھی واقعی ناقابل یقین کارنامے سرانجام دیتی ہے لیکن جن آدمیوں کو تم نے پکڑا ہے انہوں نے کیا کیا ہے کیونکہ فنک کے بارے میں مجھے جو تازہ ترین اطلاعات ملی ہیں ان کے مطابق وہ فاک لینڈ کا مشہور گینگسٹر ہے۔ اس نے باقاعدہ سڈیکٹ بنایا ہوا ہے۔ خود وہ کبھی کسی کے سامنے نہیں آتا۔ لیکن فاک لینڈ میں

فریدی نے کہا۔

”ہاں۔ آپ کی بات درست ہے لیکن اس کے لئے آپ کو تکلیف کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ پاکیشیا سیکرٹ سروسز اس سلسلے میں پہلے ہی فیصلہ کر چکی ہے کہ پاکیشیا کی سلامتی تک پہنچانے والے اس ہاتھ کو ہمیشہ کے لئے توڑ دیا جائے اور میں آپ کا فون اپنے پر فاک لینڈ کے بارے میں ہی فائل کا مطالعہ کر رہا تھا..... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”اگر جہاز چیف یہ فیصلہ کر چکا ہے تو پھر ٹھیک ہے..... کرنل فریدی نے مسکراتی ہوئی آواز میں کہا۔

”بڑی مشکل سے منایا ہے چیف کو۔ وہ تو کسی صورت مان ہی نہیں رہے تھے۔ کہتے تھے کہ اب سیکرٹ سروس عام سے بد معاش سے لڑتی پھرے گی لیکن آپ تو جانتے ہیں کہ آج کل مہنگائی اس قدر ہے کہ فارغ بیٹھا نہیں رہا جاسکتا۔ خدا خدا کر کے کوئی فائل نگم ہوئی ہے اور وہ اتنی جلدی برآمد ہو گئی ہے کہ چیف صاحب کہتے ہیں کہ تم نے کیا ہی کیا ہے کہ تمہیں معاوضہ دیا جائے..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا اور دوسری طرف سے کرنل فریدی بے اختیار ہنس پڑا۔

”بات تو تمہارے چیف کی درست ہے کہ تم جیسے بڑے نامور سیکرٹ ایجنٹ اب فنک جیسے عام سے بد معاشوں سے لڑتے پھریں گے..... کرنل فریدی نے ہنستے ہوئے کہا۔

”ارے ارے خدا کے لئے آہستہ بولیں۔ چیف کے کان بڑے لمبے

ہیں۔ اپنے مطلب کی بات سو میل سے سن لیتا ہے۔ اس نے آپ کی بات سن لی تو جو میں نے بڑی مشکل سے سکوپ بنایا ہے وہ بھی ہاتھ سے جاتا رہے گا..... عمران نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور دوسری طرف سے کرنل فریدی اپنی عادت کے خلاف قبضہ مار کر ہنس پڑا۔

”اگر ایسی بات ہے تو پھر اپنے چیف کو میری طرف سے بتا دینا کہ فنک نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کو فاک لینڈ بلانے کے لئے باقاعدہ دعوت نامہ ارسال کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے اور یہ دعوت نامہ پاکیشیا میں بے دریغ قتل و غارت پر مشتمل ہے..... کرنل فریدی نے جواب دیا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

”کہیں آپ مذاق تو نہیں کر رہے..... اس بار عمران کا لہجہ بے حد سنجیدہ تھا۔

”تم جو چاہے کہتے رہو۔ میں کچھ کہوں تو وہ مذاق ہو جاتا ہے۔“ کرنل فریدی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ آپ کو اس کی باقاعدہ اطلاع مل چکی ہے..... عمران کا لہجہ اسی طرح سنجیدہ تھا۔

”ہاں اور اسی لئے میں نے فون کیا تھا۔ فاک لینڈ میں فنک کے ایک سیکشن میں میرا مخبر موجود ہے۔ مجھے پاکیشیا سے اطلاع مل گئی تھی کہ تم نے انتہائی حریت انگیز انداز میں فائل واپس حاصل کر لی ہے اس پر میں سمجھ گیا تھا کہ یہ فنک احمالہ جہاز سے خلاف انتقامی

”تمہیں کیسے اندازہ ہوا کہ وہ ٹریس ہو چکا ہے“..... کرنل فریدی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”اس قدر اہم ترین معلومات حاصل کرنے والے آدمی کو طیارہ تباہ ہونے کے بعد لازماً ٹریس کر لیا گیا ہوگا“..... عمران نے کہا۔

”ہاں۔ مجھے افسوس ہے کہ اسے ٹریس کر لیا گیا اور اس کی لاش سڑک پر پڑی ہوئی پائی گئی“..... کرنل فریدی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ آپ کی بے حد مہربانی کرنل صاحب آپ نے پاکستان کے بے گناہ شہریوں کو ہلاکت سے بچانے کی کارروائی کی۔ اب میں اس فنک سے خود ہی نمٹ لوں گا“..... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”پاکیشیا چونکہ اسلامی ملک ہے اس لئے اس کے شہریوں کو اس طرح کی ہلاکت سے بچانا میرا فرض تھا جو میں نے ادا کر دیا ہے۔ اس کے علاوہ اگر تم کہو تو فنک کے خلاف میں خود کوئی کارروائی کروں“..... کرنل فریدی نے کہا۔

”نہیں پیر و مرشد۔ اس سے میں خود نمٹ لوں گا۔ آپ بڑے آدمی ہیں۔ آپ کا ایسے گھٹیا مجرموں کے مقابل آنا درست نہیں ہے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اوکے۔ خدا حافظ“..... دوسری طرف سے کرنل فریدی نے کہا تو عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

کارروائی کرے گا۔ سہانچہ میں نے اپنے منہ پر کھڑک لگا کر دیا تھا اور پھر مجھے اطلاع مل گئی کہ فنک نے اپنے ایک خاص زیر و گروپ کو پاکیشیا بھجوا دیا ہے تاکہ وہ وہاں جا کر بے دریغ قتل و غارت کرے اور اس بات کی قاعدہ تشہیر کی جائے کہ کافرستان نے فنک گروپ کی خدمات حاصل کر لی ہیں کہ پاکیشیا میں مسلسل قتل و غارت اور تباہی مچائی جائے تاکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس فنک سنڈیکیٹ کے خاتمے کے لئے فاک لینڈ آئے پر مجبور ہو جائے اور اسے یہاں ختم کر دیا جائے جبکہ اس کی عدم موجودگی میں پاکیشیا سے اس فائل کو حاصل کرنے کا مشن دوبارہ سرانجام دیا جائے۔ مجھے جیسے ہی یہ اطلاع ملی میں فوراً ہی حرکت میں آگیا اور پھر میرے آدمیوں نے وہ طیارہ فضا میں ہی تباہ کر دیا جس میں فنک کے زیر و گروپ کے افراد پاکیشیا آرہے تھے۔ یہ لوگ چارٹرڈ طیارے کے ذریعے پاکیشیا آرہے تھے اور طیارہ بھی فنک کی ہی اپنی ذاتی کمپنی کا تھا اس لئے میں نے طیارہ تباہ کر دیا تاکہ یہ لوگ پاکیشیا جا کر منصوبے کے مطابق بے گناہ افراد کو ہلاک نہ کر سکیں اور جنہیں فون کا کرنے کا مقصد بھی یہی تھا کہ جنہیں اس صورت حال سے آگاہ کر دیا جائے۔ اب جبکہ تم نے بتا دیا ہے کہ تمہارے چیف نے فنک کے خلاف کام کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے تو میں مطمئن ہو گیا ہوں۔“ کرنل فریدی نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”آپ کا وہ منہ اب بھی وہاں کام کر رہا ہے یا ٹریس ہو چکا ہے۔“ عمران نے کہا۔

موجودگی میں یہاں آسانی سے کارروائی کر سکے اور چونکہ فاک لینڈ میں اس کا سنڈیکیٹ بے حد مضبوط ہے اس لئے اسے یقین ہے کہ وہ آسانی سے وہاں سیکرٹ سروس کا خاتمہ کر دے گا اور اس بات سے ہی ظاہر ہوتا ہے کہ یہاں اس کا مخبری کا نظام خاصا طاقتور ہے کہ اسے وہاں بیٹھے معلوم ہو گیا ہے کہ فائل کی برآمدگی کی کارروائی پاکستانی سیکرٹ سروس نے کی ہے اور ایسے نظام رکھنے والے لوگ صرف بد معاش نہیں ہوا کرتے..... عمران نے کہا۔

”میرا خیال ہے کہ آپ کی وجہ سے اسے معلوم ہوا ہے کیونکہ آپ کے متعلق تو شاید اب دنیا کا ہر آدمی جاننے لگ گیا ہے کہ آپ پاکستانی سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتے ہیں..... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ایسا ہی ہوا ہو گا لیکن اس سے اس کی مخبری کے نظام کی طاقت کا تو پتہ چلتا ہے..... عمران نے کہا۔

”لیکن آپ وہاں جا کر کیا کریں گے۔ کیا فنک کے بد معاشوں سے لڑیں گے۔ ان کے کلب وغیرہ تباہ کریں گے اگر ایسا ہے تو اس سے کیا فائدہ ہو گا..... بلیک زیرو نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

”میرا خیال ہے کہ چیف حضرات کے ذہن کسی بین الاقوامی سانچے میں ڈھلے ہوئے ہیں کہ ایک جیسے خیالات ہی سب کے ذہنوں میں آتے ہیں۔ فنک ایک سنڈیکیٹ کا چیف ہے۔ اس نے بھی یہی سوچا کہ پاکستانی سیکرٹ سروس یہاں آنے لگی تو اس کے بد معاشوں سے

”آپ کی چائے تو ٹھنڈی ہو گئی ہو گی۔ اسے دوبارہ گرم کر لاؤں..... بلیک زیرو نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ اس کی ضرورت نہیں ہے۔ کرنل فریدی کی گرم گرم باتیں سن کر اب مزید کسی گرمی کی گنجائش نہیں رہی..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور چائے کی بیانی اٹھا کر اس نے بڑے بڑے گھونٹ لینے شروع کر دیے۔

”کیا واقعی آپ فنک کے خلاف کام کرنے کا فیصلہ کر چکے ہیں۔ آپ نے مجھے تو بتایا نہیں..... بلیک زیرو نے کہا۔

”فاک لینڈ کی فائل میں اسی لئے دیکھ رہا تھا۔ فنک کے بارے میں جو معلومات میں نے مختلف ایجنسیوں سے حاصل کی ہیں ان سب کے مطابق فنک ایک عام سا بد معاش ہے لیکن جس ذہانت سے اس نے دفاعی فائل حاصل کرنے کی پلاننگ کی ہے اس سے مجھے اس بات پر یقین نہ آ رہا تھا کہ فنک ایک عام سا بد معاش ہو سکتا ہے ویسے بھی عام سے بد معاش اس قسم کی دفاعی فائلوں کو حاصل کرنے کے لئے کام نہیں کیا کرتے لیکن کسی طرف سے بھی کوئی اطلاع نہ مل رہی تھی جس سے یہ ثابت ہو جاتا کہ اس کا تعلق حکومت سے ہے لیکن اب کرنل فریدی کی بات سن کر مجھے یقین ہو گیا ہے کہ فنک دراصل اسرائیلی ایجنٹ ہے اب دیکھو اس نے فائل حاصل کرنے کا جو پلان دوبارہ بنایا ہے وہ بھی اس کی انتہائی ذہانت کو ظاہر کرتا ہے۔ وہ پاکستانی سیکرٹ سروس کو فاک لینڈ بلانا چاہتا ہے تاکہ اس کی عدم

”میں واقعی یہی بات سوچ رہا تھا..... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”میں نے فنک کے بارے میں جو معلومات حاصل کی ہیں ان میں ایک اہم بات یہ سامنے آئی ہے کہ فنک کی ایک لڑکی فاک لینڈ کی ایک یونیورسٹی میں زیر تعلیم ہے اور وہ وہیں ہو سٹل میں ہی رہتی ہے اور ویک اینڈ پر اپنے والد سے ملنے جاتی ہے اور فنک بھی چاہے پورا ہفتہ کہیں بھی رہے لیکن ویک اینڈ پر وہ ہر صورت میں اپنی لڑکی جس کا نام دینا بتایا گیا ہے سے ملنے اپنی رہائش گاہ پر ضرور پہنچ جاتا ہے۔ ہمارا مقصد صرف فنک کا خاتمہ ہے اس لئے یہ کام اس کی لڑکی کے ذریعے ہی کرایا جاسکتا ہے..... عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا تو بلیک زیرو بے اختیار چونک پڑا۔

”آپ کا مطلب ہے کہ آپ اس لڑکی کے میک اپ میں کوئی دوسری عورت بھیج دیں گے جو فنک کو ہلاک کر دے گی لیکن فنک جیسے ذہین آدمی نے لامحالہ اس بارے میں بھی انتظامات کر رکھے ہوں گے۔“ بلیک زیرو نے کہا۔

”ایسا سوچنا تو انتہائی حماقت ہے بلیک زیرو۔ میں نے کوئی فاسٹل بات نہیں کی۔ ایک انیڈیا بی بتایا ہے..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”اگر آپ ناراض نہ ہوں تو میں ایک تجویز پیش کروں..... چند لمحے خاموش رہنے کے بعد اچانک بلیک زیرو نے کہا تو عمران چونک پڑا۔

لڑتی پھرے گی اور تم سیکرٹ سروس کے چیف ہو۔ تم نے بھی یہی بات کی ہے..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اور آپ کر بھی کیا سکتے ہیں۔ آپ کے سامنے کوئی مشن تو ہوگا نہیں..... بلیک زیرو نے برا سامنہ بناتے ہوئے کہا۔

”فنک نے جس طرح انتہائی ذہانت سے پلاننگ بنا کر پاکیشیا کی اہم ترین فاعل حاصل کی تھی ایسے آدمی کا خاتمہ ہی سب سے بڑا مشن ہے بلیک زیرو۔ اس بار تو اس کا مشن ناکام ہو گیا ہے لیکن ضروری نہیں کہ آئندہ بھی وہ ناکام رہے..... عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”آپ کی بات درست ہے۔ ایسے آدمی کا خاتمہ پاکیشیا کے مفاد میں ہے لیکن آپ کو تو وہ لوگ پہنچاتے ہیں۔ ظاہر ہے جیسے ہی آپ وہاں سے روانہ ہوں گے ویسے ہی انہیں اس کا علم ہو جائے گا اور پھر پورے فاک لینڈ کے بد معاش وہاں آپ کو گھیرنے کے لئے تیار ہو جائیں گے..... بلیک زیرو نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”تم جو کچھ سوچ رہے ہو۔ وہ میں سمجھ رہا ہوں کہ سیکرٹ سروس فاک لینڈ پہنچ کر خواہ بد معاشوں سے لپکتی رہے گی لیکن ایسا نہیں ہوگا۔ صرف ایک آدمی کے ہلاک کرنے کے مشن کے لئے سیکرٹ سروس کو حرکت میں لانا ہی سیکرٹ سروس کی توہین ہے اور کم از کم میں تو ایسے توہین کا سوچ بھی نہیں سکتا..... عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

ٹھیک ہے اس معاملے میں زیادہ گہرائی میں جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ایک گروپ کو لے کر کھلے عام وہاں پہنچ جاتا ہوں تم یہاں دوسرے گروپ کے ساتھ محتاط رہنا۔“
 عمران نے اس طرح طویل سانس لیتے ہوئے کہا جیسے اس نے اچانک سب باتیں سوچنا چھوڑ کر کوئی فیصلہ کر لیا ہو۔
 ”میرے خیال سے یہ بہتر رہے گا۔“..... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”کیسی تجویز۔ کھل کر بات کرو۔“..... عمران نے کہا۔
 ”آپ سب یہاں رہیں۔ میں فاک لینڈ چلا جاتا ہوں۔ وہاں فنک کو ٹریس کر کے اس کا خاتمہ کر دوں گا۔ فنک آپ کے بارے میں تو جانتا ہے لیکن میرے بارے میں کچھ نہیں جانتا۔“..... بلیک زیرو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
 ”نہیں۔ تم اکیلے وہاں جا کر کچھ نہیں کر سکو گے۔ فاک لینڈ میں فنک کی جو حیثیت ہے اور جس طرح اس کے آدمی وہاں کام کر رہے ہیں اس کا مجھے کچھ اندازہ ہے۔ اس قسم کے سنڈیکیٹ اتہائی خطرناک ہوتے ہیں۔ ان کی دہشت عام لوگوں پر اس قدر ہوتی ہے کہ عام لوگ بھی خوف کی وجہ سے ان کے منہ بن جاتے ہیں اور فنک سنڈیکیٹ تو اتہائی طاقتور سنڈیکیٹ ہے البتہ اس کا یہ حل ہو سکتا ہے کہ سیکرٹ سروس کا ایک گروپ وہاں باقاعدہ جائے اور وہاں فنک سنڈیکیٹ کے خلاف کام شروع کر دے جبکہ دوسرا گروپ خفیہ رہ کر فنک کے خاتمے کے لئے کام کرے۔ اس طرح فنک بھی مطمئن ہو جائے گا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اس کی سوچ کے عین مطابق جال میں پھنس گئی ہے۔“..... عمران نے کہا۔
 ”لیکن پھر یہاں بھی تو سیکرٹ سروس کو کام کرنا پڑے گا کیونکہ فنک کا منصوبہ تو یہی ہے کہ جب پاکیشیا سیکرٹ سروس وہاں پہنچے تو وہ اپنے آدمی یہاں بھجوا دے۔“..... بلیک زیرو نے کہا۔
 ”ہاں۔ یہاں بھی سیکرٹ سروس کا رہنا ضروری ہے۔ بہر حال

جواب دیا۔

”ہاں۔ رتھمین نے جو زبردگروپ پاکیشیا بھجوا یا تھا اسے راستے میں ہی ختم کر دیا گیا ہے اور یہ کام اسلامک سیکورٹی کو نسل کے کرنل فریدی کی طرف سے ہوا ہے۔“ رابرٹ نے کہا تو فنک بے اختیار چونک پڑا۔

”کرنل فریدی کی طرف سے۔ لیکن اس کا اس سارے معاملے سے کیا تعلق ہے؟“ فنک نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
”پاکیشیا اسلامی ملک ہے ماسٹر اور کرنل فریدی اسلامک سیکورٹی کو نسل کا چیف ہے۔“ رابرٹ نے جواب دیا۔

”کیسے معلوم ہوا کہ یہ کام کرنل فریدی کا ہے؟“ فنک نے اس بار قدرے سخت لہجے میں کہا۔

”رتھمین کے گروپ میں اس کا مخبر موجود تھا ماسٹر۔ زبردگروپ جس چارٹرڈ طیارے پر پاکیشیا جا رہا تھا اس چارٹرڈ طیارے کو فضا میں ہی تباہ کر دیا گیا اور وہ آدمی اس کی اطلاع کرنل فریدی کو ایک خاص سائٹ کے ٹرانسمیٹر پر دے رہا تھا کہ اسے پکڑ لیا گیا اور پھر تشدد کے بعد اس نے یہی بتایا ہے کہ پہلے بھی جو مشن پاکیشیا میں ناکام ہوا اب اس میں بھی کرنل فریدی کا ہاتھ ہے اور اب بھی زبردگروپ کے وہاں خاتمے کے بارے میں اس نے ہی کرنل فریدی کو اطلاع دی تھی۔“ رابرٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیا وہ مخبر ابھی زندہ ہے؟“ فنک نے پوچھا۔

فنک اس وقت اپنے محل میں موجود مین کے پیچھے کرسی پر بیٹھا ہوا ایک فائل کے مطالعے میں مصروف تھا کہ مین پر رگھے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی اور فنک نے فائل سے نظریں ہٹائے بغیر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔
”ہیں۔“ فنک نے کہا۔

”رابرٹ آپ سے بات کرنا چاہتا ہے ماسٹر۔“ دوسری طرف سے اس کے پی اے کی موبائے آواز سنائی دی۔
”بات کراؤ۔“ فنک نے مختصر الفاظ میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”رابرٹ بول رہا ہوں ماسٹر۔“ چند لمحوں بعد رسیور سے ایک اور مردانہ آواز سنائی دی۔

”ہو لو۔“ فنک نے اسی طرح فائل پر نظریں جمائے ہوئے

جواب دیتے ہوئے کہا۔
 "اگر آپ حکم دیں تو جس طرح کرنل فریدی نے زیر و گرد و پ کے
 طیارے کو فضا میں تباہ کر دیا ہے اسی طرح اس طیارے کو بھی فضا
 میں تباہ کر دیا جائے جس میں عمران اپنے ساتھیوں سمیت سفر کر رہا
 ہے۔۔۔۔۔ رابرٹ نے کہا۔

"نہیں رابرٹ۔ میں ان کے شایان شان موت انہیں دینا چاہتا
 ہوں۔ ابھی تم لوگ صرف ان کی نگرانی کرو گے انہیں یہاں پہنچ کر کچھ
 دنوں تک آزادی سے کام کرنے دو تاکہ میں بھی دیکھوں کہ وہ یہاں
 آکر کیسے کام کرتے ہیں۔ میں نے سنا ہے کہ عمران انتہائی ذہین آدمی
 ہے۔ میں اس کی ذہانت دیکھنا چاہتا ہوں۔۔۔۔۔ فنک نے کہا۔
 "آپ کا مطلب ہے ماسٹر کو وہ جو کچھ کرتے رہیں۔ ان کو کچھ نہ کہا
 جائے۔۔۔۔۔ رابرٹ کے سچے میں حیرت تھی۔

"نہیں۔ میرا یہ مطلب نہیں ہے۔ تم اور جہاد راگروپ ان کی
 نگرانی کرے گا جبکہ جیکب گروپ یہاں ان کے مقابلے پر اترے گا۔
 جیکب کو میرا حکم پہنچا دینا کہ میں چاہتا ہوں کہ عمران اور اس کے
 ساتھیوں کا خاتمہ اس کے ہاتھوں ہو۔۔۔۔۔ فنک نے کہا۔

"ییس ماسٹر۔ میں سمجھ گیا ہوں۔۔۔۔۔ رابرٹ نے کہا تو فنک نے
 رسیور رکھ دیا لیکن رسیور رکھتے ہی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو فنک نے
 چونک کر ایک بار پھر رسیور اٹھایا۔
 "ییس۔۔۔۔۔ فنک نے کہا۔

"نہیں ماسٹر۔ وہ تشدد کے دوران ہلاک ہو گیا ہے۔۔۔۔۔ رابرٹ
 نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
 "اس کا مطلب ہے کہ ہمارے خلاف دو گروپ کام کر رہے ہیں۔"
 فنک نے کہا۔

"کرنل فریدی کے بارے میں اطلاع ملنے کے بعد ہم نے اپنے طور
 پر وہاں موجود کچھ لوگوں سے معلومات حاصل کر لی ہیں ان معلومات
 کے مطابق کرنل فریدی براہ راست آپ کے خلاف میدان میں نہیں آ
 رہا۔ البتہ اس نے پاکیشیا میں عمران کو فون کر کے اسے آپ کے
 متعلق بتا دیا ہے اور عمران نے اسے بتایا ہے کہ وہ آپ کے خلاف کام
 کرنے کے لئے فاک لینڈ آ رہا ہے اور ماسٹر۔ ابھی چند لمحے پہلے یہ اطلاع
 کنفرم بھی ہو گئی ہے۔ علی عمران اپنے چار ساتھیوں سمیت فاک لینڈ
 کے لئے پاکیشیا سے روانہ ہو گیا ہے۔۔۔۔۔ رابرٹ نے جواب دیتے
 ہوئے کہا۔

"گڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ ہماری پلاننگ کامیاب جا رہی
 ہے۔ فنک نے مسکراتے ہوئے کہا۔
 "لیکن ماسٹر۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس صرف چار افراد پر مشتمل تو
 نہیں ہوگی۔۔۔۔۔ رابرٹ نے کہا۔

"مجھے معلوم ہے لیکن عمران اور اس کے ساتھیوں کے خاتمے کے
 بعد لامحالہ ان کا انتقام لینے کے لئے باقی افراد بھی یہاں پہنچ جائیں گے۔
 اس طرح پوری سیکرٹ سروس کا خاتمہ ہو جائے گا۔۔۔۔۔ فنک نے

یہاں کا ہر آدمی اس کا دشمن ہو گا اور میں جب چاہوں گا ایک اشارے سے اس کا اور اس کے ساتھیوں کا خاتمہ کر دوں گا۔..... فنک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”آج تک جہارے متعلق بچہ سمیت سب کی یہی رائے تھی کہ تم انتہائی ذہین آدمی ہو۔ لیکن آج پہلی بار مجھے احساس ہو رہا ہے کہ تم دنیا کے سب سے بڑے احمق ہو۔..... زارش نے انتہائی درشت لہجے میں کہا تو فنک کا چہرہ بگڑ سا گیا۔

”یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں سر۔..... فنک نے ایسے لہجے میں کہا جسے بڑی مشکل سے اپنے آپ پر کنٹرول کر کے بول رہا ہو۔

”میں درست کہہ رہا ہوں۔ جسے تم اپنے بد معاشوں کے ہاتھوں مروانا چاہتے ہو۔ اس کو مارنے میں اسرائیل کی تمام دستگیریاں، ایکریمن، گرےٹ لینڈ، ویسٹرن کارمن اور نجائے کس کس ملک کی سیکرٹ دستگیریاں اور سیکرٹ ایجنٹس ناکام رہے ہیں اور نجائے کتنی بین الاقوامی مجرم تھیمیں یہی حسرت لئے خاک میں مل گئی ہیں۔ وہ ہزار آنکھیں اور ہزار دماغ رکھنے والا ایک ایسا عفریت ہے جس کا کوئی توڑ ہی نہیں ہے اور یہ بھی بتا دوں کہ وہ صرف اس لئے فاک لینڈ آ رہا ہے کہ اسے کسی نہ کسی طرح اطلاع مل گئی ہوگی کہ فاک لینڈ میں اسرائیل کی تھری ایکس لیبارٹری کام کر رہی ہے اور تم اس کے انچارج ہو۔ وہ لامحالہ جہارے ذریعے اس لیبارٹری کا کھوج لگا لے گا اور پھر جہارے ساتھ ساتھ اس لیبارٹری کو بھی تباہ کر دے گا اور تم جانتے ہو

”ماسٹر۔ اسرائیل سے جناب زارش آپ سے فوری بات کرنا چاہتے ہیں۔..... دوسری طرف سے پی اے کی آواز سنائی دی۔

”اوہ اچھا۔ بات کراؤ۔..... فنک نے چونک کر کہا۔

”ہیلو زارش بول رہا ہوں۔..... چند لمحوں بعد ایک تھکمانے آواز سنائی دی۔

”یہ سر۔ میں فنک بول رہا ہوں۔..... اس بار فنک کا لہجہ خاصا مؤدبانہ تھا۔

”فنک۔ مجھے اطلاع ملی ہے کہ پاکیشیا میں جہار امشن ناکام ہو گیا ہے اور اب عمران پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ساتھ فاک لینڈ آ رہا ہے تاکہ جہیں ٹریس کر کے جہار کا خاتمہ کر سکے۔..... زارش کا لہجہ سرد تھا۔

”آپ کی اطلاع درست ہے لیکن فاک لینڈ اسے میں نے خود بلوایا ہے۔..... فنک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”خود بلوایا ہے۔ کیا مطلب۔ کیوں بلوایا ہے۔..... زارش کے لہجے میں حیرت تھی۔ اور جواب میں فنک نے اسے پوری تفصیل بتا دی۔

”تو جہار اخیال ہے کہ وہ یہاں آکر جہارے دو ٹکے کے بد معاشوں سے لڑتا پھرے گا اور جہارے سنڈیکٹ کے لوگ اس کا خاتمہ کر دیں گے۔..... زارش کے لہجے میں بے پناہ تلخی تھی۔

”یہ سر یہاں آنے کے بعد اس کی موت میری مٹھی میں ہوگی۔

”آپ کا بے حد شکریہ جناب کہ آپ نے وہاں میری حمایت کی۔
 لیکن میں آپ کے اس فیصلے کو تسلیم کرنے سے انکار کرتا ہوں۔ میرا
 نام فنک ہے اور میں اس طرح ایک آدمی سے چھپ کر نہیں بیٹھ سکتا
 آپ زیادہ سے زیادہ میری موت کا حکم صادر کر دیں گے۔ مجھے اس کی
 پرواہ نہیں ہے۔ میں اپنا تحفظ کر سکتا ہوں۔ لیکن یہ بتا دوں کہ اگر
 اسرائیل کے کسی ایجنٹ نے مجھ پر حملہ کرنے کی کوشش کی تو
 اسرائیل کی لیبارٹری ایک لمحے میں جل کر راکھ ہو جائے گی۔“ فنک
 نے تیز لہجے میں کہا تو دوسری طرف چند لمحوں تک خاموشی طاری رہی۔
 ”کیا تم اسرائیل سے بغاوت کر رہے ہو؟“..... چند لمحوں بعد زارش
 کی چیخنی ہوئی آواز سنائی دی۔

”نہیں۔ لیکن میں اس طرح اسرائیل کے ہاتھوں کھلونا بھی نہیں
 بن سکتا کہ جب چاہیں مجھے آف کر دیں اور جب چاہیں مجھے آن کر
 دیں۔“..... فنک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”دیکھو فنک۔ تم اسرائیل کے ایک اچھے ایجنٹ ہو۔ ہم نہیں
 چاہتے کہ تم اس عمران کے ہاتھوں ضائع ہو جاؤ۔“..... اس بار زارش کا
 لہجہ پہلے سے نرم تھا۔

”یہ تو وقت بتائے گا کہ کون کس کے ہاتھوں ضائع ہوتا ہے۔
 بہر حال یہ بات طے ہے کہ میں اس عمران کا اور پوری سکیورٹی سروس کا
 خاتمہ کر دوں گا پھر آپ سے بات کروں گا۔“..... فنک نے تیز لہجے میں
 کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک جھٹکنے سے سیور رکھ دیا۔

کہ اس لیبارٹری میں بننے والے ہتھیار بر اسرائیل نے اپنی بقا کا انحصار
 کر رکھا ہے۔“..... زارش کے لہجے میں بے حد تلخی تھی۔

”نہیں سر۔ ایسا ناممکن ہے۔ پورے فاک لینڈ میں میری ذات کے
 سوا اور کوئی نہیں جانتا کہ لیبارٹری ہے بھی یا نہیں۔ اسے کیسے
 معلوم ہو سکتا ہے۔“..... فنک نے جواب دیا۔

”نہیں۔ اس معاملے میں ہم کوئی رسک نہیں لے سکتے۔ اس
 لیبارٹری اور اس ہتھیار پر اسرائیل کے مستقبل کا انحصار ہے۔ اس
 لئے تم ایسا کرو کہ عمران کے فاک لینڈ پہنچنے سے پہلے اسرائیل
 شفٹ ہو جاؤ۔ فوری طور پر بغیر کوئی لمحہ ضائع کئے اور یہ رعایت بھی
 صرف تمہارے لئے ہے ورنہ جہاز کی جگہ کوئی دوسرا ہوتا تو ہم اسے ان
 حالات میں زندہ بلانے کی بجائے اسے ہلاک کر دیتا زیادہ بہتر
 سمجھتے۔“..... زارش نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیا یہ آپ کا حکم ہے۔“..... فنک نے ہنستے ہوئے کہا۔
 ”صرف میرا ہی نہیں ہے بلکہ تمام اعلیٰ حکام کا فیصلہ ہے۔ جیسے ہی
 ہمیں یہ اطلاع ملی کہ عمران فاک لینڈ جہاز کے خلاف کام کرنے آ رہا
 ہے تو فوری طور پر ہنگامی میسنگ کال ہوئی اور پھر طویل بحث مباحثے
 کے بعد جو فیصلہ ہوا وہ تم تک میں پہنچا رہا ہوں ویسے بیشتر حکام کا
 خیال تھا کہ تمہیں ہلاک کر دیا جائے لیکن میں نے اس کی مخالفت کی
 اور پھر میرے نفوس دلائل کی وجہ سے جہاز کی زندگی بچ گئی۔“..... زارش
 نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ناسنس۔ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ فنک کے ناخدا بن گئے ہیں۔" فنک نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا اور فون کے نیچے لگا ہوا بین پریس کر دیا۔

"یس ماسٹر"..... دوسری طرف سے اس کے پی اسے کی آواز سنائی دی۔

"رابرٹ سے بات کراؤ"..... فنک نے تیز لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔ سجدہ لمحوں بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

"یس"..... فنک نے رسیور اٹھاتے ہوئے کہا۔

"رابرٹ بول رہا ہوں ماسٹر۔ آپ نے یاد کیا تھا"..... دوسری طرف سے رابرٹ کی آواز سنائی دی۔

"سنو رابرٹ۔ میں نے اپنا پہلا فیصلہ تبدیل کر دیا ہے۔ اب عمران اور اس کے ساتھیوں کو کوئی موقع نہیں دیا جائے گا۔ پورے سنڈیکیٹ اور تمام شعبوں کو ریڈارٹ کر دو اور انہیں عمران اور اس کے ساتھیوں کی فوری ہلاکت کی کال دے دو۔ اب چاہئے اس کا طریقہ فضا میں ہی تباہ کر دیا جائے یا اس کا خون زمین پر بہاؤ۔ میں اس کی اور اس کے ساتھیوں کی فوری ہلاکت چاہتا ہوں اور تم بھی سن لو اور تمام سیکشنز کو بھی بتا دینا کہ جو بھی عمران اور اس کے ساتھیوں کے مقابلے میں ناکام رہا وہ موت کے گھاٹ اتار دیا جائے گا۔ اٹ از فاسٹل آرڈر"..... فنک نے انتہائی تیز لہجے میں کہا۔

"اب میں دیکھوں گا کہ عمران مزید کتنے سانس لیتا ہے اور اب ان

اسرائیلی حکام کو بھی علم ہو جائے گا کہ فنک کیا حیثیت رکھتا ہے"..... فنک نے رسیور رکھ کر بڑبڑاتے ہوئے کہا اور ایک بار پھر فائل پر نظر میں مبادیں۔ اس کا پہرہ تیزی سے پرسکون ہوتا چلا گیا۔

نفسٹ پر بیٹھا ہی تھا کہ صفدر نے سوال کر دیا تھا۔

”خاک چھانتا“..... عمران نے مختصر سا جواب دیا اور ایک بار پھر
نفسٹ سے سرٹکا کر آنکھیں بند کر لیں۔

”لیکن چھاننی تو آپ ساتھ لائے نہیں.....“ صفدر نے مسکراتے
ہوئے جواب دیا تو عمران نے ایک جھٹکے سے آنکھیں کھول دیں۔

”کیا وہاں نہیں ملے گی.....“ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
”کہاں.....“ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”خاک لینڈ میں۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ جہاں خاک ہو وہاں
چھاننی نہ ہو“..... عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

”تو آپ خاک لینڈ جا رہے ہیں.....“ صفدر نے مسکراتے ہوئے
کہا۔

”یہ جدید دور ہے مسٹر صفدر سعید۔ اب وہ قدیم زمانہ نہیں کہ
سینڈ لینڈ میں جا کر لیلیٰ لیلیٰ پکارنا پڑے۔ اب تو خاک لینڈ کا دور ہے
جہاں خاک بھی مل جاتی ہے اور لینڈ بھی.....“ عمران نے منہ بناتے
ہوئے جواب دیا تو صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

”جب آپ سے کوئی بات نہ سکے۔ تب پھر آپ اس انداز میں
بات کر دیتے ہیں جیسے آپ کی بات میں بڑے گہرے راز پوشیدہ ہوں۔
جدید دور۔ خاک اور لینڈ۔ کیا معنی ہوا.....“ صفدر نے ہنستے ہوئے
کہا۔

”خاک جانتے ہو کسے کہتے ہیں.....“ عمران نے کہا۔

”عمران صاحب۔ فاک لینڈ میں ہمارا مشن کیا ہے“..... صفدر
نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔ وہ سب اس وقت ہوائی جہاز کی
نفسٹوں پر براجمان تھے اور جہاز فضا میں انتہائی تیز رفتاری سے فاک
لینڈ کی طرف اڑا چلا جا رہا تھا۔ عمران کے ساتھ صفدر، تنویر، کیپٹن
شکیل اور خاور تھے۔ جو لیا اس بارٹیم کے ساتھ نہ آئی تھی۔ اس لئے
صفدر عمران کے ساتھ والی نشست پر بیٹھا ہوا تھا۔ وہ سب اپنے اصل
پہروں میں تھے اور انہیں پاکیشیا سے روانہ ہونے کی گھنٹے گزر چکے تھے
اور فاک لینڈ کے دارالحکومت سان نیک پہنچنے میں اب تھوڑا سا وقت رہ
گیا تھا۔ عمران سارے عرصے میں نفسٹ سے سرٹکے غراٹے ہی لیتا
رہا تھا جبکہ دوسرے ساتھی رسائل کے مطالعے میں مصروف رہ کر وقت
گزار رہے تھے۔ اب سے تھوڑی دیر پہلے عمران نے آنکھیں کھولیں اور
پھر اٹھ کر وہ ہاتھ روم کی طرف بڑھ گیا تھا۔ ہاتھ روم سے واپس آکر وہ

صفر ایک بار پھر ہنس پڑا۔ لیکن اسی لمحے ایک ایڑہوسنس تیزی سے ان کی سیٹوں کے قریب آئی۔

”آپ کا نام علی عمران ہے؟“ اس نے صفر سے مخاطب ہو کر کہا۔

”جی نہیں۔ ان کا نام علی عمران ہے“ صفر نے مسکراتے ہوئے عمران کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

”خوبصورت ہو تو مجھے بتا دینا تاکہ میں دونوں آنکھیں کھول دوں۔ قبول صورت ہو تو ایک آنکھ اور اگر بد صورت ہو تو پھر میری طرف سے تم خود دیکھ لینا“ عمران نے اسی طرح آنکھیں بند کئے کئے

پاکیشیائی زبان میں صفر سے کہا۔

”ان کو جگا دیجئے ان کا فون ہے؟“ ایڑہوسنس نے برا سامنے بٹاتے ہوئے کہا اور تیزی سے واپس مڑ گئی۔

”ارے اس کا مطلب ہے کہ اسے پاکیشیائی زبان آتی ہے۔“

عمران نے آنکھیں کھول کر اٹھتے ہوئے کہا اور پھر تیزی سے سیٹوں سے نکل کر پائلٹ کیبن کے ساتھ بنے ہوئے فون روم کی طرف بڑھ گیا۔

پھر اس نے رسیور اٹھالیا۔

”علی عمران بول رہا ہوں“ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا کیونکہ اٹھا تو وہ سمجھ گیا تھا کہ کوئی انتہائی اہم بات ہوئی ہے جس کی وجہ سے یہاں فون کیا گیا ہے۔

”کرنل فریدی بول رہا ہوں عمران“ دوسری طرف سے کرنل

”مئی کو کہتے ہیں“ صفر نے جواب دیا۔

”یعنی تمہیں مئی اور خاک میں فرق کا بھی علم نہیں ہے۔ مئی اور چیز ہوتی ہے اور خاک اور چیز۔ مئی کے اوپر جو دھول سی ہوتی ہے اسے خاک کہا جاتا ہے۔ لینڈ کا مطلب ہے زمین۔ یعنی مئی کا مجموعہ اس لئے خاک لینڈ کا مطلب ہوا کہ لینڈ کے اوپر موجود خاک۔ اب کچھ سمجھ میں آیا ہے کہ نہیں؟“ عمران نے ایسے لہجے میں کہا جیسے استاد کسی کم فہم بچے کو سمجھاتا ہے۔

”مجھے تو اب بھی کچھ سمجھ نہیں آیا“ صفر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”یہ تمہارا قصور نہیں ہے۔ اتنی بلندی پر پہنچ کر واقعی اچھے بھلے ذہن بند ہو جاتے ہیں آکسیجن کی کمی کی وجہ سے۔ جب تم خاک لینڈ پہنچو گے تو پھر تمہیں خود بخود سمجھ آ جائے گی“ عمران نے جواب دیا اور ایک بار پھر نشست سے سر ہٹا کر آنکھیں بند کر لیں۔

”لیکن میں نے تو مشن کے بارے میں پوچھا تھا“ صفر نے اسی طرح مسکراتے ہوئے کہا۔

”اور میں نے بتا دیا تھا“ عمران نے آنکھیں بند کئے کئے جواب دیا۔

”اس بار چیف نے جو لیا کہ کیوں ساتھ نہیں بھیجا“ صفر نے کہا۔

”تاکہ وہ خاک آلودہ نہ ہو جائے“ عمران نے جواب دیا اور

دوسری طرف سے کرنل فریدی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا اور پھر فون روم سے نکل کر واپس اپنی نشست پر آگیا۔

"کس کا فون تھا؟"..... صفدر نے پوچھا۔

"کرنل فریدی کا"..... عمران نے جواب دیا تو صفدر چونک پڑا۔

"کرنل فریدی کا۔ انہیں کیسے معلوم ہوا کہ ہم اس طیارے میں سفر کر رہے ہیں؟"..... صفدر نے حیران ہو کر کہا

"یہی بات میں نے اس سے پوچھی تھی کہ ان کے ہاتھ کہیں سے جادو کا گولہ تو نہیں آگیا کہ وہ اس میں سے دیکھ لیتے ہیں۔ لیکن انہوں نے یہ بتا کر سارا مزہ کر کر دیا کہ انہوں نے چیف کو فون کیا اور چیف نے انہیں اس طیارے میں ہمارے سفر کے بارے میں بتا دیا"..... عمران نے جواب دیا۔

"لیکن انہوں نے فون کیوں کیا تھا؟"..... صفدر نے کہا۔

"وہ بھی خاک لینڈ کے معنی پوچھ رہے تھے"..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"پھر آپ نے انہیں کون سے معنی بتائے ہیں؟"..... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"وہی جو تمہیں بتائے تھے۔ تم بلندی پر ہو۔ اس لئے تمہیں سمجھ نہیں آئے لیکن وہ زمین پر تھے اس لئے انہیں سمجھ آگئے"..... عمران نے جواب دیا اور صفدر ایک بار پھر ہنس پڑا۔

فریدی کی آواز سنائی دی اور عمران بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے ہجرے پر حریت کے تاثرات ابھر آئے۔

"اب تو مجھے بو چھنا پڑے گا کہ کہیں آپ نے جادو تو نہیں سیکھ لیا کہ وہیں جادو کے گولے میں آپ کو سب کچھ نظر آجاتا ہے"..... عمران نے کہا۔

"میں نے تمہیں پاکیشیا کال کیا تھا۔ وہاں سے تمہارے چیف نے بتایا ہے کہ تم سیر کرنے فاک لینڈ جا رہے ہو۔ بہر حال تمہارے لئے ایک اہم اطلاع ہے کہ تمہاری فاک لینڈ روانگی کا علم فنک کو ہو گیا ہے اور فنک نے تمہاری فوری ہلاکت کا حکم دے دیا ہے اور اب فاک لینڈ میں اس کا پورا سنڈیکیٹ حرکت میں آچکا ہے اور ہو سکتا ہے کہ فاک لینڈ ایئر پورٹ پر ہی تم پر پہلا حملہ ہو جائے۔ اس لئے محتاط رہنا"..... کرنل فریدی نے جواب دیا۔

"کیا آپ کا مخبر مر کر دوبارہ زندہ ہو گیا ہے؟"..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ ایک اور مخبر میں نے پیدا کر لیا ہے"..... کرنل فریدی نے جواب دیا۔

"اگر آپ کے مخبر پیدا کرنے کی یہی رفتار رہی تو مجھے امید ہے کہ جلد ہی کرہ ارض زیادہ بوجھ سے دب کر تحت الشی میں جا گرے گا۔"

عمران نے کہا اور کرنل فریدی بے اختیار ہنس پڑا۔

"میں نے تمہیں اطلاع دینی تھی وہ دے دی۔ اب خدا حافظ۔"

ہے..... عمران نے جواب دیا۔

”تو پھر اب کرنل فریدی نے فون پر بتایا ہے جس کی وجہ سے آپ پریشان ہو گئے ہیں.....“ صفدر نے کہا۔

”مجھے معلوم تھا کہ فنک کا پاکیشیا میں مخبری نظام موجود ہے اس لئے میں جان بوجھ کر اپنے اصل پہرے کے ساتھ وہاں سے براہ راست فاک لینڈ کے لئے چلا تھا تاکہ فاک لینڈ کے دارالحکومت سان پہنچ کر ہمارا زیادہ وقت ضائع نہ ہو اور فنک کے آدمی ہم پر حملہ کریں یا نگرانی کریں تو ان کے ذریعے ہم اپنا مشن تیزی سے آگے بڑھائیں لیکن اب کرنل فریدی نے بتایا ہے کہ فنک نے اپنے سنڈیکیٹ اور دیگر گروپس کو ہم سب کی فوری ہلاکت کا حکم دے دیا ہے اور بقول کرنل فریدی ہو سکتا ہے کہ یہ کارروائی سان کے ایئرپورٹ سے ہی شروع ہو جائے اور فنک سنڈیکیٹ کا جس طرح سان میں ہولڈ ہے اس صورت حال میں ہمیں وہاں سنبھلنے کا بھی موقع نہ ملے گا۔ اگر جہاز نے سان پہنچنے سے پہلے اب راستے میں کہیں رکتا تو ہوتا تو ہمارے لئے کوئی مسئلہ نہ ہوتا۔ اب جہاز براہ راست سان ایئرپورٹ پر لینڈ کرے گا اور وہاں وہ لوگ موجود ہوں گے جن کے متعلق ہمیں کچھ بھی معلوم نہ ہوگا جبکہ ان لوگوں کے پاس یقیناً ہمارے حلیوں کی تفصیلات موجود ہوں گی اور سنڈیکیٹ کے لوگوں کی فطرت ہوتی ہے کہ وہ ہر دھڑک کام کرتے ہیں۔ ان کے دلوں میں قانون کے خوف نام کی کوئی چیز نہیں ہوتی۔“

عمران نے جواب دیا۔

”مطلب ہے کہ آپ کو اس طرح پر اسرار بننے میں لطف آتا ہے۔“ صفدر نے کہا۔

”میرا خیال ہے کہ میں پر اسرار بن سکتا ہوں لیکن اب کرنل فریدی کے فون کے بعد مجھے احساس ہو رہا ہے کہ اس اسرار کو اب پر کرنا میرے بس کی بات نہیں ہے.....“ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا تو صفدر بے اختیار چونک پڑا۔

”کیا مطلب۔ کیا کوئی خاص بات ہو گئی ہے.....“ صفدر کے لہجے میں تشویش نمایاں تھی۔

”ہاں اور اب میں تمہیں بتاتا ہوں کہ ہمارا اصل مشن کیا ہے.....“ عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے تفصیل بتادی۔

”یعنی ہم نے اس فنک کو ٹریس کر کے ختم کرنا ہے۔ بس یہی مشن ہے.....“ صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہاں یہی مشن ہے۔ فنک کے بہت سے روپ ہیں۔ وہ ایک عام بد معاش بھی ہے۔ گینگسٹر بھی ہے۔ سرکلنگ اور ایسے ہی دوسرے جرائم میں بھی ملوث ہے۔ اس کا باقاعدہ سنڈیکیٹ ہے جسے فنک سنڈیکیٹ کہا جاتا ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ اسرائیلی ایجنٹ بھی ہے اور اس کے لئے بھی اس کے پاس کوئی خصوصی گروپ موجود ہے اور فائل حاصل کرنے میں ناکام ہونے پر اس نے اسے دوبارہ حاصل کرنے کے لئے جو پلاننگ کی ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ ذہین آدمی

پریشانی کی بجائے گہرے سکون کے تاثرات تھے۔

”عمران صاحب۔ میرے ذہن میں ایک تجویز آئی ہے۔“ اچانک کچھ دیر بعد صفدر نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا لیکن عمران نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔

”میں کہہ رہا ہوں کہ میرے ذہن میں ایک تجویز آئی ہے اسے سن تو لیں۔“ اس بار صفدر نے قدرے الجھجھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے عمران کا بازو پکڑ کر اسے آہستہ سے جھنجھوڑ بھی دیا۔

”اوہ کیا ہوا۔ کیا سان ایئر پورٹ آگیا ہے۔“ عمران نے آنکھیں کھولتے ہوئے چونک کر کہا۔

”کیا مطلب کیا آپ سو گئے تھے لیکن آپ تو کہہ رہے تھے کہ آپ لائحہ عمل سوچ رہے ہیں۔“ صفدر نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”لائحہ عمل سوچنے سے نہیں بنا کرتے۔ موقع محل کے مطابق خود بخود بن جاتے ہیں۔ میں نے تو کہیں اس لئے یہ بات کہی تھی کہ تم مجھے ڈسٹر ب نہ کرو اور میں اطمینان سے سان ایئر پورٹ پہنچنے تک سولوں۔ لیکن تم نے پھر بھی مجھے جگا دیا۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”آپ کا ذہن اور اعصاب واقعی حیرت انگیز ہیں۔ یہ سب حالات معلوم ہونے کے باوجود آپ اس طرح اطمینان سے سو رہے ہیں جیسے سان ایئر پورٹ پر مشین گنوں کی گولیوں کی بجائے ہم پر پھولوں کی بارش کی جانے والی ہو۔“ صفدر نے قدرے حیرت بھرے لہجے میں

”یہ لوگ بہر حال ایئر پورٹ سے باہر ہی ہوں گے اور ہم باہر جانے سے پہلے ماسک میک اپ وغیرہ کر لیں گے۔“ صفدر نے قدرے پریشان سے لہجے میں کہا۔

”ہو سکتا ہے کہ وہ اندر ہی موجود ہوں۔ لیکن میں نے کہیں یہ سب کچھ اس لئے نہیں بتایا کہ تم پریشان ہو جاؤ۔ میرا مطلب صرف اتنا ہے کہ تم ہوشیار اور محتاط رہو۔ اپنے ساتھیوں کو بھی آگاہ کر دو۔ ابھی سان ایئر پورٹ آنے میں تقریباً ایک گھنٹہ موجود ہے اور میں اس دوران اس سلسلے میں کوئی لائحہ عمل سوچنے کی کوشش کرتا ہوں۔“

عمران نے کہا اور ایک بار پھر اس نے سیٹ کی پشت سے سر نکالیا اور آنکھیں بند کر لیں جبکہ صفدر سیٹ سے اٹھا اور اس نے عقبی سیٹ پر کیپٹن شکیل کے ساتھ بیٹھے ہوئے خاور کو اپنی سیٹ پر پہنچنے کا اشارہ کیا تو خاور اٹھ کر اس کی سیٹ پر آگیا اور صفدر اس کی جگہ بیٹھ گیا اور پھر اس نے مختصر طور پر کیپٹن شکیل کو سب کچھ بتا دیا۔ خاور بھی مڑ کر بات حیرت سناتا رہا۔

”تنویر کو بھی بتا دو۔“ صفدر نے سیٹ سے اٹھتے ہوئے کیپٹن شکیل سے کہا اور کیپٹن شکیل نے مڑ کر عقبی سیٹ پر بیٹھے ہوئے تنویر کو اشارہ کیا تو تنویر اٹھ کر اس کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ گیا جب کہ صفدر تنویر کی جگہ جا کر بیٹھ گیا۔ تنویر دیر بعد وہ سب ایک بار پھر اپنی اپنی سیٹوں پر بیٹھ گئے لیکن اب سب کے چہرے سستے ہوئے تھے۔ عمران مسلسل آنکھیں بند کئے ہوئے تھا لیکن اس کے چہرے پر

کہا۔

”موت کا جو لمحہ مقرر ہے وہ مقرر ہے۔ پھر اس سلسلے میں پریشانی کیسی؟“ عمران نے بڑے مطمئن سے لہجے میں کہا۔

”اس انداز میں آپ ہی سوچ سکتے ہیں۔ بہر حال میرے ذہن میں ایک تجویز آئی ہے کہ ہم ایئر پورٹ پر پہنچ کر بکھر جائیں اور پھر عام راستے کی بجائے علیحدہ علیحدہ کسی خاص دوسرے راستے سے باہر چلے جائیں اور پھر کسی جگہ اکٹھے ہو جائیں۔“..... صفدر نے کہا۔

”اس کی ضرورت ہی نہیں پڑے گی۔ ایئر پورٹ پر پہنچ کر جو صورت حال ہو گی ویسے ہی کر لیا جائے گا۔ ہو سکتا ہے کہ ہمارے خدشات ہی سرے سے غلط ثابت ہوں۔ اسی لئے تو میں تم لوگوں کو تفصیل نہیں بتایا کرتا کہ تم لوگ خواہ مخواہ پریشان ہو جاتے ہو۔ میرا مقصد صرف اتنا تھا کہ تم ہوشیار اور محتاط ہو جاؤ۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک بار پھر پشت سے سر ٹکایا اور آنکھیں بند کر لیں۔

دفتر کے انداز میں کچھ ہوئے ایک بڑے کمرے میں ٹکھے ہوئے قائلین پر ایک لمبے قد اور قدرے بھاری جسم کا آدمی مسلسل نہیں رہتا تھا۔ وہ بار بار کلائی پر بندھی ہوئی اپنی گھڑی کو دیکھتا اور پھر ہنسنے شروع کر دیتا۔ اس کے ہجرے پر پریشانی کی بجائے تجسس کے تاثرات نمایاں تھے۔ وہ بار بار میز پر رکھے ہوئے ایک خصوصی ساخت کے ٹرانسمیٹر کی طرف بھی دیکھتا اور اسے خاموش پڑا دیکھ کر وہ دوبارہ ہنسنے شروع کر دیتا۔ یہ رابرٹ تھا۔ فنک کا نمبر نو۔ جسے فنک سنڈیکیٹ میں چیف کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ فنک کے بعد وہ سب سے زیادہ بااختیار آدمی تھا اور فنک سنڈیکیٹ کے تمام گروپس اس کے کنٹرول میں رہتے تھے ایک لحاظ سے وہ فنک کا دست راست تھا۔ وہ مسلسل نیپے چلا جا رہا تھا کہ اچانک میز پر موجود ٹرانسمیٹر سے سینی کی تیز آواز سنائی دی اور وہ یہ

میں آنے لگے لیکن ان میں سے کوئی بھی عمران یا اس کا ساتھی نہ تھا۔ ہم انتظار کرتے رہے کہ شاید آخر میں وہ لوگ آئیں لیکن جب آخری مسافر بھی وہاں پہنچ گیا اور امیگریشن کاؤنٹر کراس کر گیا تو میں بے حد حیران ہوا۔ میں نے کوچر اسکوارڈ سے بات کی تو پتہ چلا کہ ان حلیوں پر مشتمل پانچ افراد کسی کوچ میں بیٹھے ہیں۔ ہم نے مزید پڑتال کی تو اتنا پتہ چلا کہ پانچ ایشیائی افراد پائلٹ سپیشل کار میں بیٹھ کر پائلٹس آفس کی طرف گئے ہیں وہاں سے معلوم ہوا کہ پائلٹ انہیں لے آیا تھا اور اس نے انہیں اپنے خاص دوست بتایا تھا پھر اچانک پائلٹ سمیت وہ سب کہیں غائب ہو گئے۔ مزید پڑتال پر پتہ چلا کہ پائلٹ انہیں اپنے خصوصی راستے سے نکال کر لے گیا ہے۔ پائلٹ کی رہائش گاہ کو چیک کیا گیا تو وہاں پائلٹ مردہ پڑا پایا گیا اور وہ بچوں غائب ہیں۔ اور..... مار تھر نے تفصیل سے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

”وزری ہیڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ انہیں کسی طرح طیارے میں بی اس بات کی اطلاع مل گئی تھی کہ ہم ان کے استقبال کے لئے ایئر پورٹ پر موجود ہیں۔ بہر حال ہم نے انہیں بہر حال میں اور فوری طور پر ختم کرنا ہے۔ تم ایسا کرو کہ پورے دار الحکومت میں ان کی تلاش شروع کر دو۔ تمام مختبر گروپس کو حرکت میں لے آؤ۔ تمام ہونٹز چیک کر دو اور ایسی رہائش گاہیں بھی چیک کرو جہاں سیاح ٹھہرتے ہیں۔ کوئی جگہ مت چھوڑو اور پھر جیسے ہی ان کا ٹیوٹلے۔ انہیں گویوں

آواز سن کر اس طرح اچھلا جیسے اس کے پر میں اچانک کسی ہتھیار نے ٹنک مار دیا ہو۔ پھر وہ تیزی سے مین کی طرف بڑھا۔ اس نے میرے پڑے ہوئے ٹرانسمیٹر کو اٹھایا اور اس کا ایک بن دبا دیا۔ اس بٹن کے دبے ہی اس میں سے مسلسل نکلنے والی سینی کی آواز بند ہو گئی اور اس کی جگہ ایک انسانی آواز سنائی دی۔

”ہیلو۔ مار تھر کا ٹنگ چیف۔ اور..... بولنے والے کا بھی مؤدبانہ تھا۔

”لیں۔ چیف اینڈنگ یو۔ کیا رپورٹ ہے۔ اور..... رابرٹ نے حکمانہ لہجے میں کہا۔

”چیف۔ عمران اور اس کے ساتھی انتہائی حریت انگیز طور پر ایئر پورٹ سے نکل گئے ہیں۔ اور..... مار تھر نے جواب دیا تو رابرٹ ایک بار پھر اچھل پڑا۔

”کیا کہہ رہے ہو مار تھر۔ کیا تم نے انتظامات نہیں کئے تھے۔ اور..... رابرٹ نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

”پورے انتظامات کئے تھے چیف۔ ہم نے امیگریشن سے لے کر پیسجر لاؤنج تک اپنے آدمی متعین کئے ہوئے تھے۔ ان سب کو ان کے طے بنا دیے گئے تھے۔ ایئر پورٹ سے یہ کنفرم ہو گیا تھا کہ ان حلیوں کے پانچ افراد جہاز میں موجود ہیں۔ اس لئے ہم ان پر فائر کھلنے کے لئے پوری طرح تیار تھے۔ میں خود امیگریشن ڈیسک کے قریب موجود تھا پھر پیسجر کوچز وہاں پہنچیں اور جہاز کے مسافر ان سے اتر کر امیگریشن

حکم کی تعمیل ہو جائے گی..... رابرٹ نے بااعتماد لہجے میں کہا۔
 "اوکے..... دوسری طرف سے فنک نے کہا اور اس کے ساتھ ہی
 رابطہ ختم ہو گیا۔ رابرٹ نے رسیور رکھ کر ایک طویل سانس لیا۔ اسی
 لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو رابرٹ نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔
 "ہی..... رابرٹ نے تیز لہجے میں کہا۔

"ہائی فائی سے نار تھن بول رہا ہوں چیف۔ میرے گروپ نے ان
 پانچوں افراد کو تلاش کر لیا ہے لیکن وہ ایسی جگہ موجود ہیں کہ جہاں
 فوری طور پر ان پر ہاتھ نہیں ڈالا جاسکتا..... دوسری طرف سے کہا گیا
 تو رابرٹ چونک پڑا۔

"کیا مطلب۔ کہاں ہیں وہ..... رابرٹ نے حیرت بھرے لہجے
 میں کہا۔

"فاک لینڈ کے چیف سیکرٹری سر مارن کی رہائش گاہ پر موجود ہیں
 وہ لوگ....." نار تھن نے جواب دیا۔

"اوہ۔ کیسے معلوم ہوا۔ پوری تفصیل بتاؤ..... رابرٹ نے
 ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ہمارے گروپ کو جب مار تھن نے اطلاع دی اور ساتھ ہی
 تفصیلات بتائیں تو ہم نے چیکنگ شروع کر دی۔ پھر ہمیں اطلاع ملی
 کہ پانچ ایشیائی افراد کو ایک بس میں بیٹھے دیکھا گیا۔ بے۔ اس بس کے
 کنڈیکٹر کو تلاش کیا گیا تو اس نے بتایا کہ پانچ ایشیائی افراد ایئر پورٹ
 سے بس میں سوار ہوئے اور وہ پانچوں سینیٹل کالونی پوائنٹ میں اتر

منبروں کو بہر حال میں تلاش کر لوں گے لیکن فی الحال تو ہماری پوری
 توجہ ان کی تلاش پر مرکوز ہے..... رابرٹ نے جواب دیتے ہوئے
 کہا۔

"لیکن میں نے پہلے ہی فیصلہ دے رکھا ہے کہ ناکامی کی سزا موت
 ہوگی..... فنک نے سرد لہجے میں کہا۔

"ہی ماسٹر۔ مجھے معلوم ہے لیکن پہلے اقدام کو ناکامی تو نہیں کہا جا
 سکتا۔ ابھی تو کھیل شروع ہوا ہے ماسٹر..... رابرٹ نے کہا۔

"جہاز مارا مطلب ہے کہ جب وہ لوگ اگر میری گردن دوچ لیں
 تب میں اسے ناکامی سمجھوں..... دوسری طرف سے سخت لہجے میں کہا
 گیا۔

"اوہ۔ اوہ۔ ایسی بات نہیں ہے ماسٹر۔ بہر حال وہ لوگ حد درجہ
 فعال اور خطرناک انجینٹ ہیں اس لئے ایسا ہو گیا ہے لیکن وہ جلد از جلد
 مار دیئے جائیں گے..... رابرٹ نے کہا۔

"سنو رابرٹ۔ میں نے اس کے لئے اسرائیل سے براہ راست فکر
 لے لی ہے اس لئے اب میں حکومت اسرائیل پر یہ ثابت کر دینا چاہتا
 ہوں کہ میں اس عمران کا خاتمہ انتہائی کم وقت میں کر سکتا ہوں اس
 لئے میں تمہیں اس کام کے لئے صرف دو روز دے رہا ہوں۔ اگر دو روز
 کے اندر اندر ان پانچوں افراد کی لاشیں میرے سامنے نہ پہنچیں تو پھر
 نتیجہ تم خود جانتے ہو کہ کیا ننگ کا..... فنک نے کہا۔

"دو روز تو بہت ہیں ماسٹر۔ صرف چند گھنٹوں کے اندر ہی آپ کے

گئے۔ سہانچہ اسپیشل کالونی پوائنٹ پر لوگوں سے پوچھ گچھ شروع کی گئی تو سچہ چل گیا کہ یہ پانچوں اسپیشل کالونی کے آغاز میں واقع ایک ریسٹوران گئے وہاں سے ان میں سے ایک نے فون کیا اور تھوڑی دیر بعد ایک گاڑی ریسٹوران پہنچی اور وہ پانچوں اس گاڑی میں بیٹھ کر چلے گئے۔ اس گاڑی کے متعلق مزید معلوم ہوا کہ یہ چیف سیکرٹری صاحب کی سرکاری گاڑی تھی۔ میں نے اس گاڑی کے سرکاری ڈرائیور کو گھبراہٹ میں دیکھا کہ سرنامن نے اسے حکم دیا تھا کہ وہ کالونی پوائنٹ پر ریسٹوران سے اس کے پانچ ایشیائی مہمانوں کو لے آئے پتا چچہ وہ انہیں لے آیا اور سرنامن ان سے بڑے تپاک سے ملے اور اب تک وہ پانچوں وہیں موجود ہیں۔" نار تھن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ دیری۔ ہین۔ بڑی غلط جگہ پہنچ گئے ہیں یہ لوگ۔ لیکن ان کا فوری خاتمہ ہر حالت میں ضروری ہے۔ تم ایسا کرو کہ کوٹھی کی سخت نگرانی کرو۔ جس وقت چیف سیکرٹری صاحب کوٹھی میں موجود نہ ہوں کوٹھی کو میزائلوں سے اڑا دو۔ یا اگر یہ لوگ باہر آئیں اور چیف سیکرٹری ان کے ساتھ نہ ہو تو اس کار کو میزائلوں سے اڑا دو۔" رابرٹ نے کہا۔

"اس وقت چیف سیکرٹری کوٹھی میں موجود نہیں ہیں۔ وہ تھوڑی دیر پہلے اپنی کار میں کلب گئے ہیں۔ البتہ ان کے بچے کوٹھی میں موجود ہیں۔" نار تھن نے جواب دیا۔

"اوہ۔ بچوں کی فکر مت کرو۔ صرف چیف سیکرٹری کو زندہ رہنا چاہئے کیونکہ وہ ماسٹر کے انتہائی گہرے دوست ہیں تم ایسا کرو کہ فوری انتظامات کرو اور کوٹھی کو میزائلوں سے اڑا دو۔ مکمل طور پر تباہ کر اڑا دو اور پھر مجھے کال کرو۔ لیکن اس وقت جب ان پانچوں ایشیائیوں کی موت کی حتمی تصدیق ہو جائے۔" رابرٹ نے تین بجے میں کہا۔

"میں چیف۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور رابرٹ نے رسیور رکھ دیا۔ اب اس کے پھرے پر تجسس کے تاثرات دوبارہ نمودار ہو گئے تھے لیکن اسے معلوم تھا کہ اس کارروائی اور پھر تصدیق میں بہر حال وقت تو لگے گا۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے کے شدید ترین انتظار کے بعد فون کی گھنٹی بجی تو رابرٹ نے جھپٹ کر رسیور اٹھایا۔

"میں۔ رابرٹ بول رہا ہوں۔۔۔۔۔ رابرٹ نے انتہائی بے چین سے لہجے میں کہا۔

"نار تھن بول رہا ہوں چیف۔ آپ کے حکم کی تعمیل ہو گئی ہے۔ وہ پانچوں ایشیائی ہلاک ہو گئے ہیں۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے نار تھن نے کہا۔

"پوری تفصیل سے رپورٹ دو۔" رابرٹ نے تین بجے میں کہا۔

"چیف۔ آپ کے حکم کے بعد میں نے فوری کارروائی شروع کی اور پھر اس کوٹھی کو چاروں طرف سے میزائل فائر کر کے مکمل طور پر تباہ کر دیا گیا۔ فائرنگ کرنے والے تو اپنا کام کر کے چلے گئے جبکہ میں

تصدیق کے لئے وہیں رہ گیا۔ فوری طور پر پولیس، اعلیٰ حکام اور ایبویلینس وغیرہ وہاں پہنچ گئیں اور طلبہ ہٹانا شروع کر دیا گیا۔ تھوڑی دیر بعد چھ سیکورٹی صاحب خود بھی وہاں پہنچ گئے۔ طلبہ ہٹانے والوں کے نگران نے انہیں بتایا کہ اندر سے جولاہیں ملی ہیں وہ سب کی سب بری طرح جل گئی ہیں لیکن ان پانچوں افراد کے مخصوص قد و قامت سے انہیں پہچان لیا گیا ہے۔ یہ پانچوں لاشیں طلبہ اٹھانے والوں کو ایک ہی کمرے سے ملی ہیں۔ یہ لاشیں ایبویلینس میں ڈال کر پولیس ہیڈ کوارٹر لے جاتی جا رہی تھیں کہ میں نے کارروائی کرتے ہوئے ایبویلینس کے ڈرائیور اور اس کے ساتھی کو راستے میں ہلاک کر دیا اور لاشیں ایبویلینس سے نکال کر ڈبل سیون پہنچا دی ہیں۔ اب وہ پانچوں لاشیں وہاں موجود ہیں۔ آپ اگر اپنی تسلی کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں..... نار تھن نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”گڈ شو۔ میں مزید تسلی کروں گا اور ہو سکتا ہے کہ ماسٹر بھی تسلی کریں۔ ڈبل سیون کی پوری طرح نگرانی کرو..... رابرٹ نے بڑے مسرت بھر سے لہجے میں کہا۔

”یس باس.....“ دوسری طرف سے نار تھن نے کہا اور رابرٹ نے جلدی سے کرڈل دیا اور پھر ٹون آپرے اس نے تیزی سے غبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

”فٹک چیلس.....“ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے مردانہ آواز سنائی دی۔

”رابرٹ بول رہا ہوں۔ ماسٹر سے بات کرائیں.....“ رابرٹ نے کہا۔

”سپیشل کوڈ دوہرائیں.....“ دوسری طرف سے کہا گیا اور رابرٹ نے سپیشل کوڈ دوہرا دیا۔

”ہولڈ آن کریں.....“ دوسری طرف سے کہا گیا اور رابرٹ نے ایک طویل سانس لیا۔ یہ سب کچھ بھی کوڈ تھا۔ اگر وہ یہ کوڈ پوچھنے سے پہلے دوہرا دیتا تب بھی کال کو مشکوک سمجھا جاتا۔

”یس.....“ چند لمحوں کی خاموشی کے بعد فٹک کی آواز سنائی دی۔

”رابرٹ بول رہا ہوں ماسٹر.....“ رابرٹ نے مسرت بھر سے لہجے میں کہا۔

”بولو.....“ فٹک نے اپنی عادت کے مطابق کہا۔

”آپ کے حکم کی تعمیل ہو گئی ہے ماسٹر.....“ رابرٹ نے قدرے فخریہ لہجے میں کہا۔

”تفصیل سے بات بتایا کرو.....“ فٹک نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا اور رابرٹ نے نار تھن کی پہلی کال سے لے کر دوسری کال تک تمام تفصیل بتا دی۔

”جب لاشیں مل گئی ہیں تو کیسے چیک ہوں گی کہ یہ واقعی وہی لوگ ہیں.....“ فٹک نے کہا۔

”ان کے مخصوص قد و قامت سے جینٹنگ ہو سکتی ہے۔ اب اور تو کوئی ذریعہ نہیں ہے.....“ رابرٹ نے جواب دیا۔

”اربرٹ بول رہا ہوں ڈاکٹر مائیکل“ اربرٹ کا لہجہ تحکمناہ تھا کیونکہ ڈاکٹر مائیکل کا تعلق بھی سنڈیکٹ سے تھا۔

”اودہ میں چیف۔ حکم فرمائیے..... دوسری طرف سے ڈاکٹر مائیکل کی آواز سنائی دی۔

”ماسٹر فنک نے پانچ ایشیائی دشمنوں کا خاتمہ کرنا تھا۔ وہ ایک کوٹھی میں مل گئے۔ ہم نے میزائلوں سے وہ کوٹھی ہی اڑا دی۔ اس طرح ان پانچوں کی لاشیں اس بری طرح جل گئی ہیں کہ اب ہمارے لئے ان کی شناخت مستند بن گئی ہے۔ ہم نے اب ان کے قد و قامت اور جسمات کے لحاظ سے اور اس بنا پر کہ یہ پانچ لاشیں اکٹھی ملی ہیں یہ اندازہ لگایا ہے کہ یہ انہی پانچ افراد کی لاشیں ہیں جو ہمارا مار گرتے تھے۔ نیکن ماسٹر فنک مکمل تصدیق چاہتے ہیں۔ اس لئے ہم نے ان پانچوں لاشوں کو وہاں سے اٹھا کر ڈبل سیون پہنچا دیا ہے۔ ماسٹر فنک نے حکم دیا ہے کہ آپ کو وہاں فوراً بھیجا جائے تاکہ آپ بالوں کی جڑوں یا نو بھی دیکھ سکیں۔ ہوں ان سے چیک کر کے یہ حتمی رائے دیں کہ یہ لاشیں واقعی ایشیائی افراد کی ہیں یا مقامی افراد کی اور ماسٹر فنک یہ کام فوری چاہتے ہیں اور ہاں یہ بھی سن لیں کہ آپ کا انتہائی محتاط اندازہ میں انہیں چیک کر کے رائے دینی ہوگی کیونکہ یہ انتہائی سنجیدہ معاملہ ہے۔“ اربرٹ نے ڈاکٹر مائیکل کو تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے چیف۔ میں معاملے کی سنجیدگی کو اچھی طرح سمجھ گیا ہوں اور میں یقیناً اور حتمی رائے دوں گا۔ میں ان باتوں کا سپیشلسٹ

”ایک اور ذریعہ بھی ہے۔ ایشیائی لوگوں کے بالوں کی جڑوں اور فاک لینڈ کے مقامی افراد کے بالوں کی جڑوں میں خاص طور پر بہت فرق ہوتا ہے۔ بال جل سکتے ہیں لیکن ان کی جڑیں بہر حال محفوظ ہوں گی۔ تم ایسا کرو کہ ڈاکٹر مائیکل کو وہاں بھیج دو۔ وہ ایسے معاملات کے ماہر ہیں۔ وہ چیک کر لیں گے۔ پھر مجھے رپورٹ دینا اور ہاں۔ یہ بالوں کی جڑوں والی بات تو میرے ذہن میں ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ڈاکٹر مائیکل کے ذہن میں اور بھی پینٹنگ کا کوئی طریقہ ہو۔ اس لئے تم نے اسے بھی کہنا ہے کہ وہ اپنے طور پر مکمل پینٹنگ کر کے بتائے کہ یہ لاشیں ایشیائی افراد کی ہیں یا مقامی افراد کی۔ پھر مجھے رپورٹ دینا.....“ فنک نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

”ماسٹر واقعی بے حد ذہین آدمی ہے.....“ اربرٹ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کمر بٹل دیا اور ٹون کی آواز آنے پر اس نے ایک بار پھر تیزی سے منبر ڈائل کرنے شروع کر دیے۔

”ہیں۔ ایڈورڈ، اسپتال..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک آواز سنائی

دی۔

”ڈاکٹر مائیکل سے بات کراؤ۔ میں اربرٹ بول رہا ہوں۔“ اربرٹ نے کہا۔

”ہیں سر۔ ہولڈ آن کریں..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہیو۔ ڈاکٹر مائیکل بول رہا ہوں..... چند لمحوں بعد ایک باوقار

سی مردانہ آواز سنائی دی۔

ہوں..... ڈاکٹر مائیکل نے جواب دیا۔

”اوکے۔ آپ فوراً ذیل سیون پہنچ جائیں اور پھر محتاط رائے قائم کر کے وہیں سے مجھے فون کر دیں۔ وہاں کے انچارج میٹھو سے آپ کہہ دینا وہ مجھ سے کال ملوادے گا.....“ رابرٹ نے کہا۔

”ییس سر۔ آپ فکر نہ کریں۔ میں میٹھو کو اچھی طرح جانتا ہوں اور وہ بھی مجھے جانتا ہے..... ڈاکٹر مائیکل نے جواب دیتے ہوئے کہا اور رابرٹ نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

”اچھا ہے مکمل تصدیق ہو جائے تاکہ ماسٹر کی پوری طرح تسلی ہو جائے.....“ رابرٹ نے رسیور رکھ کر بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے میز کی دراز کھولی اور اس میں سے ایک ریموٹ کنٹرول نکال کر اس نے اس کا بٹن دبایا تو سامنے دیوار میں نصب ٹی وی سکرین روشن ہو گئی۔ ٹی وی پر خبروں کا تازہ ترین بلٹن دکھایا جا رہا تھا اور رابرٹ سکرین پر نظر آنے والا منظر دیکھ کر چونک پڑا۔ یہ ایک متباہ شدہ کوٹھی کا منظر تھا۔ ساتھ ساتھ واقعہ کی تفصیل بتاتی جا رہی تھی اور رابرٹ کے لبوں پر بے اختیار مسکراہٹ رہنک گئی کیونکہ یہ خبر چیف سیکرٹری کی رہائش گاہ پر ہونے والی میزائلوں کی بارش کے بارے میں نشر کی جا رہی تھی۔ رابرٹ اطمینان سے بیٹھا خبر کی تفصیلات سنتا رہا لیکن جب نیوز ریڈر نے کہا کہ چیف سیکرٹری صاحب کے پانچ ایشیائی مہمان بھی اس حملے کا شکار ہو گئے ہیں اور ان کی جلی ہوئی لاشیں بھی غائب کر دی گئیں ہیں تو وہ چہرہ پر کھلم کھلا غم کی

تفصیل سننے لگا اور پھر اس کے چہرے پر خود بخود گہرے اطمینان کے تاثرات ابھر آئے کیونکہ یہ خبر ایک لحاظ سے عمران اور اس کے ساتھیوں کی موت کی سرکاری تصدیق کا درجہ رکھتی تھی۔ وہ یہ سنھائی وی دیکھتا رہا اور جب نیوز بلٹن ختم ہو گیا تو اس نے ریموٹ کنٹرول کی مدد سے ٹی وی آف کیا اور ریموٹ کنٹرول کو واپس میز کی دراز میں رکھ دیا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ دراز بند کرے۔ میز پر رکھے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو رابرٹ نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا۔

”رابرٹ بول رہا ہوں.....“ رابرٹ نے تیز نیچے میں کہا۔
”ذیل سیون سے میٹھو بول رہا ہوں چیف۔ ڈاکٹر مائیکل آپ سے فوری طور پر بات کرنا چاہتے ہیں.....“ دوسری طرف سے میٹھو کی آواز سنائی دی۔

”بات کرو.....“ رابرٹ نے کہا۔

”ہیلو چیف میں ڈاکٹر مائیکل بول رہا ہوں ذیل سیون سے۔“ چند لمحوں بعد ڈاکٹر مائیکل کی آواز سنائی دی۔

”ییس۔ کیا رپورٹ ہے.....“ رابرٹ نے اطمینان بھرے لہجے میں پوچھا۔

”سر میں نے حتمی طور پر تصدیق کر لی ہے۔ یہ پانچوں لاشیں ایشیائیوں کی ہیں.....“ دوسری طرف سے ڈاکٹر مائیکل نے کہا تو رابرٹ کے ہونٹوں پر اطمینان بھری مسکراہٹ ابھر آئی۔

”اوکے۔ میں جہاد ریپورٹ ماسٹر فٹک کو پہنچا دیتا ہوں۔“

راہٹ نے کہا اور کریڈل دبا کر اس نے ٹون آنے پر تیزی سے منبر
واصل کرنے شروع کر دیئے تاکہ ماسٹر فنک کو ڈاکٹر مائیکل کی تھی
رائے سے نگاہ کر سکے۔

سان ایئر پورٹ پر جہاز کے لینڈ کرنے میں کچھ دیر باقی تھی کہ
عمران نے جو مسلسل سیٹ سے سرنگائے آنکھیں بند کئے بیٹھا ہوا تھا۔
آنکھیں کھولیں اور پھر سیٹ سے اٹھ کر وہ جہاز کے اس حصے کی طرف
بڑھ گیا جہاں جہاز کا کریو بیٹھا تھا۔ فرسٹ کلاس اور کریو والے حصے
کے درمیان پارٹیشن تھی جس میں دروازہ لگا ہوا تھا۔ ابھی عمران اس
دروازے کے قریب پہنچا تھا کہ دروازہ کھلا اور ایک ایئر ہوسٹس جیزی
سے باہر آئی لیکن اپنے سامنے عمران کو دیکھ کر وہ بھٹک کر رک گئی۔
”جی آپ ادھر؟“ ایئر ہوسٹس نے قدرے حیرت بھرے لہجے
میں کہا کیونکہ مسافروں کا کریو والے حصے میں جانا ممنوع تھا اور اس
کے لئے پارٹیشن پر باقاعدہ بورڈ بھی لگا ہوا تھا۔

”سینئر پائلٹ سرے چپا کے ماموں کی بڑی جھٹائی کے بیٹے
ہونے والے داماد کا حقیقی والد ہے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے

کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔ ایئر ہو سنس شاید کچھ نہ سمجھنے کی وجہ سے آگے چلی گئی تھی کیونکہ وہ اس کے پیچھے نہ آئی تھی۔ عمران تیزی سے کاک پست کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دروازہ کھولا اور کاک پست میں داخل ہو گیا، جہاں سینئر اور سینئر پائلٹ بیٹھے ہوئے تھے۔ جہاز انویٹنگ مشینری سے چل رہا تھا۔ اور وہ دونوں اپنی اپنی سیٹوں پر بیٹھے آپس میں باتیں کرنے میں مصروف تھے۔ آپ کون ہیں؟ عمران کے اندر داخل ہوتے ہی دونوں نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

آپ فکر نہ کریں۔ میں شریف آدمی ہوں۔ آپ سینئر پائلٹ ہیں ناں؟ عمران نے سینئر پائلٹ کے قریب پہنچ کر بڑے نرم لہجے میں کہا۔

جی ہاں۔ مگر یہاں آنا منع ہے۔ بلکہ حرم ہے۔ سینئر پائلٹ نے خاصے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”کیا آپ ایک لاکھ ڈالر نقد کمانا چاہتے ہیں؟“ عمران نے جھک کر سینئر پائلٹ کے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے کہا تو سینئر پائلٹ یقیناً چونک پڑا۔

”ہاں۔ مگر“ سینئر پائلٹ نے اپنے ساتھی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جواب حریت سے انہیں دیکھ رہا تھا۔

”ہم پانچ افراد ہیں۔ ہمیں یہاں جہاز میں ہی فون پر اطلاع ملی ہے کہ ہمارے دشمن ایئر پورٹ پر ہمیں گولیوں سے اڑانے کے لئے تیار

کھڑے ہیں۔ ہم فنک سنڈیکیٹ کے چیف فنک کے خاص آدمی ہیں لیکن ہماری مجبوری ہے کہ ہم جب تک فنک کے کسی اڈے تک نہ پہنچ جائیں اس بات کا اظہار نہیں کر سکتے نہ کسی کو اطلاع دی جاسکتی ہے جبکہ فنک سنڈیکیٹ کے مخالف ہمیں فنک کے اڈے تک پہنچنے سے روکنے کے لئے یہاں چلتے ہوئے ہیں۔ وہ لوگ کاؤنٹر کے پاس موجود ہیں اس لئے مجھے یہاں آپ کے پاس آنا پڑا ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ آپ کو خصوصی حصے کی طرف لے جانے کے لئے خصوصی کار آتی ہے اس لئے اگر آپ ہم پانچ افراد کو اپنی کار میں بٹھا کر اپنے خصوصی حصے تک لے جائیں اور پھر ایئر پورٹ سے باہر نکال دیں تو ایک لاکھ ڈالر آپ کو مل جائیں گے۔“ عمران نے کہا۔

”لیکن یہ کیسے ہو سکتا ہے مسٹر؟“ سینئر پائلٹ نے یقیناً تلخ لہجے میں کہنا شروع کیا۔

”آپ کو خاموش رہنے کی قیمت ادا کر دی جائے گی دس ہزار ڈالر۔ اور یہ بھی بتا دوں کہ اگر آپ نے ہمارے ساتھ تعاون نہ کیا تو ہم تو بہر حال کسی نہ کسی طرح نکل ہی جائیں گے لیکن آپ کو رقم بھی نہ ملے گی اور فنک سنڈیکیٹ سے دشمنی بھی ہو جائے گی۔“ عمران نے کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ ٹھیک ہے۔ ہم تیار ہیں۔ کیوں جب تک؟“ سینئر پائلٹ نے دوسرے پائلٹ سے کہا۔

”جی ہاں۔ ہمیں کیا اعتراض ہے لیکن میری رقم۔ وہ کب ملے

موذی اور پھر سرگوشی کے انداز میں اس نے جھکی ہوئی رو میں بیٹھے ہوئے دوسرے ساتھیوں کو بتا دیا۔ اس کے بعد جس طرح عمران نے پائلٹ سے بات کی تھی ایسے ہی ہوا اور وہ ایئر پورٹ سے پائلٹس کے لئے آنے والی مخصوص ویگن میں بیٹھ کر ان کے لئے مخصوص حصے میں پہنچ گئے پھر وہاں سے ایک خصوصی راستے سے نکل کر وہ پائلٹ کی بڑی کار میں سمٹ سمٹا کر اس کی رہائش گاہ پر پہنچ گئے۔

”اب میری رقم آپ مجھے دے دیں“..... پائلٹ نے کہا۔
 ”بالکل جتنا۔ ابھی لیں۔ ہم تو سودا نقد کرنے کے قائل ہیں“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ تنویر کی طرف مڑ گیا۔

”تنویر۔ پائلٹ صاحب کو ان کے ہاتھ روم میں لے جا کر انہیں مکمل ادا ہو کر دو۔ یہاں اپنی ایریسے میں لین دین اچھا نہیں لگتا۔ لیکن خیال رکھنا۔ نوٹوں کے گننے کی آوازیں ساتھ والے ہمسایوں کے کانوں تک نہ پہنچ سکیں“..... عمران نے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا۔
 ”ٹھیک ہے۔ آؤ مسٹر“..... تنویر نے جیب میں ہاتھ ڈالتے ہوئے پائلٹ سے مخاطب ہو کر کہا۔

”کیا مطلب۔ ہاتھ روم میں کیوں سہاں دو۔ یہ ہاتھ روم کا کیا مطلب“..... پائلٹ نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
 ”تم جس فلیٹ میں رہتے ہو۔ اس کی دیواریں بے حد پتلی سی ہیں اور نوٹوں کے گننے کی آوازیں اگر ہمسایوں کے کانوں میں پڑ گئیں تو

گی“..... سینئر پائلٹ نے کہا۔
 ”کیا تمہیں اپنے سینئر اعتماد ہے۔ تو ہم انہیں دے آپ کے حصے کی رقم“..... عمران نے کہا۔
 ”اوکے۔ ٹھیک ہے“..... سینئر پائلٹ نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ٹھیک ہے۔ ہمیں آپ کی آفر منظور ہے جتنا۔ آپ ایسا کریں کہ سب سے آخر میں جہاز سے اتریں۔ جب تک ہماری ویگن آجائے گی اور ہم آپ کو اس میں سوار کر کے اپنے حصے تک لے جائیں گے اور پھر وہاں سے باہر نکال بھی دیں گے۔ لیکن رقم آپ کب اور کہاں دیں گے“..... سینئر پائلٹ نے کہا۔

”آپ ایسا کریں کہ ہمیں اپنے ساتھ اپنی رہائش گاہ پر لے جائیں اور وہاں پہنچتے ہی فون کر کے ہم رقم منگوا لیں گے اور آپ کے حوالے کر کے وہاں سے چلے جائیں گے“..... عمران نے کہا۔
 ”اوکے“..... سینئر پائلٹ نے کہا اور عمران سر ہلاتا ہوا واپس مڑا اور تھوڑی دیر بعد وہ اپنی سیٹ پر پہنچ گیا۔

”آپ کریو روم گئے تھے“..... صفدر نے عمران سے کہا۔
 ”ساتھیوں کو بتا دو کہ ہم نے اس وقت جہاز سے اترنا ہے جب تمام مسافر اتر جائیں گے اور اس کے بعد ہم نے پائلٹس کے لئے آنے والی مخصوص ویگن پر سوار ہو جانا ہے۔ سب لوگ تیار رہیں۔“ عمران نے صفدر سے آہستہ سے کہا اور صفدر نے سر ہلاتے ہوئے گردن

طور پر ہمیں اسی بلڈنگ میں دوسرا ٹھکانہ بھی حاصل کرنا ہوگا۔ میں نے اس فلیٹ تک آتے ہوئے دو فلیٹ پہلے ایک فلیٹ کے دروازے پر تالا لگا ہوا دیکھا تھا چنانچہ ہم پہلے اس فلیٹ میں مستقل ہوں گے۔ اس لئے تم یہاں ٹھہرو۔ میں جا کر اس کا دروازہ کھولتا ہوں پھر تمہیں بلاؤں گا۔۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

”آپ یہاں ٹھہریں۔ یہ کام میں زیادہ آسانی سے کر لوں گا۔“ خاور نے کہا۔

”اوہ اچھا۔ ہاں میں تو بھول ہی گیا تھا۔ لیکن خیال رکھنا یہ پاکیشیا کے تالے نہیں ہیں۔ جن میں تمہیں مہارت حاصل ہے اور اُنے روز اخبارات میں خبریں چھپی رہتی ہیں لیکن آج تک کوئی تمہیں پکڑ نہیں سکا ہے۔ یہ فاک لینڈ کے تالے ہیں۔۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو خاور اور دوسرے ساتھی بے اختیار ہنس پڑے۔

”آپ نے تو خاور کو سکہ بند چور بنا دیا ہے تالے کھولنے والا۔“ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ارے ارے خواہ مخواہ۔ میں نے تو ایسا نہیں کہا اور تمہیں سچ بولنا ہی تھا تو اس کے لئے میرے کاندھے کی کیا ضرورت تھی۔۔۔۔۔۔ عمران نے مصنوعی طور پر بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”اس کام میں میرے استاد عمران صاحب ہی ہیں۔۔۔۔۔۔ خاور نے ہنستے ہوئے کہا اور فلیٹ قہقہوں سے گونج اٹھا اور خاور تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ عمران بھی خاور کے اس خوبصورت جواب

پھر نہ تم زندہ رہو گے اور نہ ہم۔ تنویر ہاتھ روم میں جا کر شاور کھول دے گا اور پھر جیسوں سے بڑے نونوں کی گڈیاں نکال کر تمہیں دے گا اور خود باہر آجائے گا تم وہاں انہیں آرام سے گنتے رہنا۔۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو پائلٹ سر ملاتے ہوئے ہاتھ روم کی طرف مڑ گیا۔ تنویر کے لبوں پر مسکراہٹ تیر گئی اور وہ تیزی سے اس کے پیچھے ہاتھ روم میں داخل ہو گیا۔ تنویر در بعد ہاتھ روم کا دروازہ کھلا اور تنویر باہر آگیا۔ اس نے اپنے عقب میں دروازہ بند کر دیا۔

”پائلٹ کو نوٹ گنتے چھوڑ کر آئے ہونا۔۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”وہ اب قیامت تک نوٹ ہی گنتا رہے گا۔ آخر میری رقم ہے۔“ تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا اور عمران سمیت باقی ساتھی بھی مسکرا دیئے۔

”اب کیا پروگرام ہے۔۔۔۔۔۔ صفدر نے کہا۔

”وہاں سنڈیکیٹ کے افراد جب ہمیں نہ پائیں گے تو لامحالہ وہ انکو انری کریں گے اور انہیں معلوم ہو جانا ہے کہ ہم کس طریقے سے یہاں پہنچے ہیں۔ اس لئے میں نے سوچا کہ پائلٹ ہمارے متعلق مزید تفصیلات بتانے کے قابل نہ رہ جائے لیکن اب یہاں ہمارا ٹھہرنا بھی خطرناک ہے اور دوسری بات یہ کہ ہمیں لباس بھی تبدیل کرنا ہے اور طے بھی اور اس کے لئے ہمیں دو کام کرنے ہوں گے۔ ایک تو یہ کہ ہم نے فوری طور پر یہ فلیٹ چھوڑنا ہوگا لیکن اس کے ساتھ ساتھ فوری

پر بے اختیار ہنس پڑا تھا۔

"میک اپ اور لباسوں کے بارے میں آپ نے کوئی تجویز سوچی ہے؟" صفر نے کہا۔

"تجویز کیا سوچنی ہے۔ بس بازار جائیں گے وہاں سے لباس خریدیں گے اور ماسک میک اپ کا سامان بھی اور کسی ہاتھ روم میں جا کر لباس بھی تبدیل کر لیں گے اور میک اپ بھی۔" عمران نے کہا۔
"تو پھر دوسرے فلیٹ کی کیا ضرورت تھی۔ ہم یہیں سے براہ راست بازار چل پڑتے۔" صفر نے کہا۔

"نہیں۔ ہم اس وقت تک اس فلیٹ میں رہیں گے جب تک سنڈیکیٹ کے لوگ اس پائلٹ کے فلیٹ کو چیک نہیں کر لیتے۔ ایسا نہ ہو کہ عمران سے راستے میں ہی ٹکرا جائیں۔ ہم تو انہیں نہیں پہچان سکیں گے لیکن وہ ہمیں پہچان لیں گے۔" عمران نے جواب دیا اور اسی لمحے دروازہ کھلا اور خاور اندر آ گیا۔

"میں نے دروازہ کھول دیا ہے اور فلیٹ کو چیک بھی کر لیا ہے۔ فلیٹ کسی مرد کا ہے۔ وارڈروپ مردانہ لباسوں سے بھری ہوئی ہے۔ میرے خیال میں ہمیں لباسوں کے لئے مارکیٹ میں نہ جانا پڑے گا۔" خاور نے کہا۔

"اوہ گڈ شو۔ آؤ۔" عمران نے کہا اور وہ سب ایک ایک کر کے دروازے سے نکلے اور رہداری میں سے ہوئے ہوئے اس دوسرے فلیٹ میں داخل ہو گئے۔ خاور نے سب سے آخر میں اندر آ کر دروازہ بند

کر دیا۔

"خاور۔ تم دروازے پر ہی رکو اور چیک کرتے رہو۔ اس پائلٹ کے فلیٹ پر اگر لوگ آئیں تو مجھے بتا دینا۔" عمران نے کہا اور خاور سر ہلاتے ہوئے دروازے کے قریب ہی رک گیا گو دروازہ بند تھا لیکن باہر آنے جانے والوں کے قدموں کی آوازیں اسے بخوبی سنائی دے رہی تھیں اور اسے اندازہ تھا کہ پائلٹ کا فلیٹ کتنے فاصلے پر ہے۔ اس لئے اگر کوئی اس فلیٹ کے دروازے کے سامنے رکا تو وہ قدموں کی آواز سے ہی اندازہ لگا لے گا۔" عمران نے آگے بڑھ کر دوسرے کمرے میں موجود وارڈروپ کھولی۔ وہ واقعی مردانہ لباسوں سے بھری ہوئی تھی۔

"فوری طور پر کام بن جائے گا۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ایک لباس باہر نکال لیا۔

"اپنی اپنی پسند کے لباس نکال لو۔ فی الحال چھوٹے بڑے کا خیال نہ رکھنا۔ آئیں تیس کا فرق چل جائے گا۔" عمران نے کہا اور لباس لے کر وہ ہاتھ روم کی طرف بڑھ گیا۔ باقی ساتھی بھی الماری کی طرف بڑھ گئے۔ تھوڑی دیر بعد عمران ہاتھ روم سے باہر آیا تو وہ لباس بدل چکا تھا۔ اس کے بعد کیپٹن شکیل ہاتھ روم میں داخل ہو گیا اور پھر ایک ایک کر کے ان سب نے لباس بدل لئے۔

"اب تم جا کر لباس بدل لو۔ میں یہاں دروازے پر ڈیوٹی دیتا ہوں۔" عمران نے خاور کے قریب جا کر کہا اور خاور سر ہلاتا ہوا

ہاتھ پر چلنے والے افراد میں سے گزرتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا اور ابھی وہ سو دو سو گز ہی چلا ہو گا کہ اسے ایک سپر مارکیٹ نظر آگئی اور وہ اس میں داخل ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے وہاں سے ریڈی میڈ میک اپ کا سامان خرید اور سامان کے ساتھ ساتھ اس نے ڈریس سیشن سے اپنے ناپ کا لباس بھی خرید لیا کیونکہ یہ لباس اسے قدرے ڈھیلا ڈھالا سا محسوس ہو رہا تھا۔ اپنے ناپ کا لباس خرید کر وہ سپر مارکیٹ کے ایک کونے میں بنے ہوئے ہاتھ رومز کی ایک قطار کی طرف بڑھ گیا اس نے ایک ہاتھ روم کا دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو گیا۔ اس نے دروازہ بند کیا اور سب سے پہلے میک اپ کا سامان کھول کر اس نے تیزی سے اپنے چہرے پر مقامی میک اپ کرنا شروع کر دیا۔ اس کے ہاتھ خاصی تیز رفتاری سے چل رہے تھے۔ تھوڑی دیر بعد وہ فاک لینڈ کا مقامی آدمی بن چکا تھا۔ اس نے اپنا پہنا ہوا لباس اتار اور پھر خرید ہوا لباس پہن کر اتارے ہوئے لباس میں موجود سارا سامان اس نے مٹینے ہوئے سوٹ کی جیبوں میں منتقل کیا اور پھر اتار ہوا لباس اس نے باقاعدہ جہہ کر کے اسے ڈبے میں ڈالا۔ اس کے ساتھ ہی میک اپ کا سامان بند کر کے اس نے شاپر میں ڈالا اور ہاتھ روم کا دروازہ کھول کر باہر نکل آیا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے دونوں تھیلے بی بی دروازے کے پاس ایک سائین میں بنے ہوئے ردی کے ڈرام میں ڈالے اور تیز تیز قدم اٹھاتا سڑک پر آگیا۔ اب اس کے چہرے پر گہرے اطمینان کے تاثرات نمایاں تھے۔ تھوڑی دیر بعد اسے ایک خالی ٹیکسی مل گئی۔

الماری کی طرف بڑھ گیا لیکن خاور کے لباس تبدیل کر لینے کے باوجود جب پائلٹ کے فلیٹ کے دروازے پر کوئی نہ رکا تو عمران نے منہ بنا لیا۔

”اب کہاں تک انتظار کریں۔ میرا خیال ہے کہ ایک ایک کر کے نکل چلیں۔ ہم نے کوشش کرنی ہے کہ ہمارے چہرے کم سے کم لوگوں کی نگاہ میں آئیں۔ ٹرانس روڈ پر ایک ہوٹل ہے ٹرانس ہوٹل۔ ہم سب نے وہاں اکٹھے ہونا ہے۔ لیکن وہاں داخل ہونے سے پہلے ہمارے چہرے تبدیل ہو جانے چاہئیں۔ تم نے کاؤنٹر پر جا کر پرس آف ڈھمپ کا نام لینا ہے تو ہمیں مجھ تک پہنچا دیا جائے گا“..... عمران نے کہا۔

”کیا یہ ضروری ہے کہ تم ہم سے پہلے وہاں پہنچ جاؤ“..... تنویر نے کہا۔

”اگر کاؤنٹر میں پرس آف ڈھمپ کو جاننے سے انکار کر دے تو تم نے ہال میں ہی بیٹھ جانا ہے لیکن علیحدہ علیحدہ اکٹھے نہیں“..... عمران نے کہا۔

”لیکن ہمیں کیسے پتہ چلے گا کہ تم کب آئے ہو۔ ہم کب تک وہاں بیٹھے رہیں گے“..... صفدر نے کہا۔

”تم فکر نہ کرو۔ میں تمہیں خود ہی تلاش کر لوں گا“..... عمران نے کہا اور پھر دروازہ کھول کر وہ کمرے سے باہر آگیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ لفٹ کے ذریعے نیچے پہنچا اور باہر سڑک پر آگیا۔ سڑک پر آتے ہی وہ فٹ

کر کہا تو وہ دونوں چونک پڑے۔

”کیا یہ ریاست فاک لینڈ میں ہے؟..... ان میں سے ایک نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”جھپٹے تھی لیکن اب ہم نے اسے خلا میں شفٹ کر دیا ہے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”سوری جنتاب۔ باس دفتر میں موجود نہیں ہیں۔“ مسطح دربان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”سوچ لو۔ جب میں اسے فون پر ہاؤں گا تو اس نے سب سے جھپٹے تم دونوں کے سینوں میں گولیاں اتارنی ہیں۔ کیونکہ پرنس آف ڈھمپ کا اس سے ملاقات کے لئے خود آنا اس کی زندگی کا سب سے بڑا اعزاز ہے جس سے وہ تمہاری وجہ سے محروم ہو جائے گا۔“ عمران نے جواب دیا تو ایک دربان نے جیب سے ایک موبائل فون نکالا اور اس کے کئی منٹن کیے بعد دیگرے دبا دیے۔

”یس.....“ چند لمحوں بعد ایک دھڑاتی ہوئی آواز سنائی دی اور عمران نے آواز سننے ہی پہچان گیا کہ یہ کراؤن کی مخصوص آواز ہے وہ اسی طرح دھڑانے کے سے انداز میں بولنے کا عادی تھا۔

”جیمز بول رہا ہوں باس یہاں ایک مقامی صاحب آئے ہیں وہ کہہ رہے ہیں کہ وہ پرنس آف ڈھمپ ہیں اور آپ سے ملنا چاہتے ہیں لیکن باس۔ وہ باتیں بڑی عجیب سی کرتے ہیں۔“ جیمز نے رک رک کر کہا تو دوسری طرف سے چند لمحے خاموشی جاری رہی۔

”ٹرانس ہوٹل.....“ عمران نے ٹیکسی میں بیٹھتے ہوئے ڈرائیور سے کہا اور ڈرائیور نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے ٹیکسی آگے بڑھادی تقریباً نصف گھنٹے کی ڈرائیونگ کے بعد ٹیکسی ٹرانس ہوٹل کی دو منزلہ عمارت کے سامنے جا کر رک گئی۔ عمران نے میز دیکھ کر کہا یہ ادا کیا اور ساتھ ہی ٹپ بھی دی اور پھر بڑے بڑے قدم اٹھاتا ہوا وہ مین گیٹ کی طرف جانے کی بجائے عمارت کی دائیں طرف کو بڑھ گیا۔ یہاں آخر میں سیزھیان اوپر جا رہی تھیں اور سیزھیان کے باہر دو مسطح افراد بڑے چوکنے انداز میں کھڑے ہوئے تھے۔

”کراؤن دفتر میں اکیلا ہے یا پریمیاں بھی ساتھ ہیں اس کے۔“ عمران نے قریب جا کر ایک مسطح آدمی سے بڑے بے تکلفانہ لہجے میں کہا۔

”آپ کون ہیں.....“ دونوں مسطح افراد نے چونک کر پوچھا۔

”اگر کراؤن اوپر موجود ہے تو اسے بتا دو کہ پرنس آف ڈھمپ بنفس نفیس اس سے ملاقات کے لئے تشریف لائے ہیں۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”پرنس آف ڈھمپ۔ کیا مطلب۔“ ان دونوں نے چونک کر کہا۔ اب وہ دونوں بڑی حیرت بھری نظروں سے عمران کو سر سے پیر تک دیکھ رہے تھے۔

”ڈھمپ بموتوں یا جنتوں کی ریاست نہیں ہے۔ انسانوں کی ہے۔“

”کیجئے۔ تم اس سے بات تو کرو۔ جہاں باس وہاں کافی عرصہ بطور شاہی مہمان گزار چکا ہے۔“ عمران نے ان کی حیرت دیکھتے ہوئے مسکرا

کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھرتے چلے گئے۔
 ”تم۔ تم۔ کون ہو..... اس ادھیڑ عمر نے دھاڑتے ہوئے لہجے میں
 کہا۔

”اس طرح دھاڑنے کی کیا ضرورت ہے۔ آج تک فیلیا تو جہاری
 اس دھاڑ سے ڈری نہیں۔ پرنس آف ڈھپ کیسے ڈر جائے گا۔“ عمران
 نے منہ بناتے ہوئے اپنے اصل لہجے میں کہا تو ادھیڑ عمر جو کراؤں تھا
 بے اختیار اچھل پڑا۔

”اوہ۔ اوہ۔ تم۔ تم۔ پرنس تم..... کراؤں نے اس بار انتہائی
 مسرت بھرے لہجے میں پہلے سے زیادہ بلند آواز میں جھنجھتے ہوئے کہا اور
 دوسرے لمحے وہ اس طرح عمران کی طرف دوڑ پڑا جیسے اسے اٹھا کر
 قالین پر بچ دے گا۔

”ارے ارے۔ رک جاؤ۔ جہاری پھیلیاں کمزور ہیں۔ فیلیا کی
 جوتیاں کھانکھا کر۔ ایسا نہ ہو کہ ساری اکٹھی ہی ٹوٹ جائیں اور تم
 کسی غار میں پڑے دھاڑتے رہ جاؤ..... عمران نے تیزی سے پیچھے ہٹتے
 ہوئے کہا لیکن کراؤں نے آگے بڑھ کر اسے دونوں بازوؤں میں جکڑ لیا
 اس کے ساتھ ہی اس کے منہ سے ایک زور دار قہقہہ نکلا۔ پھر اس نے
 عمران کو ایک جھٹکا دے کر فضا میں اٹھانا چاہا لیکن دوسرے لمحے اس کا
 قہقہہ دم توڑنا چلا گیا کیونکہ پوری قوت لگانے کے باوجود وہ عمران کے
 قدم زمین سے نہ اٹھا سکا تھا۔

”اب۔ اب مجھے یقین آگیا ہے کہ تم واقعی پرنس ہو..... کراؤں

”کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کون آیا ہے۔ پھر بتاؤ..... کراؤں نے
 جیسے پھٹ پڑنے کے سے انداز میں کہا۔
 ”پرنس آف ڈھپ باس..... جیمز نے اس بار قدرے گھبرائے
 ہوئے لہجے میں کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ پرنس آف ڈھپ آیا ہے اور تم نے اسے وہیں روک
 رکھا ہے۔ اوہ۔ یو نا سنس۔ احمق۔ جلدی سمجھو اسے..... اس بار
 دوسری طرف سے چھٹتے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔
 ”یس باس..... اس بار مسلح آدمی نے تیزی سے کہا اور مٹن آف
 کر دیا۔

”تشریف لے جایئے جناب۔ ہمیں امید ہے کہ آپ ہمیں معاف کر
 دیں گے کیونکہ ہمارا پہلے آپ سے تعارف نہ تھا..... مسلح آدمی نے
 انتہائی لجاجت بھرے لہجے میں کہا۔

”اور آئندہ بھی شاید نہ ہو..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا
 اور تیزی سے سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا۔ سیڑھیاں چڑھ کر وہ اوپر
 ایک راہداری میں پہنچا اور پھر تیز قدم اٹھاتا وہ راہداری کے اختتام پر
 موجود بند دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ دروازے کے قریب پہنچ کر
 اس نے دروازے پر دباؤ ڈالا تو دروازہ کھلتا چلا گیا اور عمران اندر داخل
 ہو گیا۔ یہ ایک خاصا بڑا کمرہ تھا اور کمرے کے فرش پر جتنے ہوئے دیو
 قالین پر ایک ادھیڑ عمر آدمی بڑی بے چینی کے عالم میں ٹہل رہا تھا۔
 دروازہ کھلنے کی آواز سننے ہی وہ ایک جھٹکے سے مڑا اور دوسرے لمحے اس

اٹھایا اور نمبر پریس کر کے اس نے کاؤنٹر مین سے بات شروع کر دی۔
چند لمحوں بعد اس نے رسیور کرئیل پر رکھا اور واپس مڑ گیا۔

”ابھی تک تو کوئی نہیں آیا۔ البتہ اب جو آئے گا وہ یہاں پہنچ جائے گا۔۔۔۔۔۔“ کراؤن نے دوبارہ سامنے والے صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔
”گڈ۔ اب تم سناؤ فیلیا کی گنتی کا کیا حال ہے۔ اب بھی سو کے قریب پہنچ کر بھول جاتی ہے یا نہیں۔۔۔۔۔۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کیا مطلب۔ سو کے قریب جا کر بھول جانے کا کیا مطلب۔“ کراؤن نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”اس نے خود مجھے بتایا تھا کہ جب اسے تم پر غصہ آتا ہے تو وہ تمہارے سر پر جوتیاں برسانا شروع کر دیتی ہے۔ اور ہمیشہ سنانوے پر پہنچ کر گنتی بھول جاتی ہے اور پھر ایک سے گنتا شروع کر دیتی ہے۔۔۔۔۔۔“ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا تو کراؤن نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ اس کے چہرے پر بیخفت اداسی کے تاثرات نمودار ہو گئے تھے۔

”ارے ارے۔ کیا ہوا۔ کیا فیلیا نے جوتیاں ماری بند کر دی ہیں۔“
”نہر تو خوشی کی بات ہے۔ اداس کیوں ہو گئے ہو۔۔۔۔۔۔“ عمران نے چونک کر کہا۔

”فیلیا دو ماہ پہلے ایک ایئر کرئیش میں ہلاک ہو چکی ہے۔“ کراؤن نے آہستہ سے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر

نے شرمندہ سے انداز میں ہنستے ہوئے کہا اور عمران کو چھوڑ کر پیچھے ہٹ گیا۔

”اور مجھے یقین آگیا ہے کہ تم ابھی تک کراؤن ہو۔۔۔۔۔۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو کراؤن قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

”بس ایک تم ہی ہو جس کے مقابل مجھے ہمیشہ ہی شرمندہ ہونا پڑتا ہے ورنہ تو بڑے بڑے پہلوان میرے بازوؤں میں پھنسنے لگ جاتے ہیں۔۔۔۔۔۔“ کراؤن نے ہنستے ہوئے کہا اور پھر عمران کو ساتھ لئے وہ ایک سائیڈ میں پڑے ہوئے صوفوں کی طرف بڑھ گیا۔

”کاغذی پہلوان ہوں گے۔۔۔۔۔۔“ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور کراؤن ایک بار پھر قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

”سب سے پہلے تو ایک کام کرو کہ ہوٹل کے کاؤنٹر اطلاع دے دو کہ جو کوئی بھی کاؤنٹر انکریپشن آف ڈھپ کا نام لے اسے خاموشی سے یہاں بھجوا دیا جائے۔ میرے چار ساتھیوں نے آنا ہے۔“ عمران نے کہا۔

”اوہ اچھا۔۔۔۔۔۔“ کراؤن نے ایک جھٹکے سے اٹھ کر وسیع و عریض میز کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

”پہلے کاؤنٹر مین سے پوچھ لینا کہ اب تک کسی نے یہ نام لیا ہے یا نہیں اور اگر لیا ہے اور کاؤنٹر مین نے اسے واپس بھجوا دیا ہے تو وہ ہال میں موجود ہو گا۔ اسے تلاش کر کے یہاں بھجوا دے۔۔۔۔۔۔“ عمران نے کہا اور کراؤن نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر اس نے انٹر کام کار سیور

”یہ توفیر ہے۔ میرا ساتھی اور توفیر یہ کہ ان کے پاس اس ہوٹل کا مالک اور میرا بہترین دوست ہے۔ ان کے وہیں بیٹھے بیٹھے توفیر اور کراؤن دونوں کا ایک دوسرے سے تعارف کراتے ہوئے کہا اور

"اوہ۔ دیری سید کر اوں۔ تجھے فیلیا کی موت پر دل ایسا ہوا ہے اور مجھے یہ بھی احساس ہے کہ اس کی موت سے تم پر کیا اثرات ہونے ہوں گے۔ آئی۔ ایم۔ سو ری..... عمران نے دکھ بھرے لہجے میں کہا۔
شکر ہے نرسی۔ ایک ماہ تک تو میں اپنے آپ کو ہی نہ پہچان سکا

کراؤن نے بڑے گرجو شانہ انداز میں تنویر سے مصافحہ کیا۔

”ارے ہاں پرنس۔ تم نے اب تک بتایا ہی نہیں کہ تم کیا پیو گے۔ یہ تو مجھے معلوم ہے کہ تم شراب نہیں پیتے۔ لیکن یہاں شراب کے علاوہ اور کسی مشروب کے بارے میں مجھے معلوم ہی نہیں۔“

کراؤن نے تنویر کے ساتھ ہی واپس آکر صوفے پر بیٹھنے ہوئے کہا۔
 ”ابھی نہیں۔ باقی سامعی آجائیں پھر مشروب بھی پی لیں گے اور باتیں بھی ہو جائیں گی۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور کراؤن نے اثبات میں سر ہلادیا۔ تھوڑی دیر بعد ایک ایک کر کے صفدر، کیپٹن شکیل اور خاور بھی آگئے۔

”اب تم ہاٹ کافی منگوا لو۔“ عمران نے کہا اور کراؤن مسکراتا ہوا اٹھا اور ایک بار پھر میز کی طرف بڑھ گیا۔

”کوئی پرابلم تو پیدا نہیں ہوا۔“ عمران نے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا لیکن سب نے نفی میں سر ہلادیا۔

”میں نے آرڈر دے دیا ہے۔ میرے آدمی کسی اور ہوئل سے ہاٹ کافی لے آئیں گے اس سے کچھ دیر تو لگے گی۔“ کراؤن نے دوبارہ آکر بیٹھنے ہوئے کہا۔

”اوکے۔ اب تم بتاؤ کہ فنک سنڈیکیٹ سے جہاد کس قدر تعلق ہے۔“ عمران نے کہا تو کراؤن بے اختیار چو نک پڑا۔

”فنک سنڈیکیٹ۔ کیا مطلب کیا تم یہاں فنک سنڈیکیٹ کے خلاف کام کرنے آئے ہو۔“ کراؤن نے انتہائی حریت بھرے لہجے

میں کہا۔

”نہیں۔ مجھے سنڈیکیٹ سے کوئی دلچسپی نہیں ہے صرف فنک سے ہے۔“ عمران نے کہا۔

”میرا تو ان سے کسی قسم کا کوئی تعلق نہیں ہے اور نہ میں ایسی پارٹیوں سے کوئی تعلق رکھتا ہوں لیکن دارالحکومت کا فنک سنڈیکیٹ سے گہرا تعلق ہے۔ ایک لحاظ سے یہاں اصل حکومت فنک سنڈیکیٹ کی ہے۔ وہ جو چاہے کریں۔ کوئی ان کی طرف انگلی اٹھانے کی جرأت نہیں کر سکتا۔ یہاں کے تقریباً تمام ہوئل، کلب اور بار وغیرہ سب اس سنڈیکیٹ کی ملکیت ہیں لیکن فنک کبھی سامنے نہیں آیا۔ صرف اس کا نام ہر وقت دارالحکومت سان میں گونجتا رہتا ہے۔ ویسے یہاں دارالحکومت میں اس کا ایک شاندار محل ہے جسے فنک پیلس کہا جاتا ہے۔ وہ مستقل طور پر وہیں رہتا ہے۔“ کراؤن نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”کیا وہ کسی فکشن میں بھی نہیں آتا۔ حالانکہ میں نے سنا ہے کہ وہ بڑا خیر آدمی ہے۔“ عمران نے کہا۔

”ہاں۔ ایسا ہی ہے۔ بے شمار فلاحی ادارے اس کے دیئے ہوئے فنڈز سے چل رہے ہیں لیکن اسے کبھی کسی تفریب میں نہیں دیکھا گیا میں نے بھی اسے صرف ایک باریٹینی ویشن پر دیکھا تھا جب اس کے بارے میں ایک دستاویزی فلم دکھائی گئی تھی جس میں بتایا گیا تھا کہ وہ کتنے فلاحی اداروں کو چلاتا ہے۔“ کراؤن نے جواب دیا۔ اسی لمحے

اندر دنی دروازہ کھلا اور ایک آدمی نرمالی دھکیلتا ہوا اندر داخل ہوا۔
نرمالی پر ہات کافی کے برتن موجود تھے۔ چند لمحوں بعد ہات کافی سب کو
سرور دی گئی اور کافی لے آنے والا آدمی نرمالی کو ایک طرف کھڑی کر
کے خاموشی سے واپس چلا گیا۔

”اس کا حلیہ کیا ہے؟“ عمران نے پوچھا تو کراؤن نے اس کا
حلیہ بتا دیا۔

”کیا فنک پیلس جا کر اس سے ملاقات کی جا سکتی ہے؟“ عمران
نے کہا۔

”نہیں۔ وہ کسی سے ملاقات نہیں کرتا۔ چاہے وہ فاک لینڈ تو کیا
ایکریسیا کا صدر ہی کیوں نہ ہو اور پیلس میں سوائے اپنی بیٹی کے اور
باہر کا آدمی داخل نہیں ہو سکتا اور نہ ہی وہاں فون کال ملائی جا سکتی ہے
اور نہ ہی اس کا نمبر کسی ایکس چینج میں ہے اور نہ کسی آدمی کے پاس۔
ویسے میں نے سنا ہے کہ فنک پیلس میں اس قدر زبردست حفاظتی
اقدامات ہیں کہ اس کی بیٹی وینا کو اس میں داخل ہو کر اپنے باپ تک
پہنچنے میں تین گھنٹے لگ جاتے ہیں اور اس دوران اس کی چیکنگ ہوتی
رہتی ہے۔“ کراؤن نے کافی کا گھونٹ پیٹے ہوئے کہا۔

”اس محل میں کام کرنے والے لوگ تو آتے جاتے رہتے ہوں
گے۔“ عمران نے کہا۔

”نہیں۔ آج تک تو کسی نے کسی بھی شخص کو نہ محل میں جاتے
دیکھا ہے اور نہ باہر آتے اور نہ کسی کے متعلق معلوم ہے کہ کون اس

محل میں کام کرتا ہے۔ نہ جانے اس نے کیا سسٹم بنا رکھا ہے۔“ کراؤن
نے کہا۔

”اس کا کوئی دست راست تو ہوگا جو فنک سنڈیکیٹ کو کنٹرول
کرتا ہوگا۔“ عمران نے کہا۔

”بے شمار گروپ ہیں اور ان سب کے علیحدہ علیحدہ پاس ہیں۔
ویسے ایک آدمی رابرٹ کے بارے میں سنا ہے کہ وہ اس کا دست
راست ہے۔ ویسے اس رابرٹ کے بارے میں بھی میں کچھ نہیں
جانتا۔“ کراؤن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اس کی بیٹی وینا کس یونیورسٹی میں پڑھتی ہے اور ہوٹل میں
رہتی ہے؟“ عمران نے کہا۔

”ہاں نییشنل یونیورسٹی میں پڑھتی ہے۔ انتہائی معصوم سی لڑکی
ہے۔ ایک بار یونیورسٹی کے فٹشن میں میں نے اسے دیکھا تھا لیکن آخر
تم چاہتے کیا ہو۔ کیا تمہیں فنک سے کوئی خاص کام ہے؟“ کراؤن
نے کہا۔

”ہاں۔ میں اس سے ملنا چاہتا ہوں۔“ عمران نے کہا۔
”نہیں۔ ایسا تو ممکن ہی نہیں ہے۔ تم یہ خیال ہی دل سے نکال
دو۔“ کراؤن نے صاف جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں نوٹی اور راستہ نکالوں گا۔ فی الحال تم ایسا
کرو کہ ہمیں کوئی ایسا شخص ملے کہ جس کا علم سوائے جہارے اور
کسی کو نہ ہو۔ وہاں کا۔ میں بھی جانتیں اور اسلیم وغیرہ بھی۔“

شامت آگئی ہے جو اس نے پرنس آف ڈمپ پر ہاتھ ڈال دیا ہے اوکے میرے پاس ایک ایسی رہائش گاہ ہے جس کا علم مجھے اور فیلیا کے علاوہ اور کسی کو نہ تھا۔ وہاں میں اور فیلیا کبھی کبھی جا کر رہتے تھے۔ اب فیلیا تو اس دنیا میں نہیں ہے۔ ہوتی بھی تو ظاہر ہے وہ زبان نہ کھولتی۔ وہاں دو کاریں موجود ہیں البتہ اسلحہ وہاں نہیں ہے..... کراؤن نے کہا۔

”فھیک ہے۔ اسلحہ یہاں مارکیٹ سے مل جائے گا..... عمران نے کہا اور کراؤن اٹھا اور میز کی طرف بڑھ گیا۔ وہ گھوم کر میز کی دوسری طرف گیا۔ اس نے کرسی پر بیٹھ کر میز کی سب سے نیچلی دراز کھولی اور اس میں سے ایک کی رنگ نکال کر اس نے دراز بند کر دی اور پھر اٹھنے لگا ہی تھا کہ میز پر رکھے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ کراؤن نے دوبارہ کرسی پر بیٹھتے ہوئے رسیور اٹھا لیا۔

”یہ..... کراؤن نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”باس۔ آپ کے دوست چیف سیکرٹری صاحب کی رہائش گاہ کو فنک سنڈیکیٹ والوں نے میڈیاٹوں سے ستا کر دیا ہے۔ چیف سیکرٹری صاحب وہاں موجود نہ تھے اس لئے وہ بچ گئے ہیں۔ میں نے سوچا کہ آپ کو اطلاع کر دوں..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”چیف سیکرٹری کی رہائش گاہ پر فنک سنڈیکیٹ والوں کو حملہ کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ چیف سیکرٹری نے تو کبھی فنک یا سنڈیکیٹ کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی تھی..... کراؤن نے

عمران نے کہا تو کراؤن بے اختیار چونک پڑا۔

”اوہ۔ کہیں تم فنک کے خلاف براہ راست کوئی کارروائی تو نہیں کرنا چاہتے..... کراؤن نے چونکتے ہوئے کہا۔

”اگر میرا ایسا ارادہ ہو تو پھر..... عمران نے ہونٹ پھینچتے ہوئے خشک لہجے میں کہا۔

”تو پھر میں تمہیں اس کارروائی سے منع ضرور کروں گا کیونکہ یہ صحیحاً خودکشی ہے لیکن اگر تم نہ مانو گے تو پھر مجھ سے جو ہو سکے گا میں تمہاری اس معاملے میں مکمل مدد کروں گا..... کراؤن نے جواب دیا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

”یہ تمہاری عظمت ہے کراؤن کہ تم میرے متعلق اس حد تک جانے کا سوچ رہے ہو۔ لیکن تم فکر نہ کرو۔ جہاد اور میان میں کبھی طرح کوئی حوالہ نہ آئے گا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ فنک سنڈیکیٹ یہاں حد درجہ طاقتور ہے اور جہاد اب جرائم کی دنیا سے کوئی تعلق نہیں رہا۔ ویسے ایک بات بتا دوں کہ ہماری یہاں آمد کا فنک سنڈیکیٹ کو علم ہو چکا ہے اور انہوں نے ایئرپورٹ پر ہی ہم پر حملہ کرنے کی کوشش کی۔ اس وقت ہم اپنی اصل شکلوں میں تھے لیکن ہمیں پہلے اطلاع مل گئی اور ہم ان کے گھیرے سے نکل گئے اور پھر ہم نے لباس بھی تبدیل کر لئے اور پھر سے بھی۔ اس کے بعد علیحدہ علیحدہ یہاں آئے ہیں..... عمران نے کہا۔

”ہونہر۔ اس کا مطلب ہے کہ فنک سنڈیکیٹ کی اس بار واقعی

کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"کیا مطلب..... عمران نے چونک کر پوچھا کیونکہ ایک تو اس نے فون میں ہونے والی بات چیت نہ سنی تھی اور دوسرے وہ میرے کافی دور بیٹھے ہوئے تھے اور پھر عمران نے اس لئے اس کال پر توجہ نہ دی تھی کہ اس کا خیال تھا کہ کراؤن کی کوئی بزنس کال ہوگی۔

"ابھی ایک کال آئی ہے..... کراؤن نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے پوری تفصیل بتادی۔

"اود۔ اود۔ واقعی تمہارا خیال درست ہے لیکن کیا چیف سیکرٹری تمہارا دوست ہے..... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ میرے اس سے خاصے قریبی تعلقات ہیں..... کراؤن نے اثبات میں سر ملاتے ہوئے کہا۔

"کیا تم اس سے رابطہ کر کے معلوم کر سکتے ہو کہ یہ پانچ ایشیائی کون تھے۔ ان کے قد و قامت وغیرہ کے بارے میں معلومات..... عمران نے کہا۔

"کیوں۔ تم کیوں پوچھنا چاہتے ہو..... کراؤن نے چونک کر پوچھا۔

"میں صرف یہ کنفرم کرنا چاہتا ہوں کہ ان ایشیائی افراد کے قد و قامت اگر ہم سے ملے جلتے ہوں گے تو یہ ہمارے لئے انتہائی فائدہ مند رہے گا۔ اس طرح سنڈیکیٹ اور فنک دونوں مطمئن ہو جائیں گے اور اس کے بعد ہم اطمینان سے اپنا کام کر سکیں گے..... عمران

حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں نے اس سلسلے میں خود جو معلومات اکٹھی کی ہیں ان کے مطابق سنڈیکیٹ والوں کو دراصل پانچ ایشیائی افراد کی تلاش تھی جو انہیں ایئر پورٹ پر دھوکہ دے کر نکل گئے تھے۔ یہ پانچوں افراد چیف سیکرٹری کے مہمان بن کر ان کی رہائش گاہ پر موجود تھے جس کا عام سنڈیکیٹ والوں کو ہو گیا اور انہوں نے کوٹھی کو مداخلتوں سے ہی اڑا دیا اور وہ پانچوں ایشیائی افراد بھی اس محلے میں ختم ہو گئے۔ جب پولیس نے ان افراد کی جلی ہوئی لاشیں ایجوٹینس میں ڈال کر پولیس ہیڈ کوارٹر بھجوائیں تو راستے میں سنڈیکیٹ کے افراد نے ان لاشوں کو حاصل کیا اور اپنے کسی ٹھکانے پر لے گئے..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کیا تم معلوم کر سکتے ہو کہ یہ لاشیں کہاں لے جانی گئی ہیں..... کراؤن نے کہا۔

"معلوم تو کیا جاسکتا ہے ہاں۔ لیکن اگر اس کی اطلاع سنڈیکیٹ کو ہو گئی کہ ہم ان کے معاملات میں دلچسپی لے رہے ہیں تو پھر ہمارا حشر بھی نسبت ناک ہو سکتا ہے..... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"ٹھیک ہے۔ تم درست کہہ رہے ہو۔ جو کچھ تم نے بتایا ہے اسٹا ہی کافی ہے..... کراؤن نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"مجھے یقین ہے کہ تمہاری جگہ چیف سیکرٹری کے مہمان قربان ہو گئے ہیں..... کراؤن نے واپس آکر صوفے پر بیٹھتے ہوئے عمران سے

نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اودہ۔ اس طرح براہ راست پوچھنا تو اسے شک میں ڈال دے گا البتہ ہم یہاں بیٹھے بیٹھے بھی معلوم کر سکتے ہیں..... کراؤن نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

”یہاں بیٹھے بیٹھے کیا مطلب..... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”یہاں ہر ایک گھنٹے بعد مقامی نیوز چینل فی وی پر نشر کیا جاتا ہے جس میں اس ایک گھنٹے کے دوران ہونے والے اہم واقعات کی تازہ ترین خبریں باتصویر نشر کی جاتی ہیں۔ چیف سیکرٹری کی کوٹھی پر میزائلوں کا حملہ انتہائی اہم واقعہ ہے اس لئے اسے لازماً نشر کیا جائے گا اور اس کی تفصیلی فلم بھی دکھائی جائے گی۔ اس فلم کے دوران ان لوگوں کے فوٹو بھی شامل ہوں گے..... کراؤن نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلادیا۔ کراؤن اٹھا اور ایک بار پھر میز کی طرف بڑھ گیا اور اس نے میز کی دراز کھول کر اس میں سے ریڈیو کنٹرول ٹکلا اور پھر جیسے ہی اس کے ہین پر بس کئے ایک کونے میں موجود فی وی سکرین روشن ہو گئی۔ اس پر موسیقی کا پروگرام نشر ہو رہا تھا۔

”نیوز چینل کا وقت ہونے والا ہے..... کراؤن نے کلائی میں بندھی ہوئی گھڑی کا وقت دیکھتے ہوئے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلادیا۔ کراؤن بھی عمران کے ساتھ ہی صوفے پر بیٹھ گیا۔ سب کی نظریں فی وی سکرین پر جمی ہوئی تھیں اور پھر تقریباً پانچ منٹ بعد نیوز

چینل نشر کیا جانے لگا اور یہ چینل واقعی چیف سیکرٹری کی کوٹھی پر میزائلوں کے حملے کے بارے میں تھا۔ سکرین پر کوٹھی کے مناظر دکھائے جا رہے تھے اور پس منظر میں نیوز ریڈر مسلسل تفصیلات بتا رہا تھا۔ عمران اور اس کے ساتھی غور سے یہ سارے مناظر دیکھ رہے تھے۔ حملہ واقعی انتہائی خوفناک تھا۔ پوری کوٹھی مکمل طور پر تباہ ہو گئی تھی۔ کوٹھی میں موجود تمام افراد ہلاک ہو گئے تھے اور پھر جب لاشوں کو دکھایا جانے لگا تو عمران پوری توجہ سے ان لاشوں کو دیکھنے لگا تھوڑی دیر بعد پانچ لاشوں کے ایک گروپ کو دکھایا گیا جو اکٹھی ہی ایک کمرے سے ملی تھیں اور مکمل طور پر اس طرح جل چکی تھیں کہ ان کی پہچان ہی مشکل ہو رہی تھی۔ نیوز ریڈر نے بتایا کہ چیف سیکرٹری صاحب نے بتایا ہے کہ یہ پانچوں افراد اس کے کافرستانی دوست تھے۔ وہ کافرستان سے یہاں تفریح کرنے آئے تھے اور آج ہی ان کے ہیمان بنے تھے کہ اس حملے کا شکار ہو گئے۔ چند لمحوں بعد منظر تبدیل ہو گیا۔

”ان کے قتل و قدامت کو مکمل طور پر تو ہمارے جیسے نہیں ہیں لیکن پھر بھی کچھ نہ کچھ ملتے جلتے ہیں..... عمران نے کہا۔

”قائم ہے مکمل طور پر تو تب ہی ہو سکتے تھے کہ جب ہم ان کی جگہ ہوتے..... حقدار نے کہا اور عمران سمیت سب ساتھی بے اختیار مسکرا دیے۔

”کراؤن۔ کیا تم کسی طرح یہ معلوم کر سکتے ہو کہ فنک سنڈیکیٹ اور خصوصاً فنک نے ان لاشوں سے کیا تھی نتیجہ نکالا ہے۔ کیا وہ قطعی

”لاشوں کو رابرٹ نے ایک ڈاکٹر مائیکل کے ذریعے چنیک کر لیا ہے۔ یہ ڈاکٹر شناخت کرنے کے معاملات کا ماہر ہے۔ فنک نے اس ڈاکٹر کی مپ دی تھی اور ساتھ ہی رابرٹ کو بتایا تھا کہ شناخت کے لئے بالوں کی جڑوں کو چنیک کیا جاسکتا ہے کیونکہ مقامی افراد اور ایشیائی افراد کے بالوں کی جڑوں میں موجود کیمیائی مواد مختلف ہوتا ہے لیکن اس ڈاکٹر کو اور بھی بہت سے طریقے آتے ہیں اور اس نے رابرٹ کو یہ سچی رپورٹ دے دی ہے اور فنک نے بھی ڈاکٹر مائیکل کی رپورٹ کو تسلیم کر لیا ہے۔“..... کراؤن نے جواب دیا۔

”ویری گڈ۔ اب ہمارے سروں سے بہت بڑا بوجھ اتر گیا ہے۔ اب ہم اطمینان سے اپنا کام کر سکیں گے۔“ عمران نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

”لیکن خیال رکھنا۔ اگر سنڈیکٹ اور فنک کو ذرا بھی شک پڑ گیا کہ تم زندہ ہو تو وہ ایک بار پھر پوری طاقت سے تم پر چڑھ دوں گے۔ تم نے دیکھا کہ وہ کارروائی کرنے میں کسی کا بھی لحاظ نہیں کرتے اور نہ ہی وقت ضائع کرتے ہیں۔ چیف سیکرٹری بہت بڑا عہدہ ہے لیکن انہیں جیسے ہی اطلاع ملی کہ پانچ ایشیائی افراد ان کی کونٹری میں موجود ہیں تو انہوں نے بغیر کسی ہنگامہ کے چیف سیکرٹری کی کونٹری کو میزائلوں سے اڑا دیا اور تم نے خود خبریں سنی ہیں۔ سارے شہر کو معلوم ہے کہ یہ حملہ سنڈیکٹ نے کیا ہے لیکن نیوز ریڈر بار بار نامعلوم حملہ آور کہہ رہا تھا..... کراؤن نے کہا۔

مطمئن ہو گئے ہیں کہ انہوں نے ہمیں شکار کر لیا ہے یا نہیں۔ یہ نتیجہ ہماری آئندہ کارروائی کے لئے انتہائی اہم ثابت ہو گا۔“ عمران نے کہا۔

”میں کوشش کرتا ہوں۔ رابرٹ کے آفس میں کام کرنے والا ایک آدمی میرا گہرا دوست ہے۔ میں اس سے بات کرتا ہوں۔“ کراؤن نے کہا اور اٹھ کر میز کی طرف بڑھ گیا البتہ اس نے اٹھنے سے پہلے ریویٹ کنٹرول کی مدد سے فی وی آف کر دیا تھا۔ میز کے پیچھے کرسی پر بیٹھ کر اس نے کسی کو فون کیا اور پھر رسیور رکھ کر وہ عمران کی طرف آگیا۔

”میں نے بات کر لی ہے۔ جیسے ہی کوئی نتیجہ نکلا مجھے اطلاع مل جائے گی۔“..... کراؤن نے کہا اور عمران نے اشیات میں سر ملادیا۔ اس کے بعد وہ دوسری گفتگو میں مصروف ہو گئے پھر تقریباً ایک گھنٹہ بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی اور کراؤن اٹھ کر ایک بار پھر میز کی طرف بڑھ گیا اس نے میز کے پاس جا کر رسیور اٹھا لیا۔

”یہ..... کراؤن نے کہا۔

”اوکے شکریہ۔“..... دوسری طرف سے آنے والی بات سننے کے بعد کراؤن نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ واپس مڑ گیا۔

”مبارک ہو پرنس۔ جہاز مقصد پورا ہو گیا ہے۔“..... کراؤن نے قریب آکر کہا۔

”کیسے۔ پوری تفصیل بتاؤ۔ یہ بہت اہم بات ہے۔“ عمران نے کہا۔

”تم فکر نہ کرو کراؤن۔ ہم کوئی ایسا اجتماعہ قدم نہیں اٹھائیں گے کہ جس سے ہماری جانیں خطرے میں پڑ جائیں۔۔۔۔۔ عمران نے مسکرا کر کہا۔

”وہ تو مجھے معلوم ہے میں تو ویسے ہی تمہیں محتاط رہنے کا کہہ رہا تھا یہ لو کو بھی کی جانی۔ کی رنگ کے ساتھ نوکن موجود ہے۔ اس کے علاوہ کوئی بھی کام میرے لائق ہو تو تم بلا تکلف مجھے فون کر سکتے ہو۔۔۔۔۔ کراؤن نے کی رنگ عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

”شکریہ کراؤن۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور کی رنگ لے کر وہ اٹھ کھڑا ہوا

”آؤ اب چلیں۔۔۔۔۔ عمران نے اپنے ساتھیوں سے کہا اور پھر کراؤن سے بڑے گرجوشانہ انداز میں مصافحہ کرتے ہوئے وہ سب عمران کے پیچھے اس دروازے کی طرف بڑھ گئے جس سے عمران دفتر میں آیا تھا۔ کراؤن سیڑھیوں تک انہیں الوداع کرنے آیا تھا۔

فتک کے بچے پر اطمینان کے ساتھ ساتھ قدرے مسرت کے تاثرات نمایاں تھے۔ اسے ابھی رابرٹ کے ذریعے ڈاکٹر مائیکل کی حتمی رپورٹ مل چکی تھی اور اس حتمی رپورٹ کے مطابق حریف سیکرٹری کی کوچی میں ہلاک ہونے والے پانچ افراد کا تعلق واقعی ایشیا سے ہی تھا اس کا مطلب تھا کہ سنڈیکیٹ والوں نے فوری کارروائی کرتے ہوئے عمران اور اس کے ساتھیوں کا فوری خاتمہ کر دیا تھا۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا اور اس کے نیچے لگا ہوا ایک بٹن پریس کر دیا۔

”لیس ماسٹر۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ مردانہ آواز سنائی دی۔

”اسرائیل کے جناب زارش سے میری بات کر او فوراً۔۔۔۔۔ فتک نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی اور فتک نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا۔

”یس۔۔۔۔۔ فنک نے کہا۔

”اسرائیل کے جناب زارش آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں۔“
دوسری طرف سے اس کے پی اے کی مودبانہ آواز سنائی دی۔

”بات کراؤ۔۔۔۔۔ فنک نے کہا۔

”ہیلو۔۔۔۔۔ زارش بول رہا ہوں۔۔۔۔۔“ چند لمحوں بعد زارش کی آواز سنائی دی۔

”تمہارے مخبروں نے تمہیں اطلاع تو دے دی ہو گی کہ ہم نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے علی عمران اور اس کے چار ساتھیوں کا خاتمہ کر دیا ہے۔۔۔۔۔ فنک نے بڑے اطمینان بھرے بلکہ قدرے فاخرانہ لہجے میں کہا۔

”اوہ۔۔۔۔۔ نہیں ابھی تک تو مجھے ایسی کوئی اطلاع نہیں ملی۔ کیا واقعی ایسا ہو چکا ہے۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

”ہاں اور اس کی حتمی تصدیق بھی کرا لی گئی ہے۔۔۔۔۔ فنک نے جواب دیا۔

”یہ سب کچھ اس قدر آسانی سے اور اس قدر جلدی کیسے ہو گیا۔“
زارش کا لہجہ بتا رہا تھا کہ اسے فنک کی بات پر یقین نہیں آ رہا۔

”فنک اسی طرح کام کرتا ہے مائی ڈیئر زارش۔۔۔۔۔ فنک نے پہلی بار قدرے مسکراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”کیا تم اس کی تفصیل بتاؤ گے تاکہ میں اسرائیل کے اعلیٰ حکام کو

اس کی تفصیلی رپورٹ دے سکوں۔“ زارش نے کہا۔

”ہاں۔۔۔۔۔ کیوں نہیں۔۔۔۔۔ فنک نے کہا اور پھر اس نے رابرٹ کی بتائی ہوئی تمام تفصیل اسے سنا دی۔

”کیا چیف سیکرٹری سے اس بات کی تصدیق کر لی گئی ہے کہ اس کے مہمان واقعی عمران اور اس کے ساتھی ہی تھے۔۔۔۔۔ زارش نے کہا۔

”اس کی ضرورت ہی کیا تھی۔ میرے آدمی ان کا تعاقب کرتے ہوئے اس کی کوئی شک گئے اور پھر کوئی گواہی دیا گیا۔۔۔۔۔ فنک نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

”ان کی لاشیں تو موجود ہوں گی۔۔۔۔۔ زارش نے کہا۔

”نہیں۔۔۔۔۔ ڈاکٹر مائیکل کے تصدیق کرنے کے بعد میں نے انہیں برقی بھٹی میں ڈلوادیا ہے۔ میں نے انہیں رکھ کر کیا کرنا تھا۔۔۔۔۔ فنک نے جواب دیا۔

”لارڈ فنک۔۔۔۔۔ تم انتہائی ذہین آدمی ہو اور تمہاری ذہانت کے سب قائل ہیں۔ میں خود بھی تمہیں انتہائی ذہین سمجھتا ہوں۔ اس لئے میرا مشورہ ہے کہ مطمئن ہو کر بیٹھ جانے کی بجائے تم اس بارے میں مزید معلومات حاصل کرو۔ یہ منظر پر اس چیف سیکرٹری سے ہو سکتا ہے کہ وہ پانچوں افراد کوئی اور ہوں۔ آخر ہمارے حکومت سان میں صرف عمران اور اس کے ساتھی ہی شیشی نہ ہوں گے اور ایشیائی افراد بھی تو وہاں موجود ہو سکتے ہیں۔ ورنہ کیا چیف سیکرٹری اس طرح کھلے عام عمران اور اس کے ساتھیوں کو زندہ مہمان نہیں بنا سکتا۔“

زارش نے کہا۔

”تم خواہ مخواہ ان لوگوں سے خوفزدہ ہو۔ وہ ختم ہو چکے ہیں۔ ہم نے ہر قسم کی تصدیق کر لی ہے اور یہ کافی ہے۔“ فنک نے اس بار قدرے ناگوار سے لہجے میں کہا

”ٹھیک ہے۔ اگر تم مطمئن ہو تو ٹھیک ہے۔ گڈ بائی۔“ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ فنک نے بے اختیار ہونٹ بھیج لئے۔

”یہ لوگ نجانے ان سے اس قدر خوفزدہ کیوں ہیں۔۔۔۔۔“ فنک نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر کریڈل دبا کر اس نے فون تیس کے نیچے لگا ہوا بین دبا دیا۔

”میس ماسٹر۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے اس کے پی اے کی آواز سنائی دی۔“

”راہٹ سے بات کرو۔ فنک نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی اور فنک نے ایک بار پھر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

”میس۔۔۔۔۔ فنک نے کہا۔“

”راہٹ آپ سے بات کرنا چاہتا ہے ماسٹر۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے پی اے نے کہا۔“

”بات کرو۔“ فنک نے کہا۔

”راہٹ بول رہا ہوں ماسٹر۔۔۔۔۔ چند لمحوں بعد راہٹ کی مودبانہ

آواز سنائی دی۔“

”راہٹ۔ اس چیف سیکرٹری سے معلومات حاصل کی ہیں۔ وہ ان پانچ لاشوں کے بارے میں کیا کہتا ہے۔۔۔۔۔ فنک نے کہا۔“

”جناب۔ اس کی ضرورت ہی نہیں ہے یہ وہی پانچ افراد تھے۔ ویسے نیوز بلٹن پریچیف سیکرٹری کا بیان نشر کیا گیا ہے۔ اس نے انہیں کافرستانی مہمان کہا ہے۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ وہ اب جھوٹ بول رہا ہے تاکہ اس کے خلاف کوئی کارروائی نہ ہو سکے۔۔۔۔۔ راہٹ نے جواب دیا۔“

”لیکن کیا دارالحکومت میں ایشیائی افراد صرف وہی عمران اور اس کے ساتھی ہی تھے اور بھی تو ہو سکتے ہیں۔ کیا میزائل فائر کرنے سے پہلے ان کے علیحدہ چیک کر لئے تھے۔۔۔۔۔ فنک نے کہا۔“

”نہیں جناب۔ صرف اتنی رپورٹ ملی تھی کہ پانچ افراد کو چیک کیا گیا ہے۔۔۔۔۔ راہٹ نے کہا۔“

”تم ایسا کرو۔ اس بارے میں تفصیل سے چھان بین کرو۔ ایسا نہ ہو کہ ہم مطمئن ہو کر بیٹھ جائیں اور وہ لوگ ہمیں کوئی نقصان پہنچا جائیں۔۔۔۔۔ فنک نے کہا۔“

”میس ماسٹر۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے راہٹ نے کہا۔“

”مجھے تفصیلی رپورٹ دینا۔۔۔۔۔ فنک نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔“

”کیا مطلب۔ گالیاں اور کوسنے۔ یہ کیا بات ہوئی.....“ صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”کسی شریف خاتون سے جب ہم جیسی شکلوں والے افراد جا کر ملتے ہیں تو شریف خاتون سے کیا حاصل کر سکتے ہیں۔ یہی گالیاں اور کوسنے ہی ملیں گے.....“ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں وضاحت کرتے ہوئے کہا تو صفدر اور خاور بے اختیار ہنس پڑے۔

”آپ کی بات تو درست ہے۔ میں نے تو اس پوائنٹ پر غور نہیں کیا تھا۔ ہمارے میک اپ تو واقعی شریف لوگوں جیسے نہیں ہیں۔ لیکن کیا ہم میک اپ تبدیل نہ کر سکتے تھے.....“ صفدر نے اثبات میں سر ملاتے ہوئے کہا۔

”پھر دینا کو خود ذہ کیسے کیا جاتا۔ پھر تو گالوں اور کوسنوں کے ساتھ ساتھ جوتیاں بھی کمانی پڑتیں.....“ عمران نے جواب دیا اور کار ایک بار پھر محققوں سے گونج اٹھی۔

”اچھا میں سمجھ گیا کہ آپ یونیورسٹی کیوں جا رہے ہیں لیکن عمران صاحب۔ دینا فنک کی اگلی بیٹی ہے اس لئے الاحمال فنک نے اس کی حفاظت کے انتہائی سخت انتظامات کر رکھے ہوں گے۔ ایسا بھی تو ہو سکتا ہے کہ اسے فوری طور پر ہمارے دینا سے ملنے کی اطلاع مل جائے اور اس کے آدمی اٹھاماری گردنیں پکڑ لیں.....“ صفدر نے کہا۔

”جہاں کیا خیال ہے صفدر۔ کیا عمران صاحب دینا کے ہوسٹل میں اس کے کمرے میں جا کر اس سے مذاکرات کریں گے تاکہ پورے

سفید رنگ کی کار خاصی تیز رفتاری سے دارالحکومت سان کی فراخ سڑک پر دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ یہ سڑک دارالحکومت سے باہر مضافات کی طرف جانے والی سڑک تھی اس لئے اس پر ٹریفک نہ ہونے کے برابر تھی۔ کار کے سنیئر رنگ پر عمران خود تھا جبکہ سائیڈ سیٹ پر صفدر اور عقبی سیٹوں پر کیپٹن تشکیل اور خاور بیٹھے ہوئے تھے۔ تنویر کو وہ کوٹھی پر چھوڑ آئے تھے۔

”عمران صاحب۔ آپ اس انداز میں دینا سے مل کر اس سے کیا حاصل کرنا چاہتے ہیں.....“ صفدر نے کہا۔

”گالیاں اور کوسنے.....“ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو صفدر کے ساتھ ساتھ عقبی سیٹ پر بیٹھا ہوا خاور بھی عمران کی بات سن کر بے اختیار چونک پڑا جبکہ کیپٹن تشکیل کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ تیرنے لگی تھی۔

ہو مثل کو اس ملاقات کا علم ہو جائے۔۔۔۔۔ عقبی سیٹ پر بیٹھے ہوئے
کیپٹن شکیل نے پہلی بار زبان کھولتے ہوئے کہا۔

”تو پھر کیا مطلب؟“۔۔۔۔۔ صفدر نے حیران ہو کر کیپٹن شکیل کی
طرف دیکھتے ہوئے کہا جبکہ عمران کے لبوں پر مسکراہٹ دینگ رہی
تھی۔

”میرا انڈیا ہے کہ عمران صاحب دینا سے فنک پیلس کی اندورنی
ساخت اور اس کے حفاظتی انتظامات کے بارے میں معلومات حاصل
کرنا چاہتے ہیں اور دینا ظاہر ہے فنک کی بیٹی ہے وہ ایسی معلومات
آسانی سے نہیں بتائے گی۔ اس لئے اسے اغوا کیا جائے گا اور پھر اس
سے پوچھ گچھ کی جائے گی۔“ کیپٹن شکیل نے کہا۔

”جہاں آئیڈیا ان حالات میں تو واقعی درست لگ رہا ہے لیکن
یونیورسٹی کے ہوسٹل سے اس طرح کسی لڑکی کو اغوا کر کے لے جانا
بھی آسان کام نہیں ہے۔ پورے دارالحکومت کی پولیس حرکت میں آ
جائے گی۔“۔۔۔۔۔ صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”پولیس کے ساتھ ساتھ فنک سنڈیکیٹ بھی حرکت میں آجائے گا
اور وہ بہر حال پولیس سے زیادہ فعال ہوگا۔“۔۔۔۔۔ عمران نے تہہ دیتے
ہوئے کہا۔

”تو پھر آپ نے کیا سوچا ہے؟“۔۔۔۔۔ صفدر نے حیران ہو کر عمران
سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

”دینا سے ملاقات کے لئے سوچنے کا کیا کام۔ خوبصورت اور نوجوان

لڑکیوں سے ملاقات میں سوچ کا عمل دخل نہیں ہوتا۔۔۔۔۔ عمران نے
مسکراتے ہوئے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کار کو ایک
بائی روڈ پر موڑ دیا جس کے ساتھ ایک جہازی سائز کا بورڈ نصب تھا
جس پر نیشنل یونیورسٹی کیمپس اور اس کی تفصیلات درج تھیں۔
تقریباً دس کلو میٹر آگے جا کر وہ یونیورسٹی کے انتہائی خوبصورت اور
وسیع کیمپس کے فرسٹ گیٹ پر پہنچ گئے جہاں ایک چیک پوسٹ بنی
ہوئی تھی وہاں چار مسلح افراد بھی موجود تھے جنہوں نے باقاعدہ
یونیفارم پہن رکھی تھیں۔

”جی فرمیلے۔۔۔۔۔ ان میں سے ایک نے عمران کے قریب آتے
ہوئے اسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”مس دینا فنک سے مناب۔ ہمارا تعلق سنڈیکیٹ سے ہے۔“
عمران نے قدرے بگڑے ہوئے لہجے میں کہا تو مسلح آدمی بے اختیار
اچھل کر دو قدم اس طرف پیچھے ہٹ گیا جیسے چانک اس کے پیروں میں
جھم پھٹ پڑا ہو۔

”سبس۔ سبس۔ سنا بیٹ۔ او۔۔۔۔۔ آپ چیف سکیورٹی آفیسر سے
کارڈ لے نہیں اس کے بغیر ملاقات نہ ہو سکے گی۔“۔۔۔۔۔ مسلح آدمی کا لہجہ
اس بار ہنسلیک ناخنوں والوں جیسا تھا اور شہرت۔۔۔۔۔ بدلتا ہوا کارڈ دروازہ
کھول کر بیچے اتار دیا اور پھر تہہ قدم اٹھاتا۔۔۔۔۔ دینا پر ہنسے ہوئے کمرے کی
طرف بڑھ گیا وہ مسلح آدمی بھی تھیں۔۔۔۔۔ اس کے پیچھے چلتا ہوا اس
کمرے کی طرف بڑھتا۔۔۔۔۔ اس کے تین ایک مہینے کے پیچھے ایک باوردی

لئے اچھا نہیں رہے گا۔ وہ انتہائی نیک نام خاتون ہیں۔..... چیف سیکورٹی آفیسر نے قدرے ہنچاتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

”اوہ۔ بات تو واقعی آپ کی درست ہے۔ تو پھر ایسا ہو سکتا ہے کہ آپ انہیں یہاں بلا لیں۔ ہم چند منٹ ان سے بات کریں گے اور پھر واپس چلے جائیں گے۔..... عمران نے کہا۔

”ہاں۔ ایسا تو ہو سکتا ہے۔ لیکن انہیں کیا کہا جائے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ ہماری کال پر یہاں نہ آئیں۔..... چیف سیکورٹی آفیسر نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

”تو پھر میری ان سے فون پر بات کرادو۔ میں خود انہیں یہاں بلوا لوں گا۔ لیکن کال کسی علیحدہ کمرے میں ہونی چاہئے۔..... عمران نے کہا۔

”میں کال ملوا کر خود باہر چلا جاؤں گا۔ آپ یہاں اطمینان سے بات کر لیں۔..... چیف سیکورٹی آفیسر نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ چیف سیکورٹی آفیسر نے سائیز پر پڑا ہوا ایک رجسٹر کھولا اور اس میں درج نمبر دیکھ کر اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

”میں فرسٹ گیٹ سے چیف سیکورٹی آفیسر بل رہا ہوں۔ مس وینا سے بات کر انہیں یہاں ایک صاحب موجود ہیں جو ان سے بات کرنا چاہتے ہیں۔“ چیف سیکورٹی آفیسر نے کہا۔

آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے کاندھے پر الٹیہ سٹار لگے ہوئے تھے۔
”جی صاحب۔..... اس باوروی آدمی نے عمران کو اندر داخل ہوتے دیکھ کر چونک کر پوچھا۔

”چیف۔ ان کا تعلق سنڈیکیٹ سے ہے اور یہ مس وینا فنک سے ملنے آئے ہیں۔..... عمران کے جواب دینے سے پہلے اس کے عقب میں اندر آنے والا مسلح آدمی بول پڑا۔ چیف آفیسر بھی سنڈیکیٹ کا نام سن کر اس طرح اچھل پڑا جیسے وہ مسلح دربان اچھلتا تھا۔ اس کے چہرے پر یقین خوف کے تاثرات ابھر آئے تھے لیکن خوف کے ساتھ ساتھ حیرت کے تاثرات بھی شامل تھے۔

”م۔ م۔ مگر آج سے پہلے تو ایسا کبھی نہیں ہوا۔..... چیف سیکورٹی آفیسر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”آج سے پہلے انہیں خصوصی پیغام پہنچانے کی ضرورت ہی پیش نہیں آئی اور سنو۔ ہم نے فوری واپس بھی جانا ہے۔ ہمارے پاس اس وقت نہیں ہے کہ ہم اس قسم کے ٹکفلات میں اسے ضائع کر سکیں۔..... عمران نے منہ مناتے ہوئے کہا۔

”آپ ان سے فون پر رابطہ کر لیں۔ میں نمبر ملوا دیتا ہوں۔“ چیف سیکورٹی آفیسر نے کہا۔

”نہیں۔ یہ انتہائی اہم اور ذاتی پیغام ہے۔..... عمران نے جواب دیا۔

”لیکن جناب وہاں ہو مشل میں جا کر آپ کا مس وینا سے ملنا ان کے

قیمت پر خرید لوں گی۔ کیا آپ کے پاس ہے اس وقت؟..... دینا نے انتہائی جذباتی لہجے میں کہا۔

”یس مس۔ ہم اسے ساتھ لے آئے ہیں لیکن ہمارا وہاں آپ کے پاس آکر ملنا اچھا نہیں لگے گا۔ آپ پلیز یہاں فرسٹ گیٹ پر تشریف لے آئیں..... عمران نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ تم وہیں ٹھہرو۔ میں ابھی پہنچ رہی ہوں۔“ دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے مسکراتے ہوئے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔ پھر وہ مسکراتا ہوا کم سے سے باہر اگیا جہاں چیف سیکورٹی آفیسر اور دونوں مسلح دربان موجود تھے۔

”مس دینا آ رہی ہیں یہاں؟“ عمران نے کہا اور چیف سیکورٹی آفیسر سر ہلاتا ہوا واپس کمرے کے اندر چلا گیا۔ اس دوران عمران کے ساجھی کار سے اتر کر اس کے قریب آگئے۔

”کیا ہوا؟“ کیا کوئی خاص بات ہو گئی ہے؟“ صفدر نے کہا۔

”مس دینا ہم سے ملاقات کے لئے یہاں آ رہی ہیں۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تو میچ“ صفدر نے سر ہلا کر اٹھتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”کچھ نہیں۔ مس دینا شریف اور معصومہ بڑکی ہے اس لئے ہم اس سے بات کر کے واپس چلے جائیں گے۔“ عمران نے کہا پھر تھوڑی دیر بعد ایک سیاہ رنگ کی جیپ یہاں کی گاڑیوں کی فہرست سے اندرونی طرف سے آکر رکی۔ اس گاڑی کے دروازے کھلے۔ ایک لڑکا ان خوبصورت بڑکی تیزی

”وہ اپنا نام نہیں بتا رہے۔ ان کا کہنا ہے کہ وہ خود مس دینا سے بات کر لیں گے۔“ دوسری طرف سے بات سننے کے بعد چیف سیکورٹی آفیسر نے کہا اور پھر وہ خاموش ہو گیا۔

”یہ لہجے رسیور۔ ایسکس چیخ اٹھا۔ ابھی مس دینا سے آپ کی بات کر ا دے گا۔“ چیف سیکورٹی آفیسر نے ایئر کر رسیور عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا اور خود وہ تیزی سے میرے پیچھے سے نکل کر کمرے سے باہر چلا گیا۔

”نیلو۔ کون بول رہا ہے؟“ چند لمحوں بعد ایک مترنم نسوانی آواز سنائی دی لہجے میں معصومیت تھی۔

”آپ مس دینا بول رہی ہیں؟“ عمران نے نرم لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ مگر آپ کون ہیں؟“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”مس دینا۔ میرا نام ایڈن ہے۔ میرے پاس آپ کی ممی کی ایک انتہائی خوبصورت اور نایاب تصویر ہے۔ ایسی تصویر جو آپ کے والد مسہ فکک کے پاس بھی نہیں ہے۔ مجھے یقین ہے کہ آپ کے والد اسے اچھی قیمت پر خرید لیں گے لیکن ان سے ہمارا کسی طرح رابطہ نہیں ہو رہا۔ دوسری بات یہ ہے کہ وہ بہت بڑے آدمی ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ وہ ہماری مرضی کی قیمت ہی نہ دیں۔ اس لئے ہم یہاں آئے ہیں تاکہ آپ اسے دیکھ لیں اور پھر اپنے والد سے خود بات کر لیں اور ہمیں اچھی قیمت دلوا دیں۔“ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ میری والدہ کی تصویر؟“ وہ کہاں ہے میں اسے منہ مانگی

کھول کر اس نے اس میں سے ایک جھونسا بیٹ نکالا اور بیٹ وینا کی طرف بڑھا دیا۔

”یہجے۔ اطمینان سے دیکھ لیجے۔“ عمران نے کہا تو وینا نے وہ بیٹ نکھینچا اور پھر اسے جلدی سے کھول کر اس میں سے کارڈ پر بنی ہوئی ایک تصویر باہر نکال لی۔ یہ پینٹ شدہ تصویر تھی جس میں ایک خاتون ایک کرسی پر بیٹھی ہوئی تھی۔ اس کے ہاتھ میں ایک خوبصورت پھول تھا اور وہ اس پھول کو اس طرح دیکھ رہی تھی جیسے اسے پھول بے حد پسند ہو۔ اس خاتون کے چہرے پر انتہائی لبلاشت تھی اور آنکھوں میں تیز چمک تھی۔ تصویر واقعی انتہائی خوبصورت اور جاندار تھی اور گو یہ پینٹنگ تھی لیکن جس نے بھی یہ پینٹنگ بنائی تھی اس نے واقعی جادو گروں جیسا کام کیا تھا۔

”اوہ۔ اوہ۔ یہ تو واقعی می کی تصویر ہے اور اس قدر خوبصورت۔ اوہ۔ اوہ۔ یہ کس نے بنائی ہے تصویر؟“ وینا نے تصویر دیکھتے ہوئے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”یہ ایک غیر معروف مصور کی بنائی ہوئی تصویر ہے۔ اس کی موت کے بعد اس کی بنائی ہوئی تصویروں میں سے یہ تصویر نکلی اور میں نے پہچان لیا کہ یہ آپ کی والدہ کی تصویر ہے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”واقعی یہ می کی تصویر ہے۔“ گوڈی کے پاس ان کی کئی تصویریں ہیں لیکن اس جیسی خوبصورت تصویر نہیں ہے۔ سنو کتنی رقم مانگتے ہو

سے باہر نکل کر چیک پوسٹ کی طرف بڑھنے لگی۔
”مسٹر ایڈن کہاں ہیں؟“ آنے والی نے کمرے میں داخل ہو کر چیف سیکورٹی آفیسر سے کہا

”باہر موجود ہیں مس۔“ چیف سیکورٹی آفیسر نے کہا اور لڑکی سر ہلاتی ہوئی تیزی سے کمرے سے باہر آگئی جہاں عمران اور اس کے ساتھی موجود تھے۔ لیکن عمران اور اس کے ساتھیوں کو دیکھ کر وہ بے اختیار ٹھٹھک کر رک گئی۔

”میرا نام ایڈن ہے۔“ عمران نے وینا کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

”اوہ۔ میرا نام وینا ہے۔ آپ نے فون کیا تھا مگر۔“ وینا نے کہا لیکن اس کے لہجے میں ہچکچاہٹ سی تھی۔

”آپ شاید ہماری شکلیں دیکھ کر خوفزدہ ہو رہی ہیں۔ آپ فکر نہ کریں ہم شریف لوگ ہیں۔ بس قدرت نے ہماری شکلیں ایسی بنا دی ہیں۔“ عمران نے کہا تو وینا نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

”وہ تصویر کہاں ہے پلیز۔“ مجھے جلدی سے دکھاؤ۔“ وینا نے بے چین سے لہجے میں کہا تو وینا کی بات سن کر عمران کے ساتھی حیرت سے ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔

”آپ ادھر ایک سائیڈ پر آجائیں۔ یہ انتہائی محترم خاتون کی تصویر ہے۔“ عمران نے کہا اور کار کی طرف چل پڑا۔ وینا سر ہلاتی ہوئی اس کے پیچھے چل پڑی۔ عمران نے کار کا دروازہ کھولا اور پھر ڈیش بورڈ

کھول کر کار میں بیٹھ گیا۔

”اوہ۔ اوہ۔ میں نے آپ کی کوئی خدمت بھی نہیں کی۔ کچھ پینے کو بھی نہیں پوچھا۔“ دینا نے قدرے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

”اس کی ضرورت نہیں ہے مس دینا۔ شکریہ.....“ عمران نے کہا اور پھر دوسرے ساتھیوں کے بیٹھنے کے بعد اس نے کار سٹارٹ کر کے اسے بیک کیا اور پھر موز کو روک دیا۔

”یہ تصویر کا کیا چکر ہے۔ کس کی تصویر تھی اور آپ کے پاس کہاں سے آگئی.....“ سائیڈ سیٹ پر بیٹھے ہوئے صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”یہ دینا کی مہی کی تصویر تھی.....“ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”دینا کی مہی کی۔ مطلب ہے کہ فنک کی بیوی کی۔ مگر آپ کے پاس کہاں سے آگئی.....“ صفدر نے حیران ہو کر پوچھا۔

”کر اوئن کے ہوٹل سے کوٹھی بیچنے کے بعد میں دو گھنٹے کے لئے باہر گیا تھا۔ بس اس دوران یہ تصویر میرے ہاتھ لگ گئی۔ میں نے سوچا کہ دینا کو خوشی ہوگی اس سے اسے بچھا دی.....“ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”آپ نے دینا کی مہی کو بچھا ہوا تھا.....“ صفدر نے حیران ہو کر پوچھا تو عمران نے اختیار مسکرا دیا۔

”دینا کی ماں فاک لینڈ کی انتہائی معروف فلمی ہیروئن تھی۔“ عمران

تم۔ میں ابھی ڈیڑی کو فون کر کے تمہیں دلوادیتی ہوں.....“ دینا نے کہا۔

”ایسے نہیں مس دینا۔ آپ یہ تصویر بے شک اپنے پاس رکھ لیں آپ نے کل فنک ہٹلس جانا ہے کیونکہ وہ ایک ایڈ ہے آپ یہ تصویر بنا کر اپنے ڈیڑی کو دکھائیں تاکہ وہ بھی اسے دیکھ لیں مجھے یقین ہے کہ انہیں بھی یہ تصویر بے حد پسند آئے گی۔ پھر پرسوں ہم یہاں آئیں گے اور آپ اور آپ کے ڈیڑی جو رقم بھی دینا چاہیں گے ہم لے لیں گے۔ کیونکہ ہمیں یقین ہے کہ آپ کے ڈیڑی اس کی قیمت ہمارے تصور سے بھی زیادہ لگائیں گے۔“ عمران نے کہا۔

”پھر بھی آپ بتائیں تو سی.....“ دینا نے استدعا کرتے ہوئے کہا۔

”مس دینا۔ ایسی تصویروں کی کوئی قیمت نہیں ہوتی۔ ایک ڈالر سے لے کر ایک ہزار اور کروڑوں۔ کچھ بھی قیمت ہو سکتی ہے لیکن آپ بے فکر رہیں۔ جو قیمت آپ لگائیں گی ہم لے لیں گے۔“ عمران نے جواب دیا۔

”اوہ۔ اوہ بے حد شکریہ۔ آپ نے مجھے میری زندگی کی سب سے بڑی مسرت بخشی ہے۔ آپ بے فکر رہیں۔ میں اس کی ڈیڑی سے اس قدر قیمت آپ کو دلوادوں گی کہ آپ خود حیران رہ جائیں گے۔“ دینا نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ٹھیک ہے۔ ہمارا ابھی یہی خیال تھا۔ اب ہمیں اجازت دیں۔ پرسوں ملاقات ہوگی.....“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور دروازہ

”اس کا مطلب ہے کہ میرا آئیڈیل یاد رہتا ہے۔ اس تصویر میں کوئی خاص بات ہے۔۔۔۔۔ کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہاں یہ خصوصی تصویر ہے۔ اس تصویر میں جو رنگ لگائے گئے ہیں ان رنگوں میں ایک خاص سائسی کیمیکل استعمال کیا گیا ہے۔ جیسے ہی یہ تصویر فنک پیلس پہنچے گی ایک دھماکہ ہوگا اور پورا فنک پیلس ششوں کی طرح اڑ جائے گا۔ اس طرح فنک بلاک ہو جائے گا اور ہمارا مشن مکمل ہو جائے گا۔۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا تو سب کے چہرے اس طرح ہو گئے جیسے انہیں سمجھ نہ آ رہی ہو کہ وہ عمران کی بات کو سنجیدگی سے لیں یا اسے مذاق سمجھیں۔ کار اس دوران سائیڈ روڈ سے نکل کر مین روڈ پر پہنچ گئی تھی اور اب اس کا رخ دارالحکومت کی طرف تھا۔

”عمران صاحب۔۔۔۔۔“ صفدر نے قدرے احتجاج بھرے لہجے میں کہا لیکن اس سے پہلے کہ عمران جواب دیتا۔ اچانک پولیس کار کا سائرن انہیں اپنے عقب میں سنائی دینے لگا اور عمران نے چونک کر بیک میں دیکھا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کار کی رفتار آہستہ کر دی۔ سڑکوں کے بعد پولیس کار تیزی سے ان کے برابر آئی۔ اس میں دو پولیس مین سوار تھے ایک نے جو سائیڈ سیٹ پر بیٹھا تھا عمران کی کار کو رکنے کا اشارہ کیا اور عمران نے کار ایک سائیڈ پر کر کے روک دی۔

”انہیں کیا ہو گیا؟“ صفدر نے مڑتے ہوئے کہا۔ اس لمحے پولیس کار ان کے سامنے رکنے لگی اور سائیڈ سیٹ پر بیٹھا ہو

نے جواب دیا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلادیا۔

”لیکن عمران صاحب۔ آپ کے اسے تصویر دینے اور پھر اس کی قیمت اور پھر رسوں آنے کا کیا مطلب ہوا۔ میری سمجھ میں تو کوئی بات نہیں آئی۔۔۔۔۔“ عقبی سیٹ پر بیٹھے ہوئے خاور نے کہا۔

”ابھی تم باغ نہیں ہوئے۔ اس لئے عورتوں کی تصویروں والی بات جہاڑی سمجھ میں کیسے آ سکتی ہے۔۔۔۔۔“ عمران نے جواب دیا تو صفدر بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا جبکہ خاور بھی شرمندہ سی ہنسی ہنس کر رہ گیا۔

”چلیئے آپ تو باغ ہو چکے ہیں۔ آپ بتا دیں۔۔۔۔۔“ خاور نے ہنستے ہوئے کہا۔

”میرا تو ابھی شاختی کارڈ ہی نہیں بنا۔ جب بھی شاختی کارڈ بنوائے گی کوشش کی۔ دفتر والوں نے میری تصویر دیکھ کر انکار کر دیا کہ ابھی تم بچے ہو۔۔۔۔۔“ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا اور سب ایک بار پھر بے اختیار ہنس پڑے۔

”عمران صاحب۔ کیا اس تصویر میں کوئی خاص بات تھی اس لئے آپ اسے فنک پیلس بھیجنا چاہتے تھے۔۔۔۔۔“ اچانک کیپٹن شکیل نے کہا تو صفدر اور خاور دونوں ہنس پڑے۔

”دیکھا اس کار میں ایک ہی صاحب ہیں جن کا شاختی کارڈ بن چکا ہے۔۔۔۔۔“ عمران نے کہا تو خاور اور صفدر ایک بار پھر ہنس پڑے کیپٹن شکیل بھی بے اختیار مسکرا دیا۔

پولیس آفیسر تیزی سے اتر اور کار کی طرف بڑھ آیا۔ اس نے کھڑکی میں سے جھک کر پہلے عمران اور اس کے ساتھیوں کا جائزہ لیا۔
 "کاغذات دکھائیں"..... پھر اس نے قدرے پیچھے ہٹے ہوئے انتہائی سخت لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔
 "کیا آپ نے آج تک کاغذات نہیں دیکھے"..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"شٹ اپ"..... پولیس آفیسر نے بھڑکتے ہوئے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے بجلی کی سے تیزی سے سائیڈ ہولسٹر سے ریو الور کھینچا اور جیسے ہی ریو الور کا رخ عمران کی طرف ہوا عمران بری طرح چوٹا لیکن دوسرے لمحے چٹاک چٹاک کی آوازیں سنائی دیں اور اس کے ساتھ ہی کار میں غبارے سے پھٹے اور نیلے رنگ کا دھواں پھیل گیا۔ عمران نے فوری طور پر اپنا سانس روکنے کی کوشش کی لیکن بے سود۔ اس کا ذہن کسی لڑکی طرح گھومنے لگا اور پھر جس طرح کیرے کا شہر بند ہوتا ہے اس طرح عمران کا ذہن بھی لچکھٹ بند ہو گیا۔

ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی رابرٹ نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔
 "ہی۔ رابرٹ بول رہا ہوں"..... رابرٹ نے کہا۔
 "جوائس بول رہا ہوں چیف۔ ایک اہم خبر ہے"..... دوسری طرف سے کہا گیا۔
 "کیسی خبر"..... رابرٹ نے چونک کر پوچھا۔
 "چیف۔ آپ پرنس آف ڈھمپ سے واقف ہیں"..... جوائس نے پوچھا۔

"پرنس آف ڈھمپ۔ وہ کون ہے۔ یہ ڈھمپ کیا ہے"۔ رابرٹ نے حیران ہو کر پوچھا۔

"اس کا مطلب ہے چیف۔ آپ اس بارگ میں نہیں جانتے۔ جبکہ میں جانتا ہوں۔ پرنس آف ڈھمپ پاکستانی سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والے شہر بات کریں۔ جنت اسی ممان کا گود نام ہے۔"

جو اُس نے کہا تو رابرٹ بے اختیار اچھل پڑا۔

”اوہ۔ تو یہ بات ہے۔ لیکن تم کہنا کیا چاہتے ہو۔ علی عمران تو ہلاک ہو چکا ہے۔“ رابرٹ نے تیز لہجے میں کہا۔

”نہیں چیف۔“ ہلاک نہیں ہوا۔ وہ زندہ ہے۔ اس کے علاوہ اور کوئی آدمی یہ نام استعمال نہیں کر سکتا۔ تجھے ابھی رپورٹ ملی ہے کہ کل اس وقت جب چیف سیکرٹری کی کونٹینی پر میڈیکل فائر کئے جارہے تھے پرنس آف ڈھمپ کراؤن سے آکر ملا تھا۔۔۔۔۔۔ جو اُس نے کہا تو رابرٹ بے اختیار کرسی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

”اوہ۔ اوہ۔ یہ کیا کہہ رہے ہو۔ پوری تفصیل بتاؤ۔ یہ انتہائی اہم بات ہے۔“ رابرٹ نے حلق کے بل جھپٹتے ہوئے کہا۔

”میں چیف۔ میں اس کی اہمیت سمجھتا ہوں۔ اسی لئے تو میں نے آپ کو کال کیا ہے۔ کراؤن ہو مل کراؤن۔“ مالک ہے وہ جراثیم کی دنیا سے الگ تھلک رہنے والا آدمی ہے اور۔۔۔۔۔۔ جو اُس نے کہا۔

”میں اسے جانتا ہوں۔ تم آگے بات کرو۔۔۔۔۔۔ رابرٹ نے تیز لہجے میں کہا۔

”جباب۔ کراؤن کے ہو مل میں ایک آدمی ہماری کام کرتا ہے۔ وہ کراؤن کا ذاتی محافظ ہے۔ اتفاق سے وہ میرے ہو مل آگیا۔ میرا بھی وہ خاصا واقف ہے۔ میں اس سے باتیں کر رہا تھا کہ اچانک اس نے مجھ سے پوچھا کہ کیا میں جانتا ہوں کہ ڈھمپ نام کی ریاست کہاں واقع ہے۔ یہ لفظ سن کر میں چونک پڑا۔ میرے پوچھنے پر اس نے بتایا کہ وہ

کل اپنے ساتھی کے ساتھ کراؤن کے آفس کے قریب سیزمیںوں کے ساتھ ڈیوٹی دے رہا تھا کہ ایک مقامی آدمی وہاں آیا۔ اس نے اپنا نام پرنس آف ڈھمپ بتایا اور کراؤن سے ملنے کے لئے کہا۔ پہلے تو ہمیری اور اس کے ساتھی نے اسے ٹالنے کی کوشش کی کیونکہ وہ مسخروں کی سی باتیں کر رہا تھا لیکن پھر اس کے اصرار پر جب ہمیری نے کراؤن سے رابطہ کیا تو وہ پرنس آف ڈھمپ کا نام سن کر چونک پڑا اور اس نے اسے فوراً بھیجنے کا کہا اور وہ آدمی کراؤن کے دفتر چلا گیا۔ پھر وہ وہاں بہت دیر تک رہا پھر جب وہ آدمی واپس آیا تو اس کے ساتھ چار اور آدمی بھی تھے اور کراؤن خود انہیں سیزمیںوں تک چھوڑنے آیا تھا۔ میں نے جب اس سے وقت کے بارے میں پوچھ گچھ کی تو وقت تقریباً وہی تھا جب چیف سیکرٹری کی کونٹینی پر فائرنگ کی گئی تھی یا اس سے کچھ دیر پہلے یا بعد کا وقت تھا۔۔۔۔۔۔ بہ حال تھا تقریباً وہی وقت۔ میرا تعلق ہوئے کہ فاک لینڈ کی خفیہ سروسز سے رہ چکا ہے اس لئے میں جانتا ہوں کہ پرنس آف ڈھمپ کا نام صرف علی عمران ہی استعمال کرتا ہے اور علی عمران ہی مزاحیہ باتیں بھی کرتا ہے۔ پھر واپسی پر اس کے ساتھ چار دوسرے افراد بھی تھے اور جب میں نے ہمیری سے عمران کے قتل و قامت کے بارے میں پوچھا تو قتل و قامت بھی تقریباً وہی تھا۔۔۔۔۔۔ جو اُس نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ دوسری بارے میں اس کا مطلب ہے کہ ہم دعوہ کہہ گئے ہیں چیف سیکرٹری کا کہنا درست تھا کہ اس کے مہمان پاکشیاہی نہیں بلکہ

کافرستانی تھے۔ دوسری بیڑہ۔ تم نے کراؤن سے بات کی۔۔۔۔۔ رابرٹ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”نہیں جناب اس لئے نہیں کی کہ کراؤن کو میں اچھی طرح جانتا ہوں۔ وہ مرنے تو سکتا ہے لیکن وہ بتائے گا کچھ نہیں۔“ جو اُنس نے کہا۔
”اسے بتانا بڑے گالے کا۔ یہ پورے سنڈیکٹ کی بقا کا مسئلہ ہے۔“ رابرٹ نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

”جو سکتا ہے سر وہ آپ کے سامنے زبان قبول دے۔ ورنہ تو مشکل ہے۔“ جو اُنس نے کہا۔

”وہ اس وقت کہاں ہو سکتا ہے۔“ رابرٹ نے پوچھا۔
”وہ تو ہوٹل میں ہی رہتا ہے جناب۔ جب سے اس کی بیوی فوت ہوئی ہے وہ مستقل طور پر ہوٹل میں ہی رہتا ہے۔ اب بھی وہیں ہوگا۔“ جو اُنس نے کہا۔

”اوکے۔“ فٹھیک ہے۔ میں معلوم کرتا ہوں اس سے۔“ رابرٹ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کریڈل دیا اور پھر ٹون آنے پر اس نے فون پتیس کے نیچے ایک بلن پریس کر دیا۔

”میں چیف۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔
”سکٹ سے بات کراؤ۔ ابھی فوراً۔“ رابرٹ نے تیز لہجے میں کہا۔

”میں چیف۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور رابرٹ نے رسیور رکھ دیا۔ اس کے پہرے پر شدید پریشانی کے تاثرات نمایاں تھے۔

لحوں بعد ہی فون کی گھنٹی بج اُنھی تو رابرٹ نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”میں۔ رابرٹ بول رہا ہوں۔۔۔۔۔ رابرٹ نے تیز لہجے میں کہا۔
”سکٹ بول رہا ہوں چیف۔ حکم کیجئے۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔ لہجے میں قدرتی سختی نمایاں تھی۔

”سکٹ۔ کراؤن ہوٹل کے مالک کراؤن کو میں فوری طور پر بیڑہ کوارٹر میں دیکھنا چاہتا ہوں۔ اسے فوری طور پر اغوا کرو اور بیڑہ کوارٹر پہنچا دو۔ لیکن خیال رکھنا کہ اسے صحیح سلامت بیڑہ کوارٹر پہنچنا چاہئے۔ میں نے اس سے اہم معلومات حاصل کرنی ہیں۔ رابرٹ نے تیز لہجے میں کہا۔

”میں چیف۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور رابرٹ نے ہاتھ مار کر کریڈل دے دیا اور ایک بار پھر فون پتیس کے نیچے لگا ہوا بلن پریس کر دیا۔

”میں چیف۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے اس کی سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

”سیکرٹری انچارج بلش سے بات کراؤ۔ رابرٹ نے کہا اور رسیور رکھنے کے بجائے اس نے کریڈل پر ہاتھ رکھ دیا۔ چند لمحوں بعد گھنٹی بجی تو اس نے کریڈل سے ہاتھ اٹھایا۔

”بلش بول رہا ہوں چیف۔ ایک مرد نے آواز سنائی دی۔
”میں نے سکٹ کو حکم دیا ہے کہ وہ کراؤن ہوٹل کے مالک

بے ہوش کیا گیا ہے۔ کسی خاص گیس سے یا ویسے ہی..... رابرٹ نے کہا۔

"میں نے پوچھا تھا باس۔ اس نے بتایا کہ اسے سرپرچوٹ لگا کر بے ہوش کیا گیا ہے..... اس سمارٹ سے نوجوان نے جواب دیا۔

"اوکے۔ اب تم جاؤ..... رابرٹ نے کہا اور نوجوان سرملاتا ہوا تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"جاگرو..... رابرٹ نے اس پہلوان منادومی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میں چیف..... اس پہلوان منادومی نے چونک کر سیدھے ہوتے ہوئے کہا۔

"اس کراؤن کو چیلے کر سی پررسیوں سے باندھ دو۔ پھر الماری سے کوڑا اٹھاؤ۔ میں نے اس کی زبان ہر صورت میں کھلوانی ہے اور یہ کراؤن حد درجہ حسدی آدمی ہے۔ یہ آسانی سے زبان نہیں کھولے گا۔ رابرٹ نے ایک طرف رکھی ہوئی کر سی اٹھا کر اسے کراؤن کی کر سی کے سلسلے کچے فاسٹ پر رکھتے ہوئے کہا اور پھر اس کر سی پر بیٹھ گیا۔

"میں چیف..... جاگرو نے کہا اور پھر دو تیزی سے حرکت میں آگیا تھوڑی دیر بعد کراؤن کر سی پر رسیوں سے بندھا ہوا بیٹھا تھا جبکہ جاگرو ہاتھ میں ایک خوفناک ہتھیار تھا۔

"اسے ہوش میں لے لو۔ میں خیال رکھتا ہوں اس سے کہ وہ پوچھ گچھ کرنے سے اس سے اسے اسے جواب دینے سے قاصر رہ جائے..... رابرٹ

کراؤن کو اغوا کر کے یہاں بیڈ کو اڑھائی بجائے جیسے ہی وہ کراؤن کو یہاں لے آئے۔ تم اسے ڈارک روم میں پہنچا دینا اور پھر مجھے اطلاع دینا میں نے اس سے پوچھ گچھ کرنی ہے..... رابرٹ نے تیز لہجے میں کہا۔

"میں چیف..... دوسری طرف سے کہا گیا اور رابرٹ نے رسیوں رکھ دیا۔

"ماسٹر فنک تو مجھے کیا چاہا جائے گا جب اسے معلوم ہو گا کہ میں نے اسے غلط رپورٹ دی ہے..... رابرٹ نے رسیوں رکھ کر انتہائی

پریشانی کے عالم میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ پھر تقریباً تیس منٹ بعد انٹر کام کی گھنٹی بج اٹھی تو رابرٹ نے چونک کر انٹر کام کارسیور اٹھالیا۔

"میں..... رابرٹ نے تیز لہجے میں کہا۔

"بٹش بول رہا ہوں بتاؤ۔ کراؤن ڈارک روم میں پہنچ چکا ہے..... دوسری طرف سے بٹش نے کہا۔

"اوکے۔ میں آرہا ہوں..... رابرٹ نے کہا اور رسیوں کر بیڈل پر

چھ کر وہ اٹھا اور تیز تیز قدم اٹھاتا کرے کے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ عمارت کے نیچے ایک بڑے تہہ خانے کے دروازے میں داخل ہوا تو وہاں ایک کر سی پر کراؤن بے ہوشی کے عالم میں موجود تھا۔ کر سے میں ایک پہلوان منادومی اور ایک اور نوجوان کھڑا تھا۔ رابرٹ کو دیکھتے ہی ان دونوں نے انتہائی مؤدبانہ انداز میں اسے سلام کیا۔

"یہ بے ہوش ہے بٹش۔ تم نے سکاٹ سے پوچھا تھا کہ اسے کیسے

رہے ہو اور مجھے۔ یہاں اس طرح باندھ بھی رکھا ہے تم نے۔ کراؤن کے لچے میں حیرت تھی۔

”تم نے سنڈیکٹ کے دشمنوں کو پناہ دی ہے۔ پرنس آف ڈھب عرف علی عمران جہار نے پاس آیا۔ پھر اس کے ساتھی آئے۔ میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ تم نے انہیں کہاں چھپایا ہے۔ بس۔“ رابرٹ نے کہا تو کراؤن بے اختیار چونک پڑا۔

”پرنس آف ڈھب۔۔۔۔۔۔ کراؤن نے ہومٹ چبائے ہوئے کہا۔“ جھوٹ بولنے یا انکار کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میرے پاس تمام تفصیلات موجود ہیں کہ وہ کل مقامی میک اپ میں جہارے دفتر آیا اور پھر بھٹی۔ وہاں رہا۔ جب وہ واپس گیا تو اس کے چار ساتھی بھی اس کے ساتھ تھے اور تم انہیں اپنے دفتر کے سامنے موجود سیدھیوں تک چھوڑنے آئے۔“ رابرٹ نے کہا تو کراؤن نے ایک طویل سانس لیا

”تم نے یہ کیسے سوچا کہ میں انکار کروں گا یا جھوٹ بولوں گا۔ وہ واقعی کل آیا تھا۔“ کراؤن نے کہا۔

”اب وہ کہاں ہے۔“ رابرٹ نے کہا۔

”میں نہیں تفصیل بتا دیتا ہوں۔ اس کے بعد سوال کرنا۔“ کراؤن نے کہا اور پھر اس نے پرنس آف ڈھب کی آمد سے لے کر اس کے واپس جانے تک کی تمام تفصیل بتادی۔ صرف یہ بات اس نے چھپائی کہ اس نے اسے دیکھی نہ تھی۔ باقی ہر بات بتادی۔

نے ہومٹ چبائے ہوئے کہا تو جاگرنے آگے بڑھ کر کراؤن کے چہرے پر تھم مارنے شروع کر دیے۔ جو تجھے تھم پر کراؤن کراہتا ہوا ہوش میں آگیا تو جاگر ایک طرف ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔

”لک۔ لک۔ کون۔ یہ۔ یہ میں کہاں ہوں۔“ پوری طرح ہوش میں آتے ہی کراؤن نے حیرت بھرے انداز میں ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

”مجھے پہچانتے ہو کراؤن۔“ رابرٹ نے تیز لچے میں کہا اور کراؤن نے چونک کر اس کی طرف دیکھا پہلے شاید اس نے اسے لاشعوری کیفیت میں دیکھا تھا لیکن اب وہ اسے غور سے دیکھتے ہی چونک پڑا۔

”اوہ۔ اوہ تم رابرٹ۔ مگر یہ سب کیا ہے۔ یہ مجھے کس نے باندھا ہے اور کیوں۔۔۔۔۔۔ کراؤن کے لچے میں اس بار بے پناہ حیرت تھی۔“

”سنو کراؤن۔“ مجھے معلوم ہے کہ تم اب جرائم کی دنیا کے آدمی نہیں ہو صاف سحر اکام کرتے ہو۔ اس لیے میں بھی تمہاری ذاتی طور پر حمت کرتا ہوں۔ میرے متعلق بھی تم اچھی طرح جانتے ہو اور سنڈیکٹ کے بارے میں بھی۔ میں اگر چاہوں تو میرے ایک اشارے پر جہار پورا بول تل تباہ و برباد ہو سکتا ہے اور جہار اپنا حشر بھی عبرت ناک ہو سکتا ہے لیکن میں چاہتا ہوں کہ ایسا نہ ہو۔“ رابرٹ نے انتہائی خشک لچے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”مجھ سے آخر کیا غلطی ہو گئی ہے جو تم مجھے ایسے دھمکیاں بھی دے

کے جسم پر پڑا اور اس کی چیخ سے کمرہ گونج اٹھا۔ پھر تو جیسے کمرے میں
بچوں کا طوفان سا اگیا۔ جاگر کا ہاتھ کسی مشین کی طرح چل رہا تھا اور
کراؤن کی حالت لمحہ بہ لمحہ خستہ سے خستہ تر ہوتی جا رہی تھی۔ اس کا
پورا جسم ہولناک ہو چکا تھا۔ ہجرے تک گوشت پھٹ گیا تھا۔ وہ
درمیان میں کئی بار بے ہوش ہوا لیکن جاگر کے اگلے کوڑے نے اسے
دوبارہ ہوش میں آنے پر مجبور کر دیا۔

”بب۔ بب۔ بتاتا ہوں۔ بتاتا ہوں۔ سپ۔ پانی۔“ اچانک
کراؤن نے کہا تو رابرٹ نے ہاتھ اٹھا کر جاگر کو روک دیا۔
”جھلے پتہ بتاؤ۔ پھر پانی ملے گا۔“ رابرٹ نے تیز لہجے میں کہا تو
کراؤن نے نیم بے ہوشی کے عالم میں ایک پتہ بتا دیا۔
”اس عمران کا حلیہ بتاؤ۔“ رابرٹ نے کہا اور کراؤن نے ڈوبتے
ہوئے لہجے میں عمران کا حلیہ بتانا شروع کر دیا اور پھر وہ بے ہوش ہو
گیا۔

”اسے پانی پلاؤ۔ اب یہ بولے گا۔“ رابرٹ نے جاگر سے کہا اور
جاگر سر ملاتا ہوا مڑا اور پھر ایک الماری سے اس نے پانی کی بوتل اٹھائی
اور واپس آکر اس نے اس بوتل کا ڈھکن ہٹایا اور بوتل سے تھوڑا سا
پانی اس نے کمرے کے ہجرے پر انڈیل دیا۔ دوسرے لمحے کراؤن کے
جسم نے جھٹکا کھینچا اور وہ قدرے ہوش میں آگیا تو جاگر نے ایک ہاتھ
سے اس کے جبے سے پھینچے اور دوسرے ہاتھ میں پکڑی ہوئی بوتل اس
کے منہ سے لگا کر اونچی کر دی۔ کراؤن غصہ غصہ پانی پیتا چلا گیا۔ جب

”وہ جہاز سے پاس کیا لینے آیا تھا۔“ رابرٹ نے ہونٹ چباتے
ہوئے کہا۔

”وہ جہاز اپنے معلوم کرنا چاہتا تھا۔“ کراؤن نے کہا تو رابرٹ
بے اختیار چونک پڑا۔

”کیا کہہ رہے ہو۔“ رابرٹ نے کہا۔

”میں درست کہہ رہا ہوں لیکن میں نے اسے بتایا کہ میں جہیں
جانتا تک نہیں کیونکہ میں نے یہاں رہنا تھا اور میں دریا میں رہ کر
مگر پچھلے سے کہیں جہاں رکھ سکتا تھا۔“ کراؤن نے کہا۔

”مجھے اس کو بھی کی تفصیل بتاؤ جس میں انہیں تم نے بھیجا ہے
کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ تم نے اسے کو بھی کی چابیاں دی ہیں۔“
رابرٹ نے اندازے کے تحت کہا تو کراؤن ایک بار پھر چونک پڑا۔

”نہیں۔ میں نے اسے کوئی چابی وغیرہ نہیں دی اور نہ اس نے
مانگی۔“ کراؤن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”جاگر۔ حرکت میں آ جاؤ اور جب تک کراؤن اس کو بھی کا پتہ نہ
بتا دے جہاز ہاتھ نہیں رکنا چاہئے۔“ رابرٹ نے جاگر سے مخاطب
ہو کر کہا۔

”کیس حیف۔“ جاگر نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر ہاتھ میں
پکڑے ہوئے ہنڈ کو ہوا میں بھٹکتا ہوا وہ کراؤن کی طرف بڑھنے لگا۔

”میں سچ کہہ رہا ہوں۔ تم خواہ مخواہ۔“ کراؤن نے کہنا چاہا لیکن
دوسرے لمحے ششاک کی تیز آواز کے ساتھ ہی ہنڈ پوری قوت سے اس

اُدھے سے زیادہ بول اس کے حلق سے نیچے اتر گئی تو جاگر نے بول بٹا لی اور باقی پانی اس کے زخموں پر انڈیل کر وہ پیچھے ہٹ گیا۔ کراؤن نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔ اس کا ہجرہ تکلیف کی شدت سے بری طرح مسخ ہو چکا تھا اور آنکھیں خون کبوتر کی طرح سرخ ہو رہی تھیں۔

”اب بولو کراؤن۔ جو کو بھی تم نے اسے دی ہے اس میں کتنی کاریں موجود تھیں اور ان کے کیا نمبر تھے ورنہ جاگر کا ہاتھ دوبارہ حرکت میں آجائے گا۔“ رابرٹ نے کہا۔

”کون سی کو بھی اور کون سی کاریں۔“ کراؤن نے کراہتے ہوئے کہا۔

”جاگر شروع ہو جاؤ۔“ رابرٹ نے جاگر سے کہا تو جاگر کا ہاتھ ایک بار پھر حرکت میں آگیا اور کمرہ ایک بار پھر کراؤن کی جینوں سے گونجنے لگا۔

”بب۔ بب۔ بتاتا ہوں۔ رک جاؤ۔ مت مارو۔ بتاتا ہوں۔“ ایک بار پھر کراؤن نے نیم بے ہوشی کے عالم میں کہا تو رابرٹ نے جاگر کو اشارہ کیا اور جاگر نے ہاتھ روک دیا۔

”پپ۔ پانی۔“ کراؤن نے ڈوبتے ہوئے لہجے میں کہا۔
”پچھلے بتاؤ کو بھی پر کتنی کاریں تھیں اور ان کے نمبر اور ماڈل بتاؤ۔“ پھر پانی ملے گا۔“ رابرٹ نے تیز لہجے میں کہا تو کراؤن نے نیم بے ہوشی کے عالم میں دو کاروں کے ماڈلز۔ رنگ اور نمبر بتا دیئے۔ اس

کے ساتھ ہی اس کی گردن ایک طرف کو ڈھلک گئی۔

”اسے گولی مار کر اس کی لاش سڑک پر پھینکوا دو۔“ ساتھ سنڈیکیٹ سکرنگوا دینا۔“ رابرٹ نے تیز لہجے میں جاگر سے کہا اور خود وہ تیز قدم اٹھاتا کمرے کے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ دوبارہ اپنے دفتر میں پہنچ چکا تھا۔ اس نے رسیور کا فون اٹھایا اور اس کے نیچے لگے ہوئے ایک سرخ رنگ کے بٹن کو پریس کر کے اسے ڈائریکٹ کیا اور پھر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

”میس۔ پی اسے لو جیف پولیس کمشنر۔“ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”بات کراؤ۔“ میں رابرٹ بول رہا ہوں۔ سنڈیکیٹ چیف۔“ رابرٹ نے تیز لہجے میں کہا۔

”میس سر۔“ دوسری طرف سے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا اور چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز ابھری۔

”ہیلو۔ جان بول رہا ہوں چیف پولیس کمشنر۔“ بولنے والے کا ہجر سپاٹ تھا۔

”رابرٹ بول رہا ہوں جان۔“ رابرٹ نے مزے ہوتے لہجے میں کہا۔

”اوہ۔“ میس چیف۔ حکم چیف۔“ دوسری طرف سے بولنے والا اس طرح سہم کر بولا جیسے وہ چیف پولیس کمشنر ہونے کی بجائے رابرٹ کا کوئی ادنیٰ ملازم ہو۔

”دو کاروں کے منبر نوٹ کرو۔۔۔۔۔ رابرٹ نے انتہائی حکیمانہ لہجے میں کہا۔

”میں سر۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور رابرٹ نے اسے دو منبر نوٹ کر ایسے جواسے کراؤن نے بتائے تھے ساتھ ہی اس نے ماڈل اور رنگ بھی بتا دیئے۔

”میں سر۔ نوٹ کر لئے ہیں۔۔۔۔۔ چیف پولیس کشف نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”تمام سپیشل پولیس اسکوارڈ کو خصوصی ہدایات دے دو۔ پورے شہر میں جہاں بھی یہ کاریں نظر آئیں ان میں موجود افراد کو انہوں نے کیسیں سے بے ہوش کرنا ہے اور پھر ان افراد کو انہوں نے سکاٹ ہوٹل پہنچانا ہے۔ اچھی طرح سن لو۔ میں نے بے ہوش کا لفظ استعمال کیا ہے۔ انہیں ہلاک نہیں ہونا چاہئے اور یہ بھی سن لو کہ ان کاروں میں سوار افراد انتہائی خطرناک سیکرٹ ایجنٹ ہیں۔ اس لئے معمولی سی غفلت سے جہازے اپنے آدمی مارے جا سکتے ہیں۔“ رابرٹ نے تیز لہجے میں کہا۔

”میں سر۔ میں سمجھ گیا ہوں۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا تو رابرٹ نے ہاتھ مار کر کریڈل دیا اور پھر کریڈل سے ہاتھ اٹھا کر اس نے فون پیس کے نیچے لگا ہوا سفید پتھر پر پس کر دیا۔

”میں چیف۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے نسوانی آواز سنائی دی۔

ہاتھ رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد جب گھنٹی بجی تو اس نے کریڈل سے ہاتھ اٹھا لیا۔

”میں۔۔۔۔۔ رابرٹ بول رہا ہوں۔ رابرٹ نے تیز لہجے میں کہا۔

سکاٹ بول رہا ہوں چیف۔ دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

”ایک پتہ نوٹ کرو سکاٹ۔۔۔۔۔ رابرٹ نے کہا اور پھر اس نے وہ پتہ بتا دیا جو کراؤن نے اسے بتایا تھا۔

”میں باس۔ میں اس کو ٹمھی کے بارے میں جانتا ہوں۔ یہ کراؤن کی ملکیت ہے۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے سکاٹ نے کہا۔

”ہاں۔ تم نے وہاں آدمی بھیجئے ہیں۔ وہ پہلے اس کو ٹمھی کے اندر بے ہوش کرنے والے کیمپوس فائر کریں گے اور پھر اندر جا کر کو ٹمھی میں موجود دھتتے بھی آؤ۔ ہوں۔ اس سب کو اٹھا کر سکاٹ ہوٹل لے آنا ہے۔ اچھی طرح سن لو۔ میں نے بے ہوش کرنے کا کہا ہے ان کو ہلاک نہیں ہونا چاہئے اور اگر ان کو آدمی تعداد پانچ سے کم ہو تو پھر جہازے آدمی وہاں ٹھہرائی کریں گے ورنہ اگر پانچ اور نوٹ وہاں پہنچیں تو ان کے ساتھ بھی یہی کارروائی ہونی چاہئے اور جہازے ہوٹل جو بے ہوش فائر پہنچیں گے انہیں تم لے دوں سیون میں پہنچا دینا ہے۔ سمجھ گئے ہوں۔“ رابرٹ نے کہا۔

”میں چیف۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”نور سنہ۔ میں نے چیف کے منہ کھٹکھٹا کر بھی خصوصی ہدایات دی

ہیں۔ اگر وہ کوئی بے ہوش آدمی تھا تو بھیسے تو تم نے انہیں
 بھی ڈبل سیون سمجھا دیتا ہے اور پھر مجھے اطلاع دینی ہے۔ رابرٹ
 نے تیرے لیے میں کہا۔
 "کیس چیف"۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور رابرٹ نے ایک
 جھٹکے سے رسیور رکھ دیا۔

ختم شد

عمران سیریز میں ایک دلچسپ اور ہنگامہ خیز کہانی

فنک سنڈیکیٹ حصہ دوم

مصنف — مظہر عظیم

• کیا عمران اور اس کے ساتھی فنک سنڈیکیٹ کے ہاتھوں ہلاک کر دیے گئے یا؟
 • وہ لمحہ — جب فنک کی اگھوٹی بیٹی وینا نے عمران کے کہنے پر
 اپنے باپ فنک کو ہلاک کر دیا اور فنک کی لاش عمران کے سامنے دکھ
 دی اور عمران نے مکمل تصدیق کے بعد فنک کی ہلاکت کا اعلان کر دیا۔
 کیا واقعی ایسا ہوا؟

• وہ لمحہ — جب عمران اور اس کے ساتھی فنک اور وینا دونوں کے
 سامنے بے بس ہو گئے اور یقینی موت ان کا مقدر بن گئی۔
 • عمران کا فنک اور فنک سنڈیکیٹ کے خلاف عمل مشن کیا تھا۔ کیا
 عمران یہ مشن مکمل کر سکا؟ یا؟

انتہائی دلچسپ واقعات۔ بے پناہ اور مسلسل سسپنس سے معمور منفرد کہانی۔
 شائع ہو گیا ہے

یوسف برادرزہ پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں ایک دلچسپ اور ہنکارنیز ایڈیٹر

فائننگ مشن

مصنف — مظہر کلیم ایم اے

فائننگ مشن — ایک مشن جس میں پاکستان اور کافرستان کی سیکرٹ سروسز براہ راست ایک دوسرے کے مقابلے پر اتریں اور چھو ایک خوفناک اور جوانک مسلسل فائنٹ کا آغاز ہو گیا۔

شاگل — کافرستان کی سیکرٹ سروس کا چیف جسے حکومت کافرستان نے اس مشن میں بطور آل کار استعمال کرنے کی کوشش کی لیکن شاگل نے اپنی اہمیت حکومت پر ثابت کر دی تو حکومت کو مجبوراً پورا مشن شاگل کو سونپنا پڑا۔ انتہائی دلچسپ واقعات۔

سردار کارو — کافرستان کا ایک ایسا فائنٹ — جس نے عمران کو کھلے عام جہانی فائنٹ کا چیلنج کر دیا اور عمران کو یہ چیلنج قبول کرنا پڑا۔ سردار کارو — ایک ایسا فائنٹ جو مارشل آرٹ میں مہارت — بے پناہ طاقت اور ذہانت کی بنا پر عمران کا حقیقی — قابل ثابت ہوا۔

سردار کارو — جس کے مقابل پاکستان کی سیکرٹ سروس کے ارکان مارشل آرٹ اور جہانی فائنٹ میں ہونے نظر آنے لگے۔

• سردار کارو اور عمران کے درمیان جو نئے والی انتہائی خوفناک جہانی

فائنٹ — ایک ایسی فائنٹ — جس میں شکست کا مطلب یقینی موت تھا۔

• وہ لمحہ — جب خوفناک فائنٹ کے دوران عمران باوجود اپنی بے پناہ مہارت، طاقت اور ذہانت کے سردار کارو کے دائرے میں پھنس کر موت کی دلدل میں اترتا چلا گیا۔

صالحو — پاکستان کی سیکرٹ سروس کی نئی نمبر — جس نے تن تنہا عمران اور پاکستان کی سیکرٹ سروس کی زندگیوں بچانے کے لئے موت کی جنگ لڑی۔ ایسی خوفناک اور پُرخطر جنگ جس کا سہ لمحو موت کا لمحہ بن کر رہ گیا۔

فائننگ مشن — ایک ایسا مشن — جس میں عمران اور پاکستان کی سیکرٹ سروس شہید زخمی ہو کر بے بس ہو گئی اور ان کے بچے اگلے کا کوئی راستہ باقی نہ رہا۔ انتہائی خوفناک اور صبر آزما جدوجہد۔

• انتہائی تیز رفتاری سے بدلتے ہوئے خوفناک واقعات — مسلسل اور نیا نیا ایجنشیاں — عذاب کو سنبھال دینے والی اسپینس۔

ایسا یہ کہ جو باوجود اس ادب میں ہر لحاظ سے ایک منفرد

یوسف برادرزہ پاک گریٹ ملتان

عمران سرزمین میں ایک دلچسپ اور ہنگامہ خیز کہانی

ایس ایس پروجیکٹ

منسٹری: منظر ہیکیم ایم اے

- ایس ایس پروجیکٹ — وادی مشکبار میں جاری مجاہدین کی تحریک کو ہمیشہ کے لئے ختم کرنے کی غرض سے کافرستان کا ایک ایسا سامی پروجیکٹ — جس کی کامیابی تحریک کے لئے موت کا پیغام بن جاتی ہے۔
- ایس ایس پروجیکٹ — حکومت کافرستان کا ایک ایسا پروجیکٹ جس پر کسی غیر متعلقہ انسان کا پہنچنا ہر لحاظ سے ناممکن بنا دیا گیا ہے۔
- ڈشنگ ایکٹ ٹویو — جس نے وادی مشکبار میں جاری تحریک میں عملی حصہ لینے کی غرض سے پاکشیا سیکرٹ سروس سے استفادے دیا — کیا اس کا استفادہ منظور کر لیا گیا یا — ؟
- پاکشیا سیکرٹ سروس — جب عمران کی سربراہی میں ایس ایس پروجیکٹ کے نام سے کئے گئے کئی تو پروجیکٹ تک پہنچنے کی اس کی برکوشش نام کامیاب ہوئی تھی — کیوں — ؟
- کافرستان سیکرٹ سروس کے چیف شاگل اور مادام کیگی کی مشترکہ کوششوں نے عمران اور اس کے ساتھیوں کے پروجیکٹ کی طرف بڑھتے ہوئے قدم روک دینے — کیسے — ؟

• وہ لمحہ — جب عمران اور اس کے ساتھی شاگل کے سامنے بے لپس پڑے ہوئے تھے اور شاگل موت کا فرشتہ بنانا تھا نہ انداز میں قہقہے لگا رہا تھا — کیا عمران اور اس کے ساتھی شاگل کے ہاتھوں انجام کو پہنچ گئے — ؟

- ایس ایس پروجیکٹ — جس تک پہنچنے کے لئے عمران اور اس کے ساتھیوں نے ایک ایسا طریقہ استعمال کیا جو خود عمران اور اس کے ساتھیوں کے لئے بھی نیا اور حیرت انگیز تھا۔
- ایس ایس پروجیکٹ — کیا یہ پروجیکٹ مکمل ہو گیا اور وادی مشکبار میں جاری مجاہدین کی تحریک کیسے ختم ہو گئی یا — ؟
- عمران — پاکشیا سیکرٹ سروس — شاگل اور مادام رجب کے درمیان برپا ہونے والی انتہائی خوفناک اور اعصاب شکن کشمکش ایسی کشمکش جس کا انجام موت اور عقیق موت تھا۔

لمحہ پہ لمحہ بدستے ہوئے حیرت انگیز واقعات
انتہائی تیز رفتار کہانی — — — اعصاب شکن سپنس

وادی مشکبار میں جاری مجاہدین کی تحریک کے پس منظر میں
کھنکھاتی ایک سی کیو ایل جو جہ سوسی وب میں امنٹ نقوش
تجربہ کار ہے — — —

یوسف برادرِ پاک گیت ملتان

بلو فلم

مصنعت: نظم حکیم انیس

بلو فلم ایک ایسی فلم جس نے آغا خان عمران کے انتہائی بڑے بھائیوں کو حیران کر دیا۔
بلو فلم جس کی نامور عمران نے خزاں فٹ کی بلندی پر اڑتے ہوئے
میں کا پڑ سے لیٹر پڑا شوت کے چھوڑ دی۔ گودی
بلو فلم میں کے حسن کے لئے دنیا کی دو بڑی طاقتوں کے حکمت عمران
کے مقابلے پر میں ان میں کو پڑے۔
بلو فلم جس کی نامور عمران نے اپنی زبان کو کھینچ لیا مگر وہ فلم یوں نمائندہ ہو چکی تھی
جسے گدگد کے لئے بیٹھا۔
بلو فلم جس کی نامور عمران کے عمران اور دنیا کی دو بڑی طاقتوں کے
آزادوں کے درمیان خون کی دلی گیلی گئی۔
بلو فلم جس کے حسن میں ان کا یہ سلطان نے کیٹ۔ کئی کئی بار خیمہ کوڑنے
ہے ان کی کڑا۔ انہی پر اسے لڑا اور کچھ سے ہر پڑا۔

یوسف براورز۔ پاک گیٹ ملتان

ویل ڈن

مصنعت: نظم حکیم انیس

ویل ڈن۔ ایک ایسا لفظ جس کے حسن کیلئے عمران نے بے پناہ محنت کی مگر۔
ویل ڈن۔ سو پڑیاض کی زندگی کا سب سے انوکھا لفظ۔
سو پڑیاض۔ جس نے وزارت خراج سے ایک ہم ترین ناس چوری کر لی اور
سو پڑیاض کو عند قرقوف دیا گیا۔ کیا واقعی سو پڑیاض غدار تھا۔
فائل۔ جس کی برآمدگی کے لئے عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروں نے
مروڑ کو شہر میں مگر۔
فائل۔ جس کی برآمدگی سے عمران جیسا شخص بھی مکمل طور پر بے بس
ہو کر رہ گیا۔ کیوں۔
سو پڑیاض۔ جس نے عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروں سے بڑھ کر کوا کر دی
کا مظاہرہ کرتے ہوئے خبروں سے فائل برآمد کر لی مگر
ان کی آخری لمحے ناس خراج ہو گئی۔

فائل۔ جس کی برآمدگی کیلئے عمران اور سو پڑیاض کے درمیان حسن میں
کیٹ کیٹ دوڑ۔ ویل ڈن کا لفظ کس نے کہا مگر کس کے حشر میں آیا۔
انہی کی کیٹ کیٹ۔ چھانڈنے والا ہوا۔ بے پناہ سسپنس۔ انہی کی کیٹ کیٹ کہانی۔

یوسف براورز۔ پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں ایک دلچسپ اور منفرد انداز کی کہانی

حشرات الارض

مصنف: مظہر حکیم ایم اے

- پالیٹا میں ایک سائنسدان نے دنیا بھر کے حشرات الارض کی ایک نمائندہ نمونہ کی اور عمران یہ نمائش دیکھنے پہنچ گیا۔ پھر۔۔۔؟
- آرکوپک۔۔۔ افریقہ کے دہلی علاقوں سے ملنے والے ایسے کریم رنگ کے حشرات۔ جن کو کوئی دیکھنا بھی گوارا نہ کر سکتا تھا۔ لیکن۔۔۔؟
- آرکوپک۔۔۔ ایسے حشرات الارض جن کی مدد سے پاکستان میں ایک خوفناک مشن کا آغاز کر دیا گیا۔ انتہائی حیرت انگیز اور انتہائی خوفناک مشن۔
- پاکستان کے سردار۔ جنہوں نے سائنسی طور پر ان مشن کو ناممکن قرار دے دیا۔ مگر حشرات الارض نے اس ناممکن کو ممکن کر دکھایا۔ کیسے۔۔۔؟
- ایک ایسا مشن جس میں دنیا کے حقیر ترین حشرات الارض مجرم تھے۔ جی ہاں! انوکھے اور حیرت انگیز مجرم۔

• سائنسی دنیاوں پر ہونے والے ایک ایسے جرم کی کہانی جس کا ایک ایک لمحہ عمران اور سیکرٹ سروس پر بھاری پڑا۔

وہ لمحہ

جب عمران کو کھٹے عام نہ صرف شکست ہوئی بلکہ عمران کو بالآخر جیتوں کے سامنے اعتراض شکست میں کرنا پڑا۔
• ایک سٹونے جب عمران کی شکست پر اسے سزا دینے کا فیصلہ کیا تو پھر۔۔۔؟
کیا عمران کو واقعی سزا ملی۔۔۔؟

انتہائی تیز رفتار ایکشن

جاسوسی ادب میں قطعی منفرد انداز کی کہانی

اعصاب شکن سپنس

انوکھی اور انتہائی دلچسپ سٹوری ٹیلنگ

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

محکمہ

ایک شخص

منہر حکیم ایم اے

- ایکرمیہ کے خوفناک بیگ ایجنٹس عمران کے مکان میں جب شش پر آئے تو ۔۔۔
• بیگ ایجنٹس نے پانچویں طبع بھی کر لیا لیکن عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سرورس کو
اس کی ذرا تک نہ گھنٹے دی ۔ یہ کیسے ممکن ہوا ۔۔۔
• بیگ ایجنٹس کا مشن کیا تھا اور کیا واقعی اس بار عمران اور پاکیشیا سیکرٹ
سرورس کے مقصد میں شکست کھدونی گئی تھی ۔۔۔
• ڈان اور ماڈم روزی ۔ ایکرمیہ کے خوفناک بیگ ایجنٹس جنہوں نے یہ مشن
کیا تھا جس کے بعد دوسرا خوفناک مشن سرخجام دے دیا اور اس بار بھی عمران اور
پاکیشیا سیکرٹ سرورس مڑ بکتے رہ گئے ۔ کیوں ۔۔۔
• ڈان و ماڈم ۔ پاکیشیا کا عظیم ترین سامعین ، جس کے گرد حفاظت کا انتظام
محکمہ خفیہ کرتا ہے یا کیا تھا اور عمران اور عثمان کو یقین تھا کہ ان تک بیگ ایجنٹس
صوت نہیں پہنچ سکتے ۔ مگر ۔۔۔
- بیگ ایجنٹس : سیاست انجیلو گروڈائن سے برطانوی کروڈا کراشا تم خود ہی سے
ملنا چاہتی تھیں ، تو دیگر کرنے کیلئے ان کے پاس پہنچی ، انتہائی حیرت انگیز تجویز
• عمران کو جب یہ بیگ ایجنٹس کے اس حیرت انگیز برطانوی کاظم کو بلاؤ اس کے شر کے
خود کشی کا جتنی پتلا کرایا ۔ انتہائی حیرت انگیز انداز میں مکشی گی منفرد کہاں ۔
- یوسف برا درز ۔ پاک گیس ملتان**

حجر



یوسف پبلشرز

اناری
مجسّر

مصنف مقرر کا نام ہے

- ۱۔ اندر چرواہوں پر مشتمل ایک حیرت انگیز و تحفہ انگیز انسان جو عمران کو اپنا گائیڈ منتخب کر چکا ہے۔
- ۲۔ انسانی جو مرحلہ جہاں تین عمان سے بھی دو جوئے آسکرہ تھے۔
- ۳۔ انسان۔ ایک ایسے مشن پر کو آپ کے قفقے تھکنے کا ایسی نر لائن گئے۔
- ۴۔ پتہ پتہ نہتے فیاض۔ اپنا انشراحانہ نر لائن کیوں کے گھیرے ہیں تھکانا ہل کی
- ۵۔ فیاض مرنے پر پہنچ گئی۔ اور پھر فیاض کا ماحشر ہوا ہے۔
- ۶۔ فیاض اور عمران کے سامنے فیاض کی بڑی کی عات پر چرواہوں نے اپنا ڈھول دیا، اپنا فیاضوں
- ۷۔ رہا۔ یہ عمران پر کس کا کیا روغن ہوا۔ استہلاک حیرت انگیز و روچنے والی
- ۸۔ دیباہ انگیز۔ جن الا تو ایل و بشو و قاتل اور وچہرہ تھیکہ انسان کے دیوانہ
- ۹۔ راستہ۔ ایک اور ادا کو بھی شکستش۔ استہلاک حیرت انگیز و چسپ اور ناقص جبر کو کہا

یوسف برادرِ پشتر مجذوبِ پاکِ گیتِ مُلّان

عمران سیریش ایکٹ یادگار اور دنیا کا سب سے بڑا گھمبیر

زیرولاسٹری

مصنف: منظر نگار محمد امجد

زیرولاسٹری — ایک پاسز لیا مارٹن — جس میں پاکستان کے خلاف ایک
لہجہ ناک ہتھیار فوجی ماسٹر تیار کیا جا رہا تھا۔

زیرولاسٹری — جسے تلاش کرنے کی غرض سے عمران اپنے ہاتھوں میں
ایک مریا میں مختلف تنظیموں سے ملکر آ رہا تھا۔ — لیکن آخر کار اسے
لہجہ نامی جوتی — کیوں —؟

زیرولاسٹری — بین الاقوامی مجرم تنظیم گن گن کے تحت تمام کی گئی تھی
اور گن گن کا سربراہ شیطانی ساحرانہ قوتوں کا ایک ڈاکٹر فریکسٹن
تھا۔ — ایک حیرت انگیز کردار۔

ڈاکٹر فریکسٹن — شیطانی ساحرانہ قوتوں کا ایک ماڈرن وچ ڈاکٹر
جس کی قوتوں سے عمران بھی واقف نہ تھا۔ — پھر۔ —؟

ڈاکٹر فریکسٹن — ایک ایسا کردار جس نے اپنی ساحرانہ قوتوں سے
عمران کی ذہنی اور جسمانی قوتوں کو زیر کر سب لیا۔

ڈاکٹر فریکسٹن — جس کے مقابلے میں اگر عمران، جوت اور جوائینوں
حقیر کھوٹوں سے بھی بدتر حالت میں پہنچ گئے۔

ڈاکٹر فریکسٹن — ایک ایسا کردار جس نے زیرولاسٹری کے گرد بی شیطانی

عزات سیریز

منظرہ کلیم
ایم ای

بنک اسٹیڈی کریٹ



خاص تسکین پہنچتی ہو۔ جہاں تک آپ کی بات کہ اتنی گڈیاں بٹوے میں رکھنے کے بعد وہ اسے جیب میں کیوں رکھے پھرتا ہے تو بہر حال وہ سنزائل انٹیلی جنس کا سپر نینڈرٹ ہے اسے یقیناً یہ خطرہ نہیں ہو سکتا کہ کوئی اس کی جیب سے بٹوہ نکلنے کی جرأت بھی کر سکتا ہے۔ باقی رہی یہ بات کہ اتنا بھاری بٹوہ جیب میں کیسے آ سکتا ہے تو محترم جو بھاری بٹوہ رکھنے کا شوق کرتے ہیں وہ جیسے بھی بڑی بنا سکتے ہیں۔ جیسے محاورہ مشہور ہے کہ ہاتھیوں سے دوستی ہو تو دروازے بڑے رکھنے پڑتے ہیں۔ امید ہے آپ سمجھ گئے ہوں گے۔

اب اجازت دیجئے

والسلام

آپ کا مخلص

مظہر کلیم

عمران کی آنکھیں کھلیں تو پہلے چند لمحوں تک اس کا ذہن لاشعوری کی کیفیت میں رہا۔ پھر آہستہ آہستہ اس کا شعور جاگتا گیا اور اس کے ساتھ ہی اس کے ذہن میں بے ہوش ہونے سے پہلے کا منظر کسی فلم کی طرح گھوم گیا جب وہ کار میں یونیورسٹی کیسپس سے واپس آ رہے تھے کہ پولیس کار نے ان کی کار کو روکا اور پھر نیلے رنگ کے دستوں کا فائر ہوتے ہی اس کا ذہن بند ہو گیا تھا۔ اس نے بے اختیار چونک کر ادھر ادھر دیکھا دوسرے لمحے وہ بری طرح چونک پڑا کیونکہ وہ ایک خاصے بڑے کمرے میں موجود تھے انہیں کرسیوں پر رسیوں سے باندھا گیا تھا اس کے ساتھ ہی اس کی طرح کرسیوں سے بندھے ہوئے بیٹھے تھے لیکن ان کی گردنیں ڈھکی ہوئی تھیں مگر اس کے ساتھ ہی وہ دو باتوں کو محسوس کرتے ہی چونک پڑا۔ ایک تو یہ کہ اس کے دوسرے ساتھیوں کے ساتھ ساتھ تنویر بھی یہاں موجود تھا اور تنویر کی موجودگی

تھیں۔ اس نوجوان نے کہا اور پھر عثمان کے ساتھ کرسی پر بیٹھنے

آوازوں سے لگ رہا تھا کہ آنے والے چار افراد تھے۔ چند لمحوں بعد دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور اس کے ساتھ ہی دو آدمی یکے بعد دیگرے اندر داخل ہوئے۔

”ارے یہ کیا ہے۔ یہ لوگ..... آگے آنے والے آدمی نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اسی لمحے عمران اور اس کے ساتھی ان پر ٹوٹ پڑے۔ پھر ان دونوں کے ساتھ ساتھ ان کے عقب میں آنے والے دو مسلح افراد کو بھی اندر کھینچ لیا گیا اور چند لمحوں بعد ہی وہ چاروں فرش پر بے ہوش پڑے ہوئے تھے چونکہ عمران نے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ انہیں بے ہوش کرنا ہے اس لئے سب نے اس انداز میں ہی کام کیا تھا۔ پھر صفدر اور تنویر ان دو مسلح افراد کے ہاتھوں سے گرنے والی مشین گنیں جھپٹ کر تیزی سے باہر نکل گئے۔ عمران نے آگے بڑھ کر بے ہوش افراد کی تلاش لینی شروع کر دی اور پھر ایک کی جیب سے اسے ریوالتور مل گیا جو اس نے اپنی جیب میں ڈال لیا۔

”ان آگے آنے والے دونوں افراد کو کرسیوں پر بٹھا کر رسیوں سے باندھ دو۔ ان میں سے ایک لازار اربٹ ہوگا..... عمران نے کہا اور خادور اور کیپٹن تشکیل نے اس کی ہدایت پر عمل کرنا شروع کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد صفدر اور تنویر واپس آگئے۔

”اس عمارت میں اور کوئی آدمی موجود نہیں ہے۔“ صفدر نے کہا۔

”خادور تم تنویر کے ساتھ باہر نگرانی کرو۔“ عمران نے خادور سے

صفدر کی کراہ سنائی دی لیکن عمران نے اس کی طرف توجہ نہ دی اور اس نے دروازے کی دوسری طرف کان لگا دیئے لیکن دوسری طرف خاموشی تھی۔ عمران تیزی سے مڑا تو اس وقت تک صفدر کے ساتھ ساتھ کیپٹن تشکیل بھی ہوش میں آچکا تھا۔

”میں جہادی رسیاں کھولتا ہوں صفدر۔ ہم اس وقت شدید خطرے میں ہیں۔“ عمران نے کہا اور اس نے صفدر کے عقب میں جا کر اس کی رسیاں کھولنا شروع کر دیں۔

”یہ ہم کہاں پہنچ گئے ہیں.....“ صفدر نے اپنی رسیاں خود ہٹاتے ہوئے کہا۔

”سنڈیکٹ کا کوئی اڈہ ہے۔ تم ایسا کرو باقی ساتھیوں کو کھول دو۔ ہم نے اندر آنے والوں کو فوری قابو میں کرنا ہے۔“ عمران نے کہا اور تیزی سے کیپٹن تشکیل کے پیچھے آکر اس کی رسیاں کھولنا شروع کر دیں۔ اس دوران ایک ایک کر کے دوسرے ساتھی بھی ہوش میں آگئے تھے۔ پھر صفدر بھی رسیاں کھولنے میں مصروف ہو گیا اور کیپٹن تشکیل بھی سب جہت ہی لمحوں بعد سب ساتھی رسیوں سے آزاد ہو چکے تھے۔

”اب سب ہوشیار ہو جائیں۔ ہم نے اندر آنے والوں کو بے ہوش کرنا ہے اور پھر ان سے اسلحہ لے کر باہر جانا ہے اور باقی افراد کا خاتمہ کرنا ہے۔“ عمران نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ اسی لمحے باہر سے قدموں کی آوازیں ابھریں تو وہ سب تیزی سے دروازے کی دونوں سائیڈوں میں دیوار سے لگ کر کھڑے ہو گئے۔ قدموں کی

کہا اور خاور سے بلاتا ہوا صفدر کے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن لے کر تنویر کے ساتھ باہر نکل گیا۔

”صفدر! اس سوٹ والے کو بوش میں لے آؤ۔“ عمران نے کرسی پر موجود ایک آدمی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور صفدر نے آگے بڑھ کر اس آدمی کا منہ اور ناک دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد اس آدمی کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونے لگے تو صفدر پیچھے ہٹ گیا۔

”خالی کر سیں لے کر بیٹھ جاؤ۔“ عمران نے کہا۔ وہ خود بھی ایک کرسی اٹھا کر سامنے رکھ کر اس پر بیٹھ چکا تھا۔ جب تک اس آدمی کو پوری طرح بوش آیا اس وقت تک صفدر اور کیپٹن شکیل دونوں بھی عمران کے ساتھ کرسیاں رکھ کر ان پر بیٹھ چکے تھے۔

”یہ۔۔۔ یہ۔۔۔ کب۔ کیا ہے۔“ اس آدمی نے بوش میں آتے ہی لاشعوری کیفیت میں کہا۔

”جہاز کا نام رابرٹ ہے۔“ عمران نے سرد لہجے میں کہا تو اس آدمی نے ایک جھٹکےایا اور پھر غور سے عمران کی طرف دیکھنے لگا۔ اب اس کی آنکھوں میں شعور کی چمک ابھرنی لگی۔

”میرا نام ٹونی ہے۔ یلین تم لوگوں نے رسیاں کیسے کھول لیں۔“ اس آدمی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ وہ اب ذہنی طور پر خاصا سنبھل چکا تھا۔

”اوہ۔ تو یہ دوسرا رابرٹ ہے۔“ عمران نے اسی طرح سرد لہجے

میں کہا۔

”اس کا نام آرتھر ہے۔ رابرٹ کون ہے جس کا تم بار بار پوچھ رہے ہو۔۔۔ ٹونی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”پھر تو تم دونوں ہی میرے لئے بے کار ہو۔ میں تو رابرٹ سے مل کر اس سے معاہدہ کرنا چاہتا تھا۔ اوکے۔ اگر تم میں سے کوئی رابرٹ نہیں ہے تو پھر مجھے وقت ضائع کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔“ عمران نے خشک لہجے میں کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

”کیسا معاہدہ۔۔۔“ اس آدمی نے یقیناً چونک کر کہا۔

”جب تم رابرٹ ہی نہیں ہو اور رابرٹ کو جانتے بھی نہیں ہو تو پھر تمہارے ساتھ بات کرنا ہی فضول ہے۔۔۔“ عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے وہی ریوالبور نکال لیا جو اس نے بوش میں لے آئے جانے والے آدمی کے ساتھی کی جیب سے نکالا تھا اور ریوالبور کا رخ اس نے اس آدمی کی طرف کر دیا۔

”رک جاؤ۔ تم اگر پرانی طرح وضاحت کر دو تو تمہارے حق میں بہتر رہے گا۔“ اس آدمی نے تیز لہجے میں کہا۔

”اس بات کا فیصلہ میں خود کر سکتا ہوں کہ کیا میرے حق میں بہتر ہے اور کیا نہیں۔“ مجھے صرف رابرٹ سے بات کرنی ہے اور بس۔“ عمران نے خشک لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے ٹریڈر پر انگلی کو حرکت دینا شروع کر دی۔

”لیکن چیف تو رابرٹ ہے جبکہ اس آدمی کا کہنا ہے کہ اس کا نام ٹونی ہے اور جہاز انام رابرٹ ہے۔ اس لئے اب تم خود بتاؤ کہ جہاز کیا نام ہے۔ ٹونی یا رابرٹ“..... عمران نے سر ہلچے میں کہا۔
”تم پوچھ کر کیا کرو گے“..... اس آدمی نے کہا۔
”میں نے ٹونی سے معاہدہ کرنا ہے اور رابرٹ کو گولی مارنی ہے“..... عمران نے کہا۔

”تو پھر یہی رابرٹ ہے۔ میرا نام ٹونی ہے“..... اس آدمی نے کہا اور عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

”تم واقعی ٹونی ہو۔ اس لئے تم تو چھٹی کرو“..... عمران نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ ٹونی کچھ کہتا عمران نے ریو الور کا رخ اس کی طرف کیا اور دوسرے لمحے دھماکے ہوا اور اس کے ساتھ ہی ٹونی کے حلق سے کرہناک چیخ نکلی اور وہ اسی بندھی ہوئی حالت میں ہی چند لمحے تپسنے کے بعد ساکت ہو گیا۔ عمران نے ریو الور کا رخ پھر اور اس کے ساتھ ہی پے درپے دو دھماکے ہوئے اور فرش پر بے ہوش پڑے ہوئے دونوں افراد کے جسم ایک لمحے کے لئے اچھل پھر چند لمحے ان کے ہاتھ پیر پلٹے رہے پھر وہ بھی ساکت ہو گئے۔ ان میں سے ایک وہ نوجوان تھا جس نے عمران کے ساتھیوں کو ہوش دلایا تھا۔

”اب اس رابرٹ کے منہ سے رومال نکال لو تاکہ اب اطمینان سے اس سے معاہدہ ہو سکے“..... عمران نے ریو الور کو واپس جیب میں ڈالتے ہوئے کہا اور صفدر نے اٹھ کر اس آدمی کے منہ سے رومال باہر

”مہم۔ مہم۔ میں ہی رابرٹ ہوں۔ میں رابرٹ ہوں“..... وہ آدمی جس نے پہلے اپنا نام ٹونی بتایا تھا یقیناً چیخ پڑا۔
”جہاز اسے اس ساتھی کا نام کیا ہے“..... عمران نے پوچھا۔
”اس کا نام ٹونی ہے۔ یہ اس اڑے ذیل سیون کا انچارج ہے۔“
رابرٹ نے جواب دیا۔

”صفدر اس کے منہ میں رومال ڈال دو اور پھر اس ساتھ والے آدمی کو ہوش میں لے آؤ“..... عمران نے کہا تو صفدر اٹھا۔ اس نے جیب سے رومال نکال کر زبردستی رابرٹ کے منہ میں ٹھونسنا اور پھر وہ ساتھ والے آدمی کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے اس آدمی کا ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد اس آدمی کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونے لگے تو وہ اسے چھوڑ کر چیخے بہت گیا اور پھر کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس آدمی نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔

”جہاز انام رابرٹ ہے“..... عمران نے تیز لہجے میں کہا تو اس آدمی نے بھی جھٹکا کھایا اور پھر اس کے چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات ابھرائے تھے۔

”یہ۔ یہ۔ سب کیسے ہو گیا۔ تم تو بندھے ہوئے تھے“..... اس آدمی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کی گردن گھومی اور وہ ایک بار پھر چونک پڑا۔

”یہ۔ یہ تم نے چیف کے منہ میں رومال کیوں ٹھونس دیا ہے۔ تم کیا چاہتے ہو“..... اس آدمی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

سنڈیکٹ بھی قائم رہے گا۔ بلکہ فنک کی ہلاکت کے بعد تم اس کی جگہ سیاہ و سفید کے مالک بن جاؤ گے لیکن اگر تم انکار کرو گے تو پھر جہارا حشر بھی جہارے ان ساتھیوں جیسا ہو گا۔ اس کے بعد ہمیں اس سے کوئی فائدہ نہ ہو گا کہ ہم فنک کو ہلاک کر سکتے ہیں یا نہیں۔" عمران نے جواب دیا۔

"ایسا ہونا ناممکن ہے۔ اس بات کو ذہن سے نکال دو۔ میں لاکھ تم سے تعاون کرتا رہوں۔ فنک کو پھر بھی ہلاک نہیں کیا جا سکتا۔" رابرٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم اپنی بات کرو۔ کیا تم ایسا چاہتے ہو کہ نہیں؟" عمران نے کہا۔

"میرے چاہنے یا نہ چاہنے سے کیا ہو سکتا ہے۔ ماسٹر فنک اگر اس قدر نوالہ ہوتا تو اب تک وہ لاکھوں بار ہلاک ہو چکا ہوتا۔" رابرٹ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تم اس سے کتنی بار روزانہ ملتے ہو؟" عمران نے کہا۔

"میں زندگی میں صرف چند بار ہی اس سے ملا ہوں گا۔ وہ شاذ و نادر ہی فنک ہٹیل سے باہر آتا ہے اور فنک ہٹیل میں باہر کے آدمی کا چاہے وہ ایکریما کا صدر ہی کیوں نہ ہو داخلہ ممنوع ہے۔" رابرٹ نے جواب دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ تم معاہدہ کرنا نہیں چاہتے؟" عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے ایک بار

کھینچ لیا اور وہ آدمی بے اختیار لمبے لمبے سانس لینے لگا۔ اس کا چہرہ منہ سے سانس نہ لینے کی وجہ سے انتہائی سرخ پڑ گیا تھا۔

"تم نے انتہائی سفاکی سے کام لیا ہے۔ اگر تم نے مجھ سے کوئی معاہدہ کرنا تھا تو پھر میرے ساتھیوں کو اس طرح ہلاک کرنے کی کیا ضرورت تھی؟" اس آدمی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"جو معاہدہ میں جہارے ساتھ کرنا چاہتا ہوں۔ اس معاہدے کے بارے میں جہارے کسی آدمی کا جان لینا جہارے لئے ہی نقصان دہ ثابت ہوتا۔" عمران نے جواب دیا۔

"جہارا نامہ کیا ہے؟ کیا تم علی عمران ہو؟" اس آدمی نے کہا۔

"ہاں۔" میرا نام علی عمران ہے اور یہ میرے ساتھی ہیں۔ مجھے معلوم ہے کہ تم رابرٹ ہو اور تم یہاں فنک سنڈیکٹ کے اصل چیف ہو اور فنک کے راستہ میں ہو۔ مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ تم نے ایئر پورٹ پر ہمیں ہلاک کرانے کی کوشش کی۔ پھر تم نے ہمارے دھوکے میں چیف سیکرٹری کی کوٹھی کو میزائلوں سے اڑا دیا لیکن یہ سب کارروائی تو بہر حال ہوتی رہتی ہے۔ مجھے اس کی پرواہ نہیں ہے۔ میں جہارے کے ساتھ جہاری زندگی اور بقا کا سودا کرنا چاہتا ہوں۔" عمران نے کہا۔

"تم کھل کر بات کرو۔ کیا کہنا چاہتے ہو؟" رابرٹ نے کہا۔

"میں فنک کا خاتمہ کرنا چاہتا ہوں۔ اگر تم اس کام میں میرے ساتھ تعاون کرنے کا عہد کر لو تو پھر تم بھی زندہ رہو گے اور جہارا

کہ وہ کس طرح ہلاک ہو سکتا ہے کیونکہ تم اس کے دست راست ہو۔" عمران نے جواب دیا۔

"میں اس کا دست راست ضرور ہوں لیکن حقیقت یہی ہے کہ نہ کوئی فنک پیلس میں داخل ہو سکتا ہے نہ ماسٹر فنک باہر آئے گا اس لئے اسے کیسے ہلاک کیا جاسکتا ہے۔" رابرٹ نے اچھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"لیکن فنک پیلس میں تم تو داخل ہو سکتے ہو۔" عمران نے کہا۔
"میں آج تک بادجو کو شش کے اندر نہیں جاسکا کیونکہ کسی کو اس کی اجازت نہیں ہے۔" رابرٹ نے جواب دیا۔

"اندر موجود ملازم تو باہر آتے ہی رہتے ہوں گے اور وہ لازماً سنڈیکیٹ کے ممبران ہوں گے۔" عمران نے کہا۔
"نہیں۔ آج تک کسی نے انہیں نہیں دیکھا۔ نہ باہر آتے اور نہ اندر جاتے۔ ایک بار اس بارے میں جب میں نے فون پر ماسٹر فنک سے پوچھا تو انہوں نے بتایا تھا کہ یہ اس کے خاص لوگ ہیں۔ ان کے ذہن اس کے تابع ہیں۔" رابرٹ نے کہا تو عمران اس کی بات سن کر بے اختیار چونک پڑا۔

"حالانکہ فنک کی بیٹی وینا ہر ویک اینڈ پر فنک پیلس اپنے ڈیڈی سے ملنے جاتی ہے اور پھر باہر بھی آتی ہے۔" عمران نے کہا۔

"ہاں۔ صرف وہی جاتی آتی ہے لیکن اس کے لئے بھی ماسٹر نے خصوصی انتظامات کر رکھے ہیں۔ اسے پہلے بے ہوش کر دیا جاتا ہے اور

پھر ریوالور نکال لیا۔

"میں تو کرنا چاہتا ہوں لیکن ایسے معاہدے کا فائدہ کیا جس کا کوئی عملی نتیجہ ہی نہ نکل سکے۔" رابرٹ نے جواب دیا۔

"تم نے ہمیں کس طرح ٹریس کیا۔ کیا کروئن نے مضمری کی تھی۔" عمران نے اپنا ناک پوچھا تو رابرٹ چونک پڑا۔

"نہیں۔ کروئن ایسا آدمی نہیں تھا کہ مضمری کرتا۔" رابرٹ نے جواب دیا تو اس بار عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"تھا کیا مصعب۔ کیا وہ ہلاک ہو چکا ہے۔" عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ قہاری رہا شگاہ اور قہاری کاروں کے زمرہ معلوم کرنے کے سلسلے میں وہ میرے آدمیوں کے ہاتھوں ہلاک ہو گیا۔ حالانکہ وہ میرا بے حد اچھا دوست تھا۔ میں ایسا نہیں چاہتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ میں نے اپنے ان آدمیوں کو بھی ہلاک کر دیا جنہوں نے یہ کارروائی کی تھی۔" رابرٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا لیکن عمران اس کے لہجے سے ہی نتیجہ گیا کہ رابرٹ جو کچھ کہہ رہا ہے جھوٹ کہہ رہا ہے۔ اس کے لہجے کا کھوکھلا پن صاف نمایاں تھا۔

"اب آخری بات کرو۔ کیا تم فنک کے خلاف میرے ساتھ معاہدہ کرتے ہو یا نہیں۔" عمران نے کہا۔

"کیسا معاہدہ۔ مجھے کیا کرنا ہوگا۔" رابرٹ نے کہا۔

"میں فنک کو ہر حالت میں ہلاک کرنا چاہتا ہوں۔ یہ تم بتاؤ گے

پھر اندر لے جایا جاتا ہے..... رابرٹ نے جواب دیا۔

”فٹک کا فون منہ کیا ہے..... عمران نے پوچھا تو رابرٹ نے فون منہ بتا دیا۔

”جب فٹک مطمئن ہو چکا تھا کہ ہم لوگ مارے جا چکے ہیں تو پھر تم نے ہمارے خلاف کارروائی کس کے کہنے پر کی تھی..... عمران نے کہا۔

”جہاڑے کو ڈنام پرنس آف ڈھمپ نے یہ تمام کارروائی کرائی ہے..... رابرٹ نے جواب دیا تو عمران ایک بار پھر چونک پڑا۔

”وہ کیسے..... عمران نے چونک کر پوچھا تو رابرٹ نے پوری تفصیل سے بتا دیا کہ کس طرح اسے پرنس آف ڈھمپ کی کراؤن سے ملاقات کا بندوبست ہوا۔

”ٹھیک ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ فٹک کو کسی طرح بھی ہلاک نہیں کیا جاسکتا..... عمران نے اس بار قدرے اکتاہٹ ہوئے لیجے میں کہا۔

”ہاں۔ ایسا ہونا ناممکن ہے۔ تم ایسا کرو کہ مجھے رہا کر دو۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ تمہیں زندہ سلامت فاک لینڈ سے واپس بھجوا دوں گا اور فٹک کو کہہ دوں گا کہ تم فرار ہو گئے ہو..... رابرٹ نے جواب دیا۔

”کیا فٹک جہاڑی بات پر یقین کر لے گا..... عمران نے کہا۔

”ہاں۔ وہ میری بات پر یقین کر لیتا ہے..... رابرٹ نے کہا۔

”کیا تم اس کا کوئی ثبوت دے سکتے ہو..... عمران نے کہا۔

”کیسا ثبوت..... رابرٹ نے چونک کر پوچھا۔

”تم میرے سامنے فٹک کو فون کرو اور اس سے کوئی ایسی بات کرو جس سے مجھے یقین آجائے کہ وہ تم پر اعتماد کرتا ہے..... عمران نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں تیار ہوں..... رابرٹ نے کہا۔

”صفر۔ باہر فون پیس ہو گا وہ لے آؤ یہاں..... عمران نے صفر سے مخاطب ہو کر کہا اور صفر رہ پلاتا ہوا اٹھا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔

”عمران صاحب۔ جو آپ چاہتے ہیں وہ شاید ممکن نہ ہو۔“ اچانک کیپٹن شکیل نے پاکیشیائی زبان میں کہا تو عمران چونک پڑا۔

”کیسا مطلب..... عمران نے بھی پاکیشیائی زبان میں ہی جواب دیتے ہوئے کہا۔

”آپ نے اتنے طویل مذاکرات رابرٹ سے اس لئے کئے ہیں تاکہ آپ رابرٹ کا روپ دھار لیں۔ لیکن میرا خیال ہے کہ فٹک رابرٹ پر اس قدر اندھا اعتماد نہ کرتا ہو گا جتنا آپ سمجھ رہے ہیں۔“ کیپٹن شکیل نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

”میں رابرٹ کا روپ کیسے دھار سکتا ہوں۔ اس کا قد و قامت اور جسمات مجھ سے خاصی مختلف ہے..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ماسٹر۔ عمران اور اس کے ساتھی ہلاک نہیں ہوئے بلکہ زندہ ہیں اور میں نے اس بار انہیں ٹریس کر لیا ہے۔ لیکن اس کو بھی میں ان کا صرف ایک ساتھی موجود ہے۔ باقی غائب ہیں۔ ہم نگرانی کر رہے ہیں جیسے ہی وہ واپس آئے ان سب کو ہلاک کر دیا جائے گا۔“ رابرٹ نے کہا۔

”تفصیل سے رپورٹ دو۔“ دوسری طرف سے اسی طرح سپاٹ لہجے میں کہا گیا اور رابرٹ نے وہی تفصیل دہرا دی جو اس نے پہلے عمران کو بتائی تھی البتہ وہ انہیں گرفتار کرنے اور اس اڈے پر لے آنے کی ساری کہانی گول کر گیا تھا۔

”جب ان کا خاتمہ ہو جائے تو مجھے رپورٹ دینا۔“ دوسری طرف سے اسی طرح سپاٹ لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ تو صفدر نے فون پتیس بنایا اور اس کا بین آف کر دیا۔

”تم نے دیکھا کہ ماسٹر فنک نے کسی قسم کی کوئی چھان بین نہیں کی۔ جو میں نے کہا اس نے اس پر اعتماد کر لیا۔ اب جب میں اسے رپورٹ دوں گا کہ تم سب فاک لینڈ سے واپس چلے گئے ہو تو وہ اسی طرح مجھ پر اعتماد کر لے گا۔“ رابرٹ نے کہا۔

”جہاں ہیز کوائر کہاں ہے۔“ عمران نے اچانک پوچھا تو رابرٹ بے اختیار چونک پڑا۔

”کیوں۔ تم یہ بات کیوں پوچھ رہے ہو۔“ رابرٹ نے ہنسٹھینچے ہوئے کہا۔

”میرا مصعب بچے اور آواز کی حد تک تھا۔“ کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

”کسی حد تک جب وہی بات درست ہے۔ دراصل میں یہ جانتا چاہتا تھا کہ فنک رابرٹ پر کس حد تک اعتماد کرتا ہے۔“ عمران نے جواب دیا اور کیپٹن شکیل نے اثبات میں سر ہلادیا۔ اسی لمحے صفدر واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک کارڈ لیس فون پتیس تھا۔ اس نے فون پتیس عمران کے حریف بڑھا دیا۔

”ختم ہوا۔“ عمران نے رابرٹ سے مخاطب ہو کر کہا تو رابرٹ نے منہ ہٹا دیا۔ عمران نے منہ پر ہیس کئے اور ساتھ ہی لاؤڈر کا بین بھی آن کر دیا اور پچھ فون پتیس صفدر کی طرف بڑھا دیا۔ فون پتیس میں سے دوسری طرف حصئی بچنے کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ صفدر نے فون پتیس رابرٹ کے ہان سے لگا دیا۔

”فنک پتیس۔“ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”رابرٹ بول رہا ہوں۔ ماسٹر سے بات کرو۔“ رابرٹ نے کہا۔

”سپیشل کوڈ دہراؤ۔“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ون۔“ رابرٹ نے جواب دیا تو خاموشی جاری ہو گئی۔

”نہیں۔“ چند لمحوں بعد ایک اور مردانہ آواز سنائی دی۔

”رابرٹ بول رہا ہوں ماسٹر۔ رابرٹ نے موبائل لہجے میں کہا۔

”بولو۔“ دوسری طرف سے مختصر سا جواب آیا۔

”مجھے جہاد سے جبر سے پروا ہیست کے تاثرات کافی دور سے نظر آ رہے تھے لیکن اصل بات یہ ہے کہ میں دراصل یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ فنک اور رابرٹ کے درمیان عام تعلقات کس نوعیت کے ہیں اور اب ان طویل مذاکرات کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ فنک کا تعلق براہ راست سنڈیکیٹ سے نہ ہونے کے برابر ہے۔ اگر ہم فاک لینڈ سے اس کے سنڈیکیٹ کے سارے اڈوں کو بھی تباہ کر دیں تب بھی شاید فنک اپنے پیپلس سے باہر نہ آئے۔..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

تو آپ کوئی ایسا طریقہ معلوم کرنا چاہتے تھے جس سے فنک اپنے پیلس سے باہر آسکے۔ صفہ رنے کہا۔

”ہاں۔ سہری کو شش بھی لیکن قینک نے جو سیٹ اپ بنا رکھا ہے اور اس کی گفتگو سے میں نے جہاں تک اس کے مزاج کو سمجھا ہے وہ واقعی ایک منفرد طبیعت کا مالک ہے۔ اس نے اب آخری صورت یہی رہ گئی ہے کہ ہم اس کے پیلس میں داخل ہوں.....“ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”لیکن اس کا کیا طریقہ ہو گا۔ کیا تنویر کی طرح بس ہم اسلحہ اٹھائے اندر داخل ہو جائیں گے.....“ صفدر نے کہا۔

”نہیں۔ اس طرح کی کوشش تو صہیحاً خود کشی کے برابر ہے۔ جو آدمی اپنی اکلوتی بیٹی کو بھیجے ہوش کر کے اندر بلوائے وہ ہمیں صحیح سلامت اپنے تک کہیں پہنچنے دے گا۔“ عمران نے جواب دیا۔

”تاکہ مجھے یقین ہو سکے کہ اگر میں تمہیں آزاد کر دوں تو تم وہی کچھ کرو گے جو تم کہہ رہے ہو۔ اگر تم واقعی ہم سے تعاون پر آمادہ ہو تو تم سب کچھ چاہتا دو گے۔“ عمران نے جواب دیا۔

میں بتا دیتا ہوں۔ بزنس روڈ پر ایک عمارت ہے رابرٹ ہاؤس۔
وہی میرا ہیڈ کوارٹر ہے۔ رابرٹ نے جواب دیا۔

وہاں جہاد اسٹنٹ کون ہے؟ عمران نے پوچھا۔
 "وہاں کا انچارج راقم ہے۔ ویسے وہ صرف انتظامی انچارج ہے۔" راقم نے جواب دیا۔

وہاں کا فون نمبر ۱۱۱۱۔ عمران نے پوچھا تو رابرٹ نے فون نمبر بتا دیا۔

سنو۔ شاید میں تمہیں زندہ چھوڑ دیتا لیکن تم سے کراؤں کو ہلاک کر دیا ہے۔ وہ کراؤں جو انتہائی مخلص آدمی تھا۔ اس لئے موت جہارا مقدر رہے۔۔۔۔۔ عمر ان نے منہ بناتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے بعلی کی سی تیزی سے جیب سے ریو الور نکالا اور پھر اس سے پہلے کہ رابرٹ کچھ کہتا عمران نے ٹریڈر بدایا اور گولی سیدھی رابرٹ کے دلی میں اترنی چلی گئی۔ رابرٹ کا منہ چمچ مارنے کے لئے کھلائین چمچ اس کے حلق سے نہ نکلے اور اس کا جسم چند لمحے مرنے کے بعد ساکت ہو گیا۔

اس ساری گفتگو کا کیا فائدہ ہوا عمران صاحب نے صفحہ رنے منہ بناتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

”پھر آپ نے کیا سوچا ہے“..... صفدر نے کہا۔
 ”میرے ذہن میں ایک تجویز آئی ہے عمران صاحب“..... کیپٹن
 شکیل نے کہا۔

”باہر چل کر بتاؤ۔ خاور اور تنویر یقیناً تم دونوں سے زیادہ بور ہو
 چکے ہوں گے۔“ عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور کیپٹن
 شکیل مسکرا دیا۔ پھر وہ سب ایک دوسرے کے پیچھے چلتے ہوئے کمرے
 سے باہر آگئے۔

”بڑے طویل مذاکرات تھے۔ کیا نتیجہ نکلا“..... خاور نے انہیں
 دیکھتے ہوئے کہا۔

”وی جی جو نشستہ گفتندہ برخواستہ جیسے مذاکرات کا نتیجہ نکلتا ہے۔
 وہ سب اس دنیا سے ہی برخاست ہو گئے اور ہم باہر آگئے“..... عمران
 نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کیا ضرورت تھی ایسا لمبا بکھیرا پانے کی۔ گولی مار کر قبیلے ہی ختم کر
 دینا تھا“..... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”ہاں تو کیپٹن صاحب۔ آپ کوئی تجویز بتا رہے تھے“..... عمران
 نے مسکراتے ہوئے کیپٹن شکیل سے مخاطب ہو کر کہا۔

”عمران صاحب۔ میرے ذہن میں یہ تجویز آئی ہے کہ اگر ہم فنک
 کی جینی دینا کو اغوا کر لیں تو کیا فنک اسے واپس حاصل کرنے کے لئے
 اپنے پیٹیس سے باہر نہیں آئے گا“..... کیپٹن شکیل نے کہا۔

”نہیں۔ وہ سنڈیکیٹ کو حرکت میں لے آئے گا اور اس کے علاوہ

اس کے پاس اور بھی بے شمار گروپس ہیں۔ میں نے اس کی طبیعت کو
 سمجھ لیا ہے۔ وہ صرف احکامات دینے کا عادی ہے“..... عمران نے
 جواب دیتے ہوئے کہا۔

”یہ پیٹیس خلا میں تو نہیں ہے۔ یہیں زمین پر ہی ہے۔ اس پر
 میزائل تو فائر کئے جاسکتے ہیں۔ اسے پلے کا ڈھیر تو بنایا جاسکتا ہے۔ خود
 ہی وہ بھی اس میں مر مر جائے گا“..... تنویر نے اپنی عادت کے مطابق
 بات کرتے ہوئے کہا۔

”اگر وائش منزل کے خلاف مجرم یہی عربہ استعمال کرنے کا
 سوچیں تو کیا ان کا یہ عربہ کامیاب رہے گا۔ کیا وائش منزل واقعی پلے کا
 ڈھیر بن جائے گی اور جہاد اچیف اس کے اندر ہونے کی وجہ سے خود
 ہی مر مر جائے گا“..... عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

”میرا یہ مطلب نہ تھا“..... تنویر نے قدرے بوکھلائے ہوئے لہجے
 میں کہا۔

”اس نے اپنے پیٹیس کو وائش منزل سے بھی زیادہ بھونکا بنا رکھا
 ہے اس لئے میری کوشش یہی تھی کہ کوئی ایسی صورت سامنے آجائے
 کہ وہ اس پیٹیس سے باہر اسکے اس لئے رابرٹ کو میں نے ہر طرح سے
 منولنے کی کوشش کی کیونکہ رابرٹ جس قدر اس کے قریب تھا میرا
 خیال ہے کہ دوسرا کوئی نہیں ہو سکتا لیکن اس نے بھی اس پیٹیس میں
 داخل ہونے یا فنک کے کسی بھی طرح باہر آنے سے بے بسی کا اظہار
 ہی کیا ہے“..... عمران نے جواب دیا۔

”آپ نے یہ ساری کارروائی اس مختصر سے وقت میں کیسے مکمل کر لی..... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
 ”یہ کام بھی مرحوم کراؤن کی مدد سے ہوا تھا..... عمران نے جواب دیا اور سب نے اثبات میں سر ہلادیئے۔

”آپ نے دینا کو اس کی ممی کی جو تصویر دی ہے کیا اس کے بچھے آپ کی کوئی خاص پلاننگ تھی۔ آپ کم از کم ہمیں تو بتائیں۔“ صفدر نے کہا۔

”ہاں۔ اب بتا دینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ کیونکہ اب سارا سیٹ اپ سامنے آگیا ہے۔ یہ تصویر جس گتے پر بنائی گئی ہے وہ عام گتا نہیں ہے بلکہ ایک خاص قسم کے کیمیکل سے تیار شدہ شیٹ ہے۔ یہ تصویر جیسے ہی فنک پیلس پہنچے گی اس شیٹ سے نکلنے والی مخصوص شعاعیں وہاں موجود ایسے تمام حفاظتی آلات جو شعاعوں کی بنیاد پر کام کرتے ہیں انہیں ہلاک کر دیں گی اور وہاں کسی کو بھی معلوم نہ ہو سکے گا کہ یہ بلائنگ کیوں ہوئی ہے۔ وہ لامحالہ آلات میں نقص چھیک کرتے رہ جائیں گے اور پھر ان آلات کو ٹھیک کروانے کے لئے فنک کو فوری طور پر ان آلات کے ماہر کو پیلس میں بلوانا پڑے گا اور میں نے معلوم کر لیا ہے کہ ان آلات کو فنک پیلس میں فاک لینڈ کی ایک کمپنی لاراک کارپوریشن نے نصب کیا ہے۔ یہ کمپنی بھی فنک کی ذاتی ملکیت ہے اس کا انچارج ایک آدمی نارمنٹ ہے۔ نارمنٹ بے جس انجینئر کو وہاں بھجوانا ہے اس کا نام الفرید ہے جو ایک عام سے فلیٹ میں رہتا ہے اور اس کا قد و قامت میری طرح ہے چنانچہ الفرید کی جگہ میں لے لوں گا اور اس طرح آسانی سے فنک پیلس میں داخل ہو جاؤں گا لیکن یہ سب کچھ کل ہونا ہے کیونکہ دینا نے کل وہ تصویر لے کر فنک پیلس پہنچانا ہے..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

البتہ اس کے چہرے کے عضلات یکثرت کھنچے گئے تھے۔ وہ واقعی انتہائی ٹھنڈے دل و دماغ کا مالک تھا۔

”ماسٹر۔ اس عمران اور اس کے ساتھیوں نے اسے ہلاک کیا ہے۔“ نوجوان نے جواب دیا۔

”کیسے معلوم ہوا؟“ فنک نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

”ماسٹر۔ وہ مرے نہیں تھے اور چیف رابرٹ نے ان کا سراغ لگا دیا تھا۔ چیف نے انہیں گرفتار کر کر ذیل سیون میں بند کر دیا تھا جس کا انچارج ٹونی تھا۔ پھر چیف رابرٹ خود وہاں گئے لیکن وہاں ان لوگوں نے انتہائی حیرت انگیز انداز میں اپنے آپ کو آزاد کر لیا اور اس کے بعد چیف رابرٹ، ٹونی اور دوسرے ساتھیوں کو ہلاک کر دیا اور ماسٹر۔ وہاں آپ کے خلاف بھی ایک بھیانک سازش کا انکشاف ہوا ہے۔“ نوجوان نے اسی طرح زوردار لہجے میں کہا۔

”کیسا انکشاف؟“ اس بار فنک نے چونک کر پوچھا۔

”ماسٹر۔ جب مجھے ذیل سیون میں چیف رابرٹ کی ہلاکت کی اطلاع ملی تو میں نے فوراً تحری ایکس گروپ کے چیف کو ذیل سیون مجبوا کیا۔ مجھے معلوم ہے کہ ذیل سیون کے تہ خانوں میں انتہائی جدید مشینیں موجود ہیں اور وہاں ہونے والی ہر بات باقاعدہ ریکارڈ ہوتی رہتی ہے اور جدید ترین کیمرے کی مدد سے وہاں ہونے والی ہر کارروائی کی فلم بھی بنی رہتی ہے۔ اس لئے میں نے تحری ایکس گروپ کے چیف کو کہہ دیا کہ وہ وہاں سے ٹیپ اور فلم لے کر یہاں مجھے مجبوا دے تاکہ

فنک ایک کتاب پڑھنے میں مصروف تھا کہ اچانک دروازہ کھلا اور ایک نوجوان تیزی سے اندر داخل ہوا۔ فنک نے چونک کر نوجوان کی طرف دیکھا اور چہرے پر ناگواری کے تاثرات ابھرائے تھے۔

”ماسٹر۔ انتہائی خوفناک اطلاع ہے۔“ نوجوان نے انتہائی وحشت بھرے لہجے میں کہا۔

”کیا یہ اطلاع تم فون پر نہ دے سکتے تھے نائسنس اور پھر بغیر اجازت اس طرح اندر آنے کی تمہیں جرأت کیسے ہوئی؟“ فنک نے انتہائی سرد لیکن ناگوار سے لہجے میں کہا۔

”سوری ماسٹر۔ اطلاع ہی ایسی ہے کہ میں اپنے آپ کو قابو میں نہ رکھ سکا۔“ چیف رابرٹ کو ہلاک کر دیا گیا ہے۔“ نوجوان نے جواب دیا۔

”کس نے ہلاک کیا ہے اور کب؟“ فنک نے چونکے بغیر کہا۔

تفصیل معلوم ہو سکے کہ وہاں کیا ہوا ہے اور کس نے ایسا کیا ہے۔ وہ فلم اور ٹیپ سہاں پہنچ گئی ہے اور اسے چیک کرنے کے بعد مجھے یہ سب کچھ معلوم ہوا ہے۔ اگر آپ تھیف کریں تو سپیشل روم میں تشریف لے آئیں اور خود ساری ٹیپ بھی سن لیں اور فلم بھی دیکھ لیں۔“
نوجوان نے موڈ بانٹنے میں کہا۔

”ٹھیک ہے۔ تم جاؤ۔ میں آ رہا ہوں۔“ فنک نے کہا اور نوجوان سلام کر کے مڑا اور تہہ بقیہ قدم اٹھا تا دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔
”لیکن رابرٹ نے تو مجھے کہا تھا کہ ان کا صرف ایک آدمی ٹریس ہو سکا ہے۔ جبکہ یہ کہہ رہا ہے کہ رابرٹ نے سب کو گرفتار کر لیا تھا۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ کال رابرٹ سے جبر آکر انی گئی تھی۔“ فنک نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی کتاب بند کر کے ریک میں رکھتے ہوئے بڑبڑا کر کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ پھر وہ مڑا اور کمرے کے ایک اندرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ مختلف راہداریوں سے گزرنے کے بعد وہ ایک ہال میں داخل ہوا تو وہاں دیواروں کے ساتھ انتہائی جدید ترین مشینیں نصب تھیں۔ درمیان میں ایک بڑی سی مچی تھی جس کے پیچھے دو کرسیاں رکھی ہوئی تھیں۔ مزے کے اوپر ایک مستطیل شکل کی مشین پڑی تھی اور ایک کرسی پر وہ نوجوان بیٹھا ہوا تھا جو فنک کے کمرے میں آیا تھا۔ ہال میں دوسری مشینوں کے ساتھ کئی افراد سفید گون ختنے کام کر رہے تھے۔

”آئیے ماسٹر۔“ نوجوان نے فنک کو دیکھتے ہی کرسی سے اٹھ کر

کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔
”یہ ٹھوکار کر۔ تم نے واقعی مجھے آج پریشان کر دیا ہے۔“ فنک نے خشک جھجے میں کہا اور منہ کے پیچھے رکھی ہوئی دوسری کرسی پر بیٹھ گیا۔

”ماسٹر۔ بات واقعی پریشان کن ہے لیکن شکر ہے کہ ہمیں اس کا علم پہلے سے ہو چکا ہے۔“ ماسٹر نے جواب دیا اور دوبارہ کرسی پر بیٹھ کر اس نے سامنے میز پر رکھی ہوئی مشین کے مختلف بٹن دبانے شروع کر دیے۔ چند لمحوں بعد مشین کی ایک سائیکل پر موجود سکرین ایک تھماکے سے روشن ہو گئی۔ اس کے ساتھ ہی اس پر ایک ہال بنا کمرے کا منظر ابھر آیا۔ کمرے میں کرسیوں پر پانچ افراد رسیوں سے بندھے ہوئے بیٹھے تھے جن میں سے ایک ہوش میں تھا جبکہ باقی چار افراد کی گردنیں دھکی ہوئی تھیں۔ یہ پانچوں ہی ایشیائی تھے۔

”ماسٹر۔ جب یہ پانچوں افراد ذہل سیون میں لائے گئے تھے تو یہ مقامی میک اپ میں تھے پھر ان کے میک اپ ساف کر دیئے گئے۔ یہ آدمی تو ہوش میں نظر آ رہا ہے اس کا نام علی عمران ہے۔ میں آپ کو یہ فلم وہاں سے دکھا رہا ہوں جہاں سے اصل واقعات کا آغاز ہوتا ہے۔“ ماسٹر نے کہا اور فنک نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اسی لمحے کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ایک سرنج تھی اس کے ساتھ ہی مار کرنے ہاتھ بڑھا کر مشین کا ایک اور بٹن پریس کر دیا۔

بے بس ہونے والوں کے متعلق فنک کو بتایا تو فنک نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اس کے بعد ٹونی اور اس کے دو محافظوں کی موت اور پھر عمران کی رابرٹ سے ہونے والی طویل بات چیت اس نے سنی۔ اس کے پھر سے پر یہ بات چیت سن کر پہلی بار قدرے برہمی کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ پھر رابرٹ کی اس کے ساتھ فون پر بات چیت اور پھر رابرٹ کی موت اور اس کے بعد عمران اور اس کے ساتھیوں کی اس کمرے سے باہر جانے کا سین اس نے دیکھا۔ اسی لمحے مار کرنے چند اور ہٹن وہانے تو سکریں پر جھماکا ہوا اور اس کے ساتھ ہی منظر بدل گیا۔ اب عمران اور اس کے ساتھی ایک برآمدے میں کمرے ہوئے تھے پھر ان کے درمیان ہونے والی بات چیت میں جب دینا اور اس کی ممی کی تصویر کی بات آئی تو فنک بے انتہا چونک کر سیدھا ہوا گیا۔ اس کے پھر سے پر انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔ تھوڑی دیر بعد جب عمران اور اس کے ساتھی اس کو ممی سے باہر نکل گئے تو مار کرنے مشین کے ہٹن آف کر دیئے اور سکریں تاریک ہو گئی۔

”آپ نے سب کچھ سن لیا ماسٹر۔ اگر ڈیل سیون میں یہ انتظامات نہ ہوتے تو یہ تصویر والی بھیا ناک سازش کبھی سانس نہ آتی اور ہم واقعی مار کھاتے۔“ مار کرنے کہا۔

”یہ واقعی انتہائی خطرناک سازش ہے۔ یہ لوگ میرے تصور سے بھی زیادہ چالاک ہوشیار اور شاطر ہیں لیکن اب تم اس سازش کا توڑ کیا کرو گے۔“ فنک نے مار کرنے سے مخاطب ہو کر کہا۔

”جہیں ہوش آگیا۔ کیسے آگیا۔ ابھی جہیں انجشن تو لگا نہیں پھر کیسے ہوش آگیا۔“ کمرے میں داخل ہونے والے نوجوان کی آواز سنائی دی کیونکہ اس کے ہونٹ ہٹنے سکریں پر صاف دکھائی دے رہے تھے۔

”کمرے کا مالدار اگر خوبصورت ہو تو مجھے بغیر انجشن کے بھی ہوش آجاتا ہے اور اس کمرے کی خوبصورتی تم کو دیکھ سکتے ہو۔“ مشین سے دوسری آواز سنائی دی اور چونکہ اس بار کرسی پر بندھے ہوئے نوجوان کے ہونٹ بٹے تھے اس لئے فنک سمجھ گیا کہ یہ عمران بات کر رہا ہے۔

”ہو نہ ہو۔ تو تم واقعی خطرناک آدمی ہو۔“ چیف رابرٹ درست کہہ رہا تھا۔ نوجوان نے کہا۔ اس کے بعد عمران اور اس نوجوان کے درمیان مزید گفتگو ہوئی اور وہ نوجوان عمران کے ساتھیوں کو انجشن لگا کر کمرے سے باہر چلا گیا۔ اس کے ساتھ ہی جب عمران نے اپنے جسم کے گرد بندھی ہوئی رسیاں کھولنا شروع کر دیں تو فنک چونک پڑا لیکن اس نے کوئی بات نہ کی اور خاموشی سے دیکھتا رہا۔ پھر ان سب افراد کی رسیوں سے رہائی ان کے درمیان ہونے والی بات چیت کے بعد کمرے میں داخل ہونے والے چار افراد پر ان کے حملے اور انہیں بے ہوش اور بے بس کرنے کے تمام مناظر اس نے دیکھے۔

”یہ چیف رابرٹ اس کے ساتھ ڈیل سیون کا انچارج ٹونی اور ڈیل سیون کے دو محافظ ہیں ماسٹر۔“ مار کرنے کمرے میں داخل ہو کر

”مس دینا کو کل یہاں لے آنے کے بعد اس کارڈ کو فوراً ضائع کر دیا جائے گا۔ اب تو یہ ہمارے لئے انتہائی آسان بات ہو گئی ہے۔“ مارکر نے کہا۔

”نہیں۔ اس طرح تو یہ لوگ پھر غائب ہو جائیں گے۔ سنو۔ تم نے ویسا ہی کرنا ہے جیسے اس عمران نے اس سازش کا تانا بانا ہے۔ مشینری کے خراب ہوتے ہی تم نے لارک کارپوریشن والوں کو انجینئر بھیجنے کا کہنا ہے البتہ جب انجینئر آجائے جو یقیناً عمران ہوگا تو تم نے اسے فوری طور پر بے ہوش کر کے بلیو روم میں پہنچا دینا ہے اور مجھے اطلاع کرنی ہے۔“ فنک نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

”لیکن ماسٹر۔ اس طرح تو یہ خطرناک ترین آدمی جیلز میں داخل ہونے میں کامیاب ہو جائے گا۔ مارکر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔“ میں اس کو اس کی ذہانت کی بنیاد پر ہی مات دینا چاہتا ہوں۔ اب جبکہ وہ پہچانا جا چکا ہے اب وہ یہاں آکر ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا اور اس کے پکڑے جانے کے بعد اس کے ساتھیوں کو ٹریس کرنا کوئی مسئلہ نہ رہے گا اور پھر میں اپنے ہاتھوں سے اسے موت کے گھاٹ اتاروں گا۔“ فنک نے کہا۔

”ییس ماسٹر۔“ مارکر نے جواب دیا اور فنک سر ملاتا ہوا مڑا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

فنک جیلز سے کچھ فاصلے پر سڑک کے کنارے ایک کار کھڑی تھی اس کار میں عمران اپنے ساتھیوں سمیت موجود تھا۔ عمران اس وقت لارک کارپوریشن کے انجینئر الفریڈ کے میک اپ میں تھا۔ اس کی پلاننگ درست ثابت ہوئی تھی۔ دنیا صبح ہی حسب دستور اپنے ڈیڑی سے ملے فنک جیلز پہنچ گئی تھی اور ظاہر ہے وہ عمران کی دی ہوئی اپنی می کی تصویر بھی ساتھ لے گئی تھی۔ عمران اپنے ساتھیوں سمیت گزشتہ رات کو ہی الفریڈ کے فلیٹ میں پہنچ گیا تھا۔ انہوں نے رات کو ہی الفریڈ کو گھسیٹ لیا تھا اور عمران نے اس سے باتیں کر کے اس کا لب و لہجہ اس کا انداز اور اس کے کام کرنے کے بارے میں تمام معلومات حاصل کر لی تھیں۔ اسے معلوم تھا کہ صبح لارک کارپوریشن کے چیئرمین کا فون آنے کا اور اسے حکم دیا جائے گا کہ وہ جا کر فنک جیلز میں مشینری درست کرے پھر انچ صبح ہوتے ہی عمران نے الفریڈ کا ایسا

دور فون نصب تھا۔ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کال کا
بٹن پریس کر دیا۔

”باہر کون ہے؟“ ایک بھاری مردانہ آواز دور فون کے رسیور
سے سنائی دی۔

”انجینئر الغریزہ فرام لارک کارپوریشن..... عمران نے الغریزہ کی
آواز اور لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کس نے بھیجا ہے تمہیں؟“ دوسری طرف سے پوچھا گیا۔
”لارک کارپوریشن کے چیئرمین نارمنڈ نے..... عمران نے

جواب دیا۔

”اوکے۔“ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی اس
جہازی سائز کے پھانک کے ایک کونے میں ایک چھوٹی سی کھڑکی کھل
گئی اور عمران سر جھکا کر اندر داخل ہو گیا لیکن اندر داخل ہو کر وہ ابھی
پوری طرح سیدھا بھی نہ ہوا تھا کہ اچانک اس کی ناک پر جیسے ایک
دھماکہ سا ہوا۔ بالکل اسی طرح کہ دھماکہ جیسے غبارہ پھٹنے وقت ہوتا
ہے اور اس کے ساتھ ہی عمران کا ذہن مختلف اس طرح بند ہو گیا جیسے
کیرے کا شش بند ہو تا ہے۔ پھر جب اس کے ذہن پر پڑا ہوا تاریک پردہ
بنا تو عمران کی آنکھیں خود بخود کھل گئیں۔ چند لمحوں تک تو وہ
لاشعوری کیفیت میں رہا پھر آہستہ آہستہ اس کا شعور جاگ اٹھا اور اس
کے ساتھ ہی اس کے ذہن میں سابقہ منظر کسی فلم کے سین کی طرح
اُبھر آیا جب وہ چھوٹی کھڑکی سے سر جھکا کر اندر داخل ہو رہا تھا اور اس کی

میک اپ کر رہا تھا جو کسی مشین یا میک اپ واشر سے جیک نہ ہو
سکتا تھا۔ اس نے الغریزہ کا لباس بھی پہن لیا تھا اور اس کے کام کرنے کا
مخصوص بریف کیس بھی تیار کر لیا تھا اور پھر اس کی توقع کے عین
مطابق تقریباً دس بجے چیئرمین کا فون آگیا اور عمران نے الغریزہ کے لہجے
میں جواب دیتے ہوئے اسے کہہ دیا کہ وہ فوراً فنک بیلس جا رہا ہے۔
الغریزہ کو طویل بے ہوشی کا انجشن لگا کر انہوں نے ایک الماری میں
بند کر دیا تھا اور اب وہ سب فنک بیلس سے کچھ فاصلے پر موجود تھے۔
”تم لوگوں نے نہیں رہنا ہے۔ کار کی سیٹوں کے نیچے مخصوص
اسلحہ موجود ہے۔ اول تو اندر ساری کارروائی میں خود ہی مکمل کر لو
گالین اس کے باوجود اگر مجھے قہاری ضرورت محسوس ہوئی تو میں
تمہیں ریڈ کاش دے دوں گا۔ میں بہر حال اندر موجود حفاظتی
انتظامات کو مکمل طور پر جانتے ہی ضرور کروں گا اس لئے تم اطمینان
سے اندر داخل ہو سکو گے۔ اس کے بعد جیسی صورت حال ہو ویسے
کرنا۔“ عمران نے اپنے ساتھیوں کو ہدایات دیتے ہوئے کہا اور پھر
کار کا دروازہ کھول کر وہ نیچے اترا۔ اس کے ہاتھ میں وہ مخصوص بریف
کیس موجود تھا جس میں انتہائی حساس اور جدید مشینری کی مرست
کرنے والے جدید ترین آلات موجود تھے۔ وہ بریف کیس اٹھائے
اظمینان سے قدم بڑھاتا فنک بیلس کے جہازی سائز کے پھانک کی
طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔ پھانک بند تھا۔ الہیہ ستون پر فنک بیلس کی
ایک بڑی سی پلیٹ موجود تھی۔ اس پلیٹ کے نیچے کال بیل کا بٹن اور

زیادہ جدید تھے۔ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔
اسی لمحے اس نے اپنے ساتھ بیٹھے ہوئے تنویر کی گراہ سنی تو اس نے
چونک کر تنویر کو دیکھا۔ تنویر کا سر آہستہ آہستہ اوپر اٹھ رہا تھا۔ پھر
اس نے آنکھیں کھول دیں۔

”تم لوگ یہاں کیسے پہنچ گئے؟“ عمران نے تنویر سے مخاطب
ہو کر کہا تو تنویر کی گردن ایک جھٹکے سے مڑی۔

”اوہ۔ اوہ۔ یہ۔ یہ ہم کہاں آ گئے۔ یہ کونسی جگہ ہے اور یہ میرے
جسم کو کیا ہوا ہے؟“ تنویر نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
”یہ یقیناً فنک ہسپتس ہے۔ میں تو چلو خود اندر آیا تھا لیکن تم یہاں
کیسے پہنچ گئے؟“ عمران نے کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ فنک ہسپتس۔ لیکن ہر تو کار میں بیٹھے ہوئے تھے کہ
اچانک کار کے قریب سے گزرتے ہوئے ایک آدمی نے کار کے اندر
کوئی چیز پھینکی اور اس کے ساتھ ہی میرے ذہن پر جیسے کسی نے سیاہ
چادر تان دی۔“ تنویر نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلادیا۔
پچھلے لمحوں بعد تنویر کے ساتھ بیٹھے ہوئے صفدر نے گراہتے ہوئے سر
اٹھانا شروع کر دیا اور پھر پچھلے لمحوں کے وقفے سے ایک ایک کر کے
سارے سامنے بوش میں آگے اور سب نے اسی طرح حیرت کا اظہار کیا
جیسے تنویر نے کیا تھا اور پھر اس سے پہلے کہ ان کے درمیان کوئی بات
ہوتی اچانک اس شیشے والے کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک بانس کی
طرح لمبا اور دبلا آدمی اندر داخل ہوا جس کا سر اندے کی طرح صاف

ناک پر کوئی غبار سا پھنسا تھا۔ اس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی
لیکن دوسرے لمحے اس نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا کیونکہ اس
کے جسم نے اس کے ذہن کا ساتھ دینے سے انکار کر دیا تھا۔ اس کا جسم
مکمل طور پر بے حس و حرکت ہو چکا تھا۔ البتہ اس کا سر اس کی گردن
تک حرکت کر سکتا تھا۔ جسم بے حس و حرکت ہونے کے باوجود وہ
ایک کرسی پر اڈا کی گرفت میں تھا اور وہ کرسی پر اس طرح بیٹھا ہوا تھا
جیسے کوئی انتہائی جھٹکا ہو آدمی کرسی پر نہ حال ہو کر تقریباً گر پڑا ہے۔
”یہ سب کیسے ہو گیا؟“ عمران نے لامشور کی طور پر پرہیز کرتے
ہوئے کہا اور اس نے جب اپنی آواز سنی تو وہ سمجھ گیا کہ وہ نہ صرف
سوچ سکتا ہے بلکہ بول بھی سکتا ہے۔ اس نے گردن گھما کر دونوں
سانسوں پر دیکھا تو وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ اس کے ساتھ راڈز
والی کرسیوں پر صفدر، کیپٹن شکیل، تنویر اور خاور بھی موجود تھے البتہ
ان کی گردنیں جھکی ہوئی تھیں وہ بے ہوش تھے۔ کمرہ خاصا بڑا تھا اور
راڈز والی کرسیاں اس کمرے کی عقبی دیوار کے ساتھ رکھی ہوئی تھیں۔
کرسیاں فرش پر نصب تھیں اور کمرے کی دیواریں فرش اور چھت سب
گہرے نیلے رنگ کی تھیں۔ کمرے کے ایک کونے میں شفاف شیشے
کے پارٹیشن سے بنا ہوا ایک اور کمرہ تھا جس میں چار کرسیاں موجود
تھیں اور کرسیوں کے سامنے ایک میز تھی جس پر ایک چھوٹی سی مشین
رکھی ہوئی صاف دکھائی دے رہی تھی۔ یہ کمرہ خالی تھا۔

”اس کا مطلب ہے کہ یہاں انتظامات میری توقع سے بھی کم ہیں

میں پیلس میں داخل ہونے کی پلاننگ کی وہ واقعی جہاری ذہانت کی روشن دلیل ہے۔ تم سے الگ صرف اتنی غلطی ہو گئی کہ تم نے مجھے بھی عام بد معاش سمجھ لیا تھا۔ ہمیں یہ اندازہ نہ تھا کہ اس مخصوص اڈے میں بھی ایسی مشینری موجود ہے جس نے ہمارے اور رابرٹ کے درمیان ہونے والی گفتگو کے ساتھ ساتھ جہاری اور ہمارے ساتھیوں کے درمیان ہونے والی تمام گفتگو ٹیپ کر لی ہے اور جہاری وہاں ساری کارروائی کی مسلسل فہم بن رہی ہے۔ جہاری اور ہمارے ساتھیوں کے درمیان ہونے والی گفتگو سے ہی مجھے جہاری اس پلاننگ کا علم ہوا اور نہ یقیناً میں مارا جاتا تھا۔ فنک نے اسی طرح سرد اور سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”دیسے دینا کو تو اپنی مہم کی تصویر پسند آئی تھی۔ کیا ہمیں اپنی بیگم کی تصویر پسند آئی ہے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا چونکہ فنک نے بھی اسے تم سے مخاطب ہو کر بات کی تھی اس لئے اس نے بھی جواب اسی لئے میں دیا تھا۔

”ہاں اچھی تصویر تھی۔“ فنک نے جواب دیا۔

”میرا جہارا اپنی دینا سے معاہدہ ہوا تھا کہ وہ تم سے مل کر اس تصویر کی جو قیمت مقرر کرانے گی وہ مجھے قبول ہوگی۔ اب جبکہ تم بھی یہاں موجود ہو اور مس وینا بھی اور جہاں یہ تصویر بھی پسند آ چکی ہے تو پھر بولو کیا قیمت مقرر کرتے ہو اس کی۔“ عمران نے اسی طرح اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

تھا۔ سچہ لمبو ترا تھا۔ نموڑی لمبوڑی سی تھی اور ہچرے کی بڑیاں باہر کو نکلی ہوئی تھیں انکھیں ہچرے کی مناسبت سے کافی بڑی اور شمار اُلو دسی تھیں۔ وہ بڑے باوقار انداز میں چلتا ہوا آیا اور ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ عمران اسے دیکھتے ہی پہچان گیا کہ یہی فنک سنڈکیٹ کا سربراہ فنک ہے کیونکہ اس کا صلیہ وہ کراؤن سے پہلے ہی معلوم کر چکا تھا۔ اس کے ساتھ ایک لڑکی تھی اور اسے دیکھ کر نہ صرف عمران بلکہ اس کے ساتھی بھی پہچان گئے کہ وہ وینا ہے۔ وینا فنک کے ساتھ ہی کرسی پر بیٹھ گئی۔ اس کے ہچرے پر حیرت کے ساتھ ساتھ قدرے پریشانی کے تاثرات بھی نمایاں تھے۔ ان کے پیچھے دو آدمی تھے دونوں ہی نوجوان تھے وہ ان کے عقب میں رکھی ہوئی کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ فنک نے ہاتھ بڑھا کر سامنے رکھی ہوئی مشین کا کوئی پٹن دیا تو عمران اور اس کے ساتھیوں کو اوپر جھٹ سے ہلکی سی پتک کی آواز سنائی دی۔

”عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبر کو فنک اپنے پیلس میں خوش آمدید کہتا ہے۔“ ایک سپاٹ اور سرد سی آواز سنائی دی۔

”جے جے شکر یہ مسٹر فنک اور مس وینا فنک۔ آپ کا پیلس دیکھنے کی ہمیں حسرت ہی رہ گئی۔ میں نے تو سنا تھا کہ انتہائی شاندار پیلس ہے لیکن نبھانے آپ نے کیوں ہمیں اسے اچھی طرح دیکھنے سے محروم رکھا ہے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”اس لئے کہ جہارے متعلق مشہور ہے کہ تم انتہائی حد تک خطرناک اور ذہین انجینئر ہو دیکھو جس طرح تم نے انگریز کے روپ

ہوا تھا جس سے ایک خاص قسم کی شعاعیں ہر وقت نکلتی رہتی تھیں اور ہمارے سائنسدانوں کے پاس ایسی مشینیں تھیں جو ان نظریہ آنے والی شعاعوں کو چیک کر سکتی تھی۔ اس مشین کے ذریعے یہ شعاعیں چیک کی گئیں اور نقشے پر اس جگہ کو بھی مارک کیا گیا تو نشانہ ہی ہو گئی اور فائل واپس حاصل کر لی گئی..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ تو یہ بات تھی۔ ٹھیک ہے۔ آئندہ فائل حاصل کرتے وقت اس بات کا خاص خیال رکھا جائے گا۔ جہاں اشکیر کہ تم نے یہ بات بتا دی ہے اور اس کے انعام میں جہاڑے ساتھ میں یہ رعایت کر رہا ہوں کہ جہاڑے ساتھیوں کو تو انتہائی عبرت ناک موت مارا جائے گا جب کہ تمہیں آسان موت دی جائے گی“..... فنک نے کہا۔

”تم نے موت سہلانی کرنے کی کوئی دکان کھول رکھی ہے فنک کہ وہاں موت کی مختلف قسموں کی بوریاں رکھی ہوئی ہیں۔ کسی میں عبرت ناک موت ہے اور کسی بوری میں آسان موت“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ ایسے ہی سمجھ لو۔ یہ میرے سائنس جو مشین رکھی ہوئی ہے اس میں بے شمار بنن لگے ہوئے ہیں۔ بس مجھے بنن دبانے ہوں گے اور موت تم پر وار ہو جائے گی“..... فنک نے جواب دیا۔

”لیکن پہلے نجات تو کر دو کہ عبرت ناک موت کسے کہتے ہیں اور آسان موت کسے کہتے ہیں“..... عمران نے کہا

”تم پاکیشیا میں اپنا اکاؤنٹ منبر اور بینک کے بارے میں بتا دو۔ اس کی قیمت وہاں جمع کرادی جائے گی“..... فنک نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا۔

”کتنی قیمت“..... عمران نے کہا۔

”جس قدر تم اپنے وارثوں کے لئے چھوڑ جانا چاہو“..... فنک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”پھر تو مجھے پہلے یہ سوچنا پڑے گا کہ میرا وارث کون بن سکتا ہے اور اس کے لئے کافی وقت چلیے“..... عمران نے جواب دیا۔

”میرے خیال میں تم نے اپنی طبیعت کے مطابق کافی باتیں کر لی ہیں۔ اس لئے اب کچھ میری طبیعت کے مطابق بھی باتیں ہو جائیں۔“..... فنک نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

”ہاں ہاں۔ بالکل۔ جہاڑی حییت ویسے بھی مجھے پسند آئی ہے۔ قلعی کی طرح ٹھنڈی بھی اور ذائقہ دار بھی“..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”تم نے میرے آدمیوں سے ڈیفنس فائل فوراً واپس حاصل کر لی تھی۔ اس کے لئے تم نے کیا طریقہ اختیار کیا تھا کیونکہ مجھے جو رپورٹ ملی ہے اس کے مطابق جہاڑا ان تک پہنچنا ناممکن تھا لیکن تم براہ راست ان تک پہنچ گئے اور وہ بھی انتہائی کم وقت میں“..... فنک نے کہا۔

”اوہ۔ یہ تو بڑی معمولی سی بات تھی۔ اس فائل میں ایسا کیمیکل رگا

پارٹیشن والے کمرے سے باہر چلا گیا۔

”جہاڑی لڑکی تم سے زیادہ ذہین ہے فنک۔ اس نے اپنے آپ کو ان حالات سے بچالیا ہے جن کا تم ابھی شکار ہونے والے ہو۔“ عمران نے جواب دیا۔

”ایسی باتوں سے تم کچھ حاصل نہ کر سکو گے مسٹر علی عمران۔“ فنک نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ بڑھا کر بکلی کی تیزی سے بٹن دبا دیا۔ دوسرے لمحے چھت سے کھٹاک کی آواز سنائی دی اور نیلے رنگ کی شعاعوں کا ایک دھارا سا چھت سے نکل کر قطار میں سب سے آخر میں بیٹھے ہوئے خاور کے جسم پر پڑا۔ عمران کے سارے ساتھیوں کے پھرے بگڑ گئے لیکن عمران اسی طرح اطمینان سے بیٹھا ہوا تھا۔ دوسرے لمحے ایک بار پھر کھٹاک کی آواز سنائی دی اور نیلے رنگ کی شعاعوں کا دھارا غائب ہو گیا۔ لیکن خاور اسی طرح اطمینان سے بیٹھا ہوا تھا البتہ اس کا ڈھیلا پڑا ہوا جسم جھٹکتا سن سا گیا تھا۔

”یہ کیا ہوا۔“ یہ آدمی پر بلا سبز ریز نے اثر کیوں نہیں کیا۔ فنک نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”اگر یہی نصرت ناک موت ہے فنک تو پھر میں بھی ایسی عبرت ناک موت مرنے کے لئے تیار ہوں۔“ عمران نے طنزیہ انداز میں قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔

”تم۔ جہاڑی یہ بھرت کہ تم نے مجھے جیتلیج کرو۔“ فنک نے

”بتانے سے بہتر ہے کہ تمہیں اس کا تجربہ دکھا دوں۔ جہاڑا جو ساتھی قطار میں سب سے آخر میں بیٹھا ہوا ہے میں اس پر عبرت ناک موت وارد کر رہا ہوں۔ اس کی جو حالت ہوگی اس سے تمہیں خود بخود معلوم ہو جائے گا کہ عبرت ناک موت کسے کہتے ہیں۔“ فنک نے اسی طرح ٹھنڈے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کا ہاتھ مشین کی طرف بڑھا۔

”ایک منٹ رک جاؤ فنک۔“ عمران نے تیز لہجے میں کہا تو فنک کا ہاتھ رک گیا۔

”کیا کہنا چاہتے ہو۔“ فنک نے منہ بناتے ہوئے پوچھا۔

”جہاڑی بیٹی دینا بے حد معصوم اور شریف لڑکی ہے اور مجھے معلوم ہوا ہے کہ اسے جہاڑی ان کارستانیوں کا کوئی علم نہیں ہے جو تم یہاں بیٹھ کر کرتے رہتے ہو۔ کیا تم اس کے سامنے بے گناہ انسانوں کو عبرت ناک یا انسان موت مارنا پسند کرو گے۔ بہتر یہی ہے کہ اسے واپس بھجوا دو اور پھر جو جی چاہے کرتے رہو۔“ عمران نے کہا۔

”میں جا رہی ہوں ڈیڈی۔“ ٹھٹکتے دینا نے جواب تک خاموش بیٹھی ہوئی تھی ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ مار کر جاؤ اور دینا کو اس کی آرام گاہ تک پہنچاؤ۔“ فنک نے کہا تو عقبی کرسیوں پر بیٹھے ہوئے نوجوانوں میں سے ایک نوجوان اٹھا اور پھر دینا کے پیچھے چلتا ہوا اس شیشے کے

پہلی بار اپنی طبیعت کے برعکس چھتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے مشین کے یکے بعد دیگرے مختلف بین پریس کرنے شروع کر دیئے اور اس کے ساتھ ہی چھت سے کھٹاک کھٹاک کی آوازیں نکلنے لگیں اور عمران سمیت سب کے جسموں پر وہی نیلے رنگ کی شعاعوں کے دھارے پڑنے لگے اور پھٹکی کی طرح ایک لمحے بعد دوبارہ کھٹاک کھٹاک کی آوازیں کے ساتھ ہی یہ دھارے غائب ہو گئے اور اس کے ساتھ ہی عمران نے محسوس کیا کہ اس کے بے حس و حرکت جسم میں جیسے اچانک رون پڑ گئی ہو اس کا جسم بے اختیار تن سا گیا۔

”بلاؤ۔ مار کر کو بلاؤ۔ جلدی ملاؤ۔ یہ سب کیا ہو رہا ہے۔ یہ بلاسٹر ریز نے ان پر اثر کیوں نہیں کیا۔“ فنک نے چھتے ہوئے کہا اور عقلمندی پر بیخا ہوا آدمی اٹھا اور غلطی کی تیزی سے شیشے والے اس پارٹیشن سے باہر نکل گیا۔

”تم نے دیکھ لیا فنک کہ تم اپنے پیٹلس میں بھی ہم پر موت وارد کرنے میں بے بس ہو چکے ہو۔ الٹے اگر ان کو منظور ہوا تو یہ پیٹلس تمہارا دم فٹن بنے گا۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”یہ۔ یہ۔ تم نے کیا کیا ہے۔ کیا تم نے کچھ کیا ہے۔“ یقین تم کیا کر سکتے ہو۔ تم تو بے بس بیٹھے ہوئے ہو۔“ فنک نے تیز لہجے میں کہا اسی لمحے شیشے والے کمرے کا دروازہ کھلا اور وہی مار کر تیزی سے اندر داخل ہوا۔

”کیا ہوا بلاسٹر۔“ مار کرنے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”میں نے ان پر بلاسٹر ریز فائر کی ہیں لیکن ان پر کوئی اثر ہی نہیں ہوا۔ حالانکہ اب تک تو ان کے جسموں پر موجود گوشت بھی پانی بن کر بہہ جانا چاہئے تھا۔ لیکن یہ تو دیسے کے دیسے ہی بیٹھے ہیں۔ نہ ان کے حلق سے چھتیں نکل رہی ہیں اور نہ انہیں کوئی تکلیف ہو رہی ہے۔“ فنک نے چھتے ہوئے کہا۔

”ماسٹر۔ ریز فائر تو ہوئی ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ سسٹم تو درست ہے شاید ریز کی ماییت میں کوئی فرق پڑ گیا ہو گا۔ مجھے چھٹک کر نا ہو گا۔ آپ ایسا کریں کہ انہیں گولیوں سے اڑا دیں۔“ مار کر نے کہا۔

”نہیں پھٹے تم جا کر چھٹک کر دو کہ یہ سب کیا ہوا ہے۔ کیسے ہوا ہے کس نے ایسا کیا ہے۔ یہ بندہ ہوئے بیٹھے ہیں۔ یہ کہاں جا سکتے ہیں میں انہیں عبرت ناک موت مارنا چاہتا ہوں۔“ فنک نے تیز لہجے میں کہا۔

”میں ماسٹر۔ میں ابھی چھٹک کرتا ہوں۔“ مار کرنے کہا اور تیزی سے واپس مڑ گیا۔

”تم فکر مت کرو۔“ جہیں بہر حال عبرت ناک موت ہی مارا جائے گا۔ فنک نے مار کر کے جانے کے بعد عمران سے مخاطب ہو کر کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے اٹھا اور دوسرے لمحے وہ بھی اس شیشے والے کمرے سے غائب ہو گیا۔

”یہ سب کیا ہوا ہے عمران صاحب۔“ صفدر نے فنک کے

جاتے ہی عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

”کچھ نہیں فنک نے خدائی دعویٰ کیا تھا۔ ان تعالیٰ کو اس کا دعویٰ پسند نہیں آیا“..... عمران نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنا سانس اندر کی طرف بھیج کر اپنے جسم کو سکڑا اور پھر تیزی سے اوپر کو کھسکنا شروع کر دیا۔ راڈز جو پہلے اس کے جسم کے ڈھیلے پڑنے کی وجہ سے اسے بہت ناگٹ محسوس ہو رہے تھے لیکن اب جسم تن جانے کی وجہ سے اور پھر سانس اندر بھیجنے کی وجہ سے اب ان راڈز اور عمران کے جسم کے درمیان قدرے فاصلہ پیدا ہو گیا تھا چنانچہ عمران کا جسم اوپر کو اٹھتا چلا گیا۔ گو اس کی رفتار خاصی کم تھی لیکن بہر حال وہ اوپر کو اٹھتا جا رہا تھا۔ عمران نے مسلسل سانس روک رکھا تھا اور ہتھکڑیوں بعد ہی وہ اچھل کر کرسی پر کودا ہو گیا اور دوسرے لمحے اس نے نیچے فرش پر چھلانگ لگا دی۔ اب وہ کرسی کی گرفت سے آزاد ہو چکا تھا۔ اس کے ساتھ ہی وہ مڑا اور تیزی سے اپنے ساتھیوں کی کرسیوں کے عقب میں گیا اور پھر کھٹک کھٹک کی آوازوں کے ساتھ ہی اس کے ساتھیوں کے جسموں کے گرد موجود راڈز کرسیوں کے بازوؤں میں غائب ہوتے چلے گئے اور وہ سب ایک ایک کر کے آزاد ہو گئے۔

لیکن عمران صاحب۔ اس ہال کا تو کوئی دروازہ بھی نہیں ہے۔ پہلے میں سمجھا تھا کہ شاید عقبی طرف دروازہ ہوگا لیکن اب تو عقبی طرف بھی کوئی دروازہ نہیں ہے..... صفدر نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”یہاں دروازے کس قسم کے تحت نمودار ہوتے ہوں گے اللہ اس شیشے کے پارٹیشن والے کمرے کا دروازہ موجود ہے۔ اس لئے ہم نے اس راستے سے نکلنا ہے“..... عمران نے کہا اور تیزی سے اس شیشے کے پارٹیشن والے کمرے کی طرف بڑستا چلا گیا۔ اس کے ساتھی بھی اس کے پیچھے تھے۔

”تفویر۔ آؤ میرے کاندھوں پر بیٹھ کر اوپر اٹھو اور پھر دوسری طرف کو دجاؤ.....“ عمران نے کہا۔

”نہیں عمران صاحب۔ پہلے آپ جائیں.....“ کیپٹن شکیل نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ دیوار کے ساتھ بیٹھ بیٹھ گیا۔ عمران سر ملاتا ہوا آگے بڑھا اور اس نے کیپٹن شکیل کے دونوں کاندھوں پر پیہ رکھے اور جھک کر اس کا سر ہڈکرایا۔ کیپٹن شکیل ایک جھٹکے سے اٹھ کر کودا ہوا شیشے کی دیوار اور چھت کے درمیان تھوڑا سا فاصلہ تھا لیکن یہ فاصلہ بہر حال اتنا تھا کہ اس میں سے ایک آدمی آسانی سے گزر سکتا تھا۔ کیپٹن شکیل کے اوپر اٹھتے ہی عمران نے اچھل کر شیشے کی دیوار کے سرے کو دونوں ہاتھوں سے پڑا اور دوسرے لمحے اس کا جسم ایک جھٹکے سے اوپر کو اٹھتا چلا گیا۔ جب عمران کے بازو پوری طرح سمٹ گئے تو عمران کے جسم نے تیزی سے ٹھکرا کھایا اور اس کے ساتھ ہی اس کا جسم گھومتا ہوا اس خلا سے گزر کر دوسری طرف لٹک گیا اور پھر پلک جھپکنے میں عمران دوسری طرف کود گیا۔ اس کے پیہ صیہی زمین سے لگے وہ ایک بار اچھلا اور پھر سیہ جا ہو گیا۔

عمران سر کے بل نیچے گر اٹھا کیونکہ جس وقت فرش غائب ہوا تھا اس کا قدم آگے کی طرف بڑھ رہا تھا اور اس کے ساتھ ہی اس کا جسم بھی قدرے آگے کی طرف جھکا ہوا تھا اس نے فرش غائب ہوتے ہی وہ سر کے بل نیچے گرنے لگا تھا۔ اس نے نیچے گرتے ہوئے اپنے آپ کو سنبھالنے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے اسے یوں محسوس ہوا جیسے کوئی نامانوس سی گئیں اس کے ذہن سے نکلانی ہو اور اس کے ساتھ ہی اس کا ذہن اس کا ساتھ چھوڑ گیا۔ بس آخری احساس یہی تھا کہ وہ اسی طرح سر کے بل نہ جانے کس اتھاہ گہرائی میں گرنا چلا جا رہا ہے۔ پھر جس طرح تاریک بادلوں میں آسمانی بجلی چمکتی ہے اس طرح اس کے تاریک ذہن پر روشنی کی لکیر سی پھانی اور پھر یہ روشنی بڑھتی چلی گئی۔

”اسے ہوش آ رہا ہے مس۔“ ایک مردانہ آواز عمران کے کانوں سے نکلرائی اور اس کا شعور پوری طرح جاگ اٹھا۔ اس کی آنکھیں کھل گئیں۔

”شکریہ درد میں تو سمجھی تھی کہ تمام کوشش بے کار چلی جانے لگی۔“ ایک نسوانی آواز عمران کے اپنے دائیں کان پر سنائی دی اور اس کی گردن تیزی سے اس طرف کو گھوم گئی اور دوسرے لمحے وہ یہ دیکھ کر بری طرح ہلک پڑا کہ فلک کی بیٹی ویانا اس کے قریب کمزری تھی۔ عمران بستر پر لیٹا ہوا تھا اور یہ بستر اور کمزہ بتا رہا تھا کہ وہ کسی ہسپتال میں ہے۔

”اب یہ بالکل ٹھیک ہیں مس۔“ دوسری طرف سے وہی

”میں اس کمرے کا دروازہ کھولتا ہوں۔“ عمران کی آواز سنائی دی اور دوسرے لمحے وہ اس پارٹیشن والے کمرے کے دروازے کی طرف بڑھا اور اپنے ساتھیوں کی نظروں سے غائب ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد سربراہت کی تیز آواز ابھری اور ایک سانیٹ میں دیوار کا درمیانی حصہ تقسیم ہو کر دونوں سانیٹوں میں غائب ہو گیا۔

”آؤ جلدی۔“ عمران نے اس خلا سے جھانکتے ہوئے کہا اور وہ سب تیزی سے اس خلا کی طرف بڑھے۔ دوسری طرف ایک جھونا سا کمزہ تھا جس میں ایک سانیٹ پر ایک قد آدم مشین موجود تھی۔ جیسے ہی عمران کے ساتھی اس خلا سے نکل کر اس کمرے میں آئے عمران نے مشین کا ایک بزن پریس کر دیا اور سربراہت کی آواز کے ساتھ ہی خلا برابر ہو گیا۔

”آؤ۔“ عمران نے کہا اور اس کمرے کے ایک کونے میں موجود دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ دروازہ کھول کر اس نے دوسری طرف جھانکا تو یہ ایک طویل راہداری تھی جو آگے جا کر مڑ گئی تھی۔

”آؤ۔“ عمران نے مڑ کر اپنے ساتھیوں سے کہا اور پھر تیزی سے مڑ کر وہ راہداری میں داخل ہو گیا۔ اس کے ساتھی اس کے پیچھے تھے لیکن ابھی انہوں نے نصف راہداری طے کی ہوگی کہ اچانک سربراہت کی آواز کے ساتھ ہی ان سب کے قدموں تلے سے فرش اچانک غائب ہو گیا اور تیز تر چلنے کی وجہ سے وہ اپنے آپ کو بروقت سنبھال نہ سکے اور دوسرے لمحے پچھ پشت کے بل اور کچھ سر کے بل نیچے گرتے چلے گئے۔

ریو الونگ کرسی موجود تھی۔

”بیٹھو.....“ وینا نے اس ریو الونگ کرسی پر بیٹھتے ہوئے عمران کو میز کی دوسری طرف موجود کرسیوں میں سے ایک کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ باتیں بعد میں ہوں گی۔ پہلے مجھے میرے ساتھیوں سے ملنا..... عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے سنجیدہ لہجے میں کہا تو وینا نے میز کے کنارے کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ ہتک کی آواز کے ساتھ ہی سائیڈ دیوار پر ایک کافی بڑی جگہ کسی سکرین کی طرح روشن ہو گئی۔

”دیکھو.....“ وینا نے کہا اور عمران نے نظریں گھما کر دیکھا۔ سکرین پر ایک بڑے کمرے کا منظر تھا جس میں صوفوں پر اس کے سارے ساتھی بیٹھے آپس میں باتیں کر رہے تھے لیکن ان سب کے چہروں پر خاصی تشویش کے تاثرات نمایاں تھے۔

”یہ اس لئے پریشان نظر آ رہے ہیں کہ انہیں ابھی تک جہانے ہوش میں آنے کی اطلاع نہیں ملی.....“ وینا نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے میز کی دراز کھولی اور اس میں سے ایک کارڈ لیس فون نکالا اور پھر اس کے دو بٹن پریس کر دیئے۔ عمران نے دیکھا کہ کمرے میں موجود اس کے ساتھی چونک کر ایک سائیڈ پر پڑی ہوئی میز پر رکھے ہوئے فون کی طرف دیکھنے لگے۔ پھر صفہ راہنہ کر فون کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے رسیور اٹھایا۔

”مسٹر صفہ۔ میں وینا بول رہی ہوں۔ مسٹر علی عمران کو ہوش

مردانہ آواز سنائی دی اور عمران کی گردن گھومی تو اس نے سفید گون بہنے ایک ادھیر عمر ڈاکٹر کو کمرے دیکھا۔

”نھیک ہے آپ جائیں۔ میں اسے ساتھ لے جاؤں گی۔ چلو عمران نیچے اترو اور میرے ساتھ آؤ.....“ وینا نے کہا۔

”وہ۔ وہ۔ میرے ساتھی۔ وہ کہاں ہیں.....“ عمران کو اپنا تک اپنے ساتھیوں کا خیال آ گیا تھا۔

”وہ نھیک ہیں اور محفوظ جگہ پر بھی ہیں۔ صرف جہاد ہی بے ہوشی ختم ہونے میں نہ رہی تھی.....“ وینا نے کہا۔

”تم پہلے بول پڑتیں تو یقیناً یہ بے ہوشی اتنی طویل نہ ہوتی۔“ عمران نے بستر سے نیچے اترتے ہوئے کہا۔ اس کے جسم پر وہی لباس تھا جو وہ اغریڈ کے روپ میں پہن کر فنک پیس میں داخل ہوا تھا۔

”آؤ۔ باتیں بعد میں ہوں گی.....“ وینا نے کہا اور مڑ کر کمرے کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ ویسے اب وہ معصوم سی لڑکی کی بجائے انتہائی باوقار خاتون لگ رہی تھی۔ اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی اور وقار سا تھا۔ اس کی چال بھی لڑکیوں جیسی نہ تھی۔ عمران

بستر سے نیچے اترا اور اس کے پیچھے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ باہر ایک راہداری تھی۔ راہداری کے اختتام پر ایک دروازہ تھا۔ وینا نے دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو گئی۔ عمران اس کے پیچھے اس کمرے میں پہنچ گیا۔ یہ ایک خاصا بڑا کمرہ تھا جس میں ایک بڑی سی دفتری میز تھی

اور اس کے سامنے دو کرسیاں اور میز کے پیچھے ایک اونچی نشست کی

جائے گی۔ فی الحال میرے حق میں دعا کرنا کیونکہ ابھی مس وینا مذاکرات کرنا چاہتی ہیں۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے بین آف دیا۔

”اسی لمحے وینا نے میز کے کنارے کی طرف ہاتھ بڑھایا اور پتک کی آواز کے ساتھ ہی دیوار پر نظر آنے والی سکرین غائب ہو گئی۔ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے فون پیس میسر پر رکھ دیا جسے وینا نے اٹھا کر میز کی دراز میں ڈالا اور میز کی دراز بند کر دی۔ وہ شاید ہر کام قرینے اور باقاعدگی سے کرنے کی عادی تھی۔

”تم کیا پینا پسند کرو گے۔۔۔۔۔ وینا نے میز کی دراز بند کرتے ہوئے اسی طرح انتہائی سنجیدہ لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

”جہاڑی سنجیدگی بتا رہی ہے کہ تم کافی جلدی میں ہو اور اخلاقاً پینے کے بارے میں پوچھ رہی ہو۔ اس لئے فی الحال کچھ نہیں۔۔۔۔۔ عمران نے لطف سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

”میسر علی عمران۔ پچھلے تو تمہیں میں یہ بتا دوں کہ میں نے تمہیں اور جہاڑی کے ساتھ یوں کو اپنی جان پر کھیل کر نہ صرف بچایا ہے بلکہ فنک چینل سے تم لوگوں کو اس طرح باہر لے آئی ہوں کہ فنک کو بھی معلوم نہ ہو سکے گا کہ تم لوگ کہاں گئے ہو۔۔۔۔۔ وینا نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”اس کے لئے بے حد شکر یہ۔ لیکن تم اپنا اصل تعارف تو کرا دو۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ وینا کی بات سننے ہی اس

آگیا ہے اور وہ اس وقت میرے ساتھ میرے دفتر میں موجود ہیں۔ میں نے ان سے چونکہ انتہائی ضروری باتیں کرنی ہیں اس لئے وہ تھوڑی دیر بعد آپ سے ملنے آئیں گے۔ ویسے اگر آپ چاہیں تو ان سے بات کر لیں۔۔۔۔۔ وینا نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا اور فون پیس عمران کی طرف بڑھا دیا۔

”السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ یا ہرادران یوسف ثانی“۔۔۔ عمران نے کہا۔

”وعلیکم اسلام عمران صاحب۔ لیکن آپ نے ہمیں یہ نقب کیسے دے دیا۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”جس طرح تم مجھے کنوئیں میں گر کر خود اطمینان سے کمرے میں بیٹھے گیپیں پانک رہتے ہو تو اور کیا کہوں۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہم تو خود آپ کے ساتھ ہی کنوئیں میں گرے تھے۔ اللہ ہمیں جلدی ہوش آگیا لیکن آپ کے شاید سر پر چوٹ آئی تھی جس وجہ سے آپ کو ہوش نہ آ رہا تھا اور اب ہوش آگیا ہے لیکن شاید اثرات ابھی تک باقی ہیں۔۔۔۔۔ صفدر نے جواب دیا تو عمران اس کے اس خوبصورت جواب پر بے اختیار ہنس پڑا۔

”عمران صاحب۔ یہ باتیں بعد میں کر لیں۔ میں نے آپ سے ضروری بات کرنی ہے۔۔۔۔۔ وینا نے کہا۔

”اوکے۔ ابھی تفصیل سے ملاقات ہوگی تب باقی اثرات کا جائزہ لیا

”وہیے کچی بات یہ ہے کہ اگر تم میک اپ میں ہو تو پھر ایسا مکمل میک اپ میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔“ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”میرا نام ریشا ہے لیکن میں گزشتہ ایک سال سے وینا بنی ہوئی ہوں۔ وینا کو ختم کر دیا گیا ہے۔ میں ایک تنظیم کی سربراہ ہوں اور فنک تو صرف فاک لینڈ کے سنڈیکیٹ اور چند گروپوں کا انچارج ہے جبکہ میری تنظیم بین الاقوامی حیثیت رکھتی ہے۔ اس تنظیم کا نام ہارڈ راک ہے۔ یہ تنظیم سرکاری بھی کہلائی جاسکتی ہے اور پرائیویٹ بھی۔ سرکاری اس انداز میں کہ اس تنظیم کو دراصل فاک لینڈ کی حکومت نے قائم کیا ہوا ہے لیکن وہ اسے سرکاری طور پر قبول نہیں کرتے۔ بہر حال یہ سرکاری اور پرائیویٹ اس لحاظ سے کہ میں سرکاری کاموں کے علاوہ بھی ہر کام اس تنظیم کے ذریعے کرا لیتی ہوں جس کی کوئی حکومت سرکاری طور پر اجازت نہیں دے سکتی۔ لیکن میں فنک کی بیٹی وینا بھی بنی ہوئی ہوں اس لئے کہ فنک کی موت کے بعد میں نے صرف فنک کی بے پناہ دولت کی مالک بن جاؤں بلکہ میں اس کے سنڈیکیٹ کی سربراہ بھی بن جاؤں گی۔ جب تم یونیورسٹی اگر جھ سے ملے اور تم نے مجھے میری می کا فونو دیا تو حقیقتاً میں یہی سمجھی تھی کہ تم اس فونو کو فروخت کرنا چاہتے ہو۔ فونو واقعی مجھے بے حد پسند آئی تھی چنانچہ آج میں جب یونیورسٹی سے فنک پینسل پہنچی تو فونو میرے پاس تھا لیکن فنک نے فونو مجھ سے لے لیا اور پھر بار کر کو بلا کر اس نے وہ فونو اس

کے چہرے سے سنجیدگی کا خول جیسے اتر سا گیا تھا۔
”اصل تعارف۔ کیا مطلب۔ کیا تم مجھے نہیں پہچانتے۔ میں وینا ہوں فنک کی بیٹی۔“ وینا نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”سوری۔ ویسے مجھے عورت شناسی کا دعویٰ تو نہیں ہے کیونکہ میرا واسطہ ابھی تک صرف ماں بی بی سے ہی پڑا ہے اور ماں بی عورت ہونے کے باوجود شناسی یا شناسائی کا نام سنتے ہی ایسی خراڑ جوتیاں مارتی ہیں کہ سارے دعوے دھرے کے دھرے رہ جاتے ہیں لیکن پھر بھی اسامیں ضرور جانتا ہوں کہ تم وینا بہر حال نہیں ہو۔ ویسے تم نے وینا کا میک اپ اس ماہر انداز میں کیا ہے کہ میں اب تک اس میک اپ کو پہچان نہیں سکا۔ اس لئے میرے درخواست ہے کہ اپنے میک اپ کے استاد کا نام بتا دو تاکہ میں بھی اس کے سامنے دس گز کی گڑی اور منہائی کا ڈبہ رکھ کر اس کی شاگردی قبول کر لوں۔“ عمران نے جواب دیا تو وینا بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

”تم نے کیسے پہچان لیا کہ میں وینا نہیں ہوں حالانکہ فنک تک مجھے نہیں پہچان سکا۔“ وینا نے ہنستے ہوئے کہا۔

”تم نے جس لہجے میں فنک کا نام لیا ہے اس لہجے میں کوئی بیٹی اور وہ بھی جو اپنے باپ سے بے پناہ محبت کرتی ہو۔ اس طرح نام نہیں لے سکتی۔“ عمران نے جواب دیا۔

”اوہ۔ پھر ٹھیک ہے۔ میں سمجھی کہ تم نے میرے میک اپ میں کوئی خامی دیکھ لی ہے۔“ وینا نے اطمینان بھرا سانس لیتے ہوئے کہا۔

انتہائی مطمئن اپنی لائبریری میں بیٹھا ہوا تھا۔ میرے پوچھنے پر اس نے بتایا کہ تم لوگوں نے فرار ہونے کی کوشش کی تھی لیکن مار کرنے بروقت جہیں زہر لے گئی تھیں میں گرا کر جہار اٹا کر دیا ہے اور اب تک اس زہر لے گئیوں میں جہار گشت تو ایک طرف جہاری بڑیاں بھی گل مزاحیگی ہوں گی۔ میں نے بھی یہی ظاہر کیا کہ تم واقعی مر چکے ہو گے لیکن مجھے معلوم تھا کہ ایسا نہیں ہوا۔ میں نے پڑھائی کے دباؤ کا بہانہ کر کے فنک سے واپسی کی اجازت چاہی اور فنک کے آدمی مجھے یونیورسٹی چھوڑ گئے۔ میں وہاں سے سیدھی یہاں اپنے بیڈ کوارٹر آگئی۔ میں جب یہاں پہنچی تو مجھے معلوم ہوا کہ جہار سے ساتھیوں کو تو ہوش آگیا ہے لیکن تم ابھی تک بے ہوش ہو۔ مجھے بے حد تشویش ہوئی۔ بہر حال تم ہوش میں آگئے اور اب تم یہاں موجود ہو..... دینا نے مسلسل بولتے ہوئے کہا جبکہ عمران خاموشی سے اس کی باتیں سنتا رہا۔

”بے حد شکر یہ دینا۔ تم نے مجھے اور میرے ساتھیوں کو بچا کر واقعی ہم پر احسان کیا ہے اور ہم مشرقی لوگوں کی فطرت ہے کہ ہم احسان کا وزن زیادہ درنگ اپنے کاندھوں پر نہیں رکھتے۔ اس لئے اب تم یہ بتاؤ کہ تم ہم سے کیا چاہتی ہو تاکہ جہار کام کر کے ہم احسان کا بوجھ اپنے کاندھوں سے اتار دیں“..... عمران نے ایک بار پھر انتہائی سنجیدہ لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”تم واقعی ذہین آدمی ہو۔ بہر حال میں بھی صاف بات کرنے کی

کے حوالے کر دیا اور اس وقت فنک نے مجھے اس فونو کے بارے میں تفصیلات بتائیں اور جہار کے بارے میں بھی بتایا۔ پھر جب فنک کو بتایا گیا کہ تم اپنے ساتھیوں سمیت گرفتار ہو کر یلیو روم میں پہنچ چکے ہو تو میرے کہنے پر فنک مجھے بھی ساتھ لے گیا۔ لیکن جب فنک نے تم سے ڈیفنس فائل کے بارے میں بات کی اور تم نے اسے واپس کرنے کے بارے میں تفصیل بتائی تو میں فوراً سمجھ گئی کہ تم حد درجہ ذہین آدمی ہو۔ فنک کسی حد تک جہار تعارف مجھ سے پہلے کر چکا تھا لیکن اس وقت تک مجھے جہاری ذہانت کے بارے میں اندازہ نہ تھا۔ مجھے جیسے ہی جہاری بے پناہ ذہانت کا احساس ہوا تو میں نے فوراً جہیں بچانے کا فیصلہ کر لیا۔ فنک نے مجھے واپس بھیجتا ہوا کر بھی توقع کے مطابق میرے ساتھ آیا۔ مارکر فنک پیتلس میں میرا خاص آدمی ہے۔ میں نے اس سے بات کی کہ میں جہیں اور جہار سے ساتھیوں کو بچانا چاہتی ہوں تو مارکر مجھے ساتھ لے کر تیری سے آپریشن روم پہنچا اور اس نے وہاں پہنچتے ہی سب سے پہلا کام یہ کیا کہ بلا سٹریز کی مانیٹ کو تبدیل کر دیا۔ اس کے بعد اس نے مجھے کہا کہ میں اپنے کمرے میں جاؤں۔ وہ جہیں اور جہار سے ساتھیوں کو بچا کر میرے بیڈ کوارٹر پہنچا دے گا اور پھر مجھے اطلاع دے گا جتنا چاہی میں اپنے کمرے میں چلی گئی۔ تقریباً ایک گھنٹے بعد مارکر نے مجھے میرے کمرے میں فون پر بتایا کہ تم لوگوں کو اس نے بے ہوشی کے عالم میں سپیشل دے سے نکل کر میرے بیڈ کوارٹر پہنچا دیا ہے سہنا چہ میں فنک کے پاس پہنچی تو فنک

”ٹھیک ہے۔ میرا وعدہ رہا کہ فائل کی کاپی تمہیں مل جائے گی لیکن اس وقت جب میں اپنے مشن سے فارغ ہو جاؤں گا“..... عمران نے جواب دیا۔

”جہاں ارشد اگر میں پورا کر دوں تو“۔ دینا نہ کہا۔
 ”جہیں معلوم ہے کہ میرا کیا مشن ہے“..... عمران نے
 مسکراتے ہوئے کہا۔

”اسی لئے تو میں نے کہا ہے کہ اگر میں فنک کا خاتمہ کر دوں تو کیا تم مجھے فائل کی کاپی لا دو گے.....“ وینا نے بڑے با اعتماد لہجے میں کہا۔
”کیا تم ایسا کر لو گی.....“ عمران نے کہا۔

بالکل کر سکتی ہوں۔ میں موقع کی تلاش میں تھی۔ میرا خاص آدمی مار کر ہاں ہے۔ وہ آسانی سے یہ کام کر سکتا ہے۔ اس طرح مجھے فائل بھی مل جائے گی اور میں سنڈیکیٹ پر قبضہ کر کے بے پناہ طاقتور ہو جاؤں گی۔..... دینا نے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے۔ اگر تم ایسا کر سکتی ہو تو پھر مجھے کیا اعتراض ہو سکتا

عادی ہوں۔ مجھے حکومت فاک لینڈ کے سیشل ریکارڈروم سے ایک فائل کی نقل چاہئے۔ سیشل کراس فائل - یہ فائل فاک لینڈ کی ایک انتہائی خفیہ لیبارٹری سے متعلق ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ تم پاکیشیا سکیورٹی سروس کے تحت اس ریکارڈروم سے فائل یا اس کی کاپی حاصل کر سکتے ہیں۔ ... دینا ہے کہا۔

تم نے ابھی بتایا ہے کہ جہاد کی تنظیم سرکاری تنظیم ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ تم فاک لینڈ کی حکومت کی وفادار ہو۔ اس لحاظ سے جہاد فاک لینڈ کی ایک لیبارٹری کی فائل اس انداز میں حاصل کرنا انتہائی حسرت انگیز بات ہے..... عمران نے کہا۔

ہاں۔ واقعی چھاری بات درست ہے لیکن سپیشل کراس فائل تک میری بھی رسائی نہیں ہو سکتی۔ یہ فائل صرف پرائمرس سنسر کے خصوصی احکامات کے تحت اس سپیشل ریکارڈ روم سے باہر آ سکتی ہے۔ ویٹانے جواب دیتے ہوئے کہا۔

تم اس فاعل کا کیا کرو گی عمران نے کہا تو ویسا بے اختیار مسکرا دی۔

مجھے اطلاعات مل رہی ہیں کہ کچھ اعلیٰ سرکاری حکام میری تنظیم بارڈر اک کے خلاف وزیراعظم کے کان بھر رہے ہیں۔ مجھے خطرہ ہے کہ کسی بھی لمحے سرکاری طور پر اس تنظیم کو ختم کیا جاسکتا ہے۔ میں اس فائل کی کاپی کو حفظ ماتقدم کے طور پر اپنے قبضے میں لےنا چاہتی ہوں تاکہ اگر کل کو حکومت مرے خلاف کوئی کارروائی کرنا چاہے تو میں

گیا۔

”اور اینڈ آل.....“ وینا نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے اس نے ایک بار پھر میز کی دراز کھولی اور ٹرانسمیٹر اس میں رکھ کر دراز بند کر دی۔
 ”ایک گھنٹے کے اندر اندر فنک کی لاش یہاں پہنچ چکی ہوگی۔“ وینا نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ پھر ایک گھنٹے بعد میں تہوار کام شروع کر دوں گا۔
 لیکن اگر تم اجازت دو تو میں ایک گھنٹہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ گزار لوں.....“ عمران نے کہا۔

”اوہ ہاں۔ ضرور۔ آؤ میں تمہیں ان کے کمرے تک چھوڑ آؤں.....“ وینا نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور تیز قدم اٹھاتی بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ عمران نے ایک طویل سانس لیا اور پھر وہ بھی وینا کے پیچھے چلتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

ہے۔ تم میرا کام کر دو۔ میں تہوار کام کر دوں گا.....“ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
 ”کیا تم وعدہ کرتے ہو کہ اگر فنک کو ہلاک کر دیا جائے تو تم میرا کام کر دو گے.....“ وینا نے کہا۔

”بالکل۔ وعدہ رہا۔“ عمران نے کہا۔
 ”اوکے۔ میں ابھی مارکر سے بات کرتی ہوں۔ زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹے بعد فنک کی لاش یہاں میرے ہیڈ کوارٹر میں پہنچ جائے گی۔“ وینا نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے میز کی دراز ایک بار پھر کھولی اور اس میں سے ایک بندید ساخت کا ٹرانسمیٹر نکال کر اس نے دراز بند کر دی اور پھر ٹرانسمیٹر کا بیٹن آن کر دیا۔

”ہیلو۔ ایچ۔ آر۔ ون بول رہی ہوں۔ اور.....“ اس نے ٹرانسمیٹر کا بیٹن دوبارہ کال دینا شروع کر دی۔

”یس۔ ایچ۔ آر۔ ٹو انڈنگ یو۔ اور.....“ تھوڑی دیر بعد ٹرانسمیٹر سے ایک مردانہ آواز سنائی دی اور عمران یہ آواز سنتے ہی پہچان گیا۔ یہ مارکر کی آواز تھی۔

”پاکیشیائی اے۔ اے۔ اے۔ مذاکرات کامیاب رہے ہیں۔ وہ ہمارا کام کرنے کے لئے تیار ہے لیکن پہلے وہ اپنا مشن مکمل کرنا چاہتا ہے اور میں نے اس سے وعدہ کر لیا ہے۔ تم فوری طور پر اس وعدے کی تکمیل کرو اور ایف کی لاش ہیڈ کوارٹر پہنچا دو۔ اور.....“ وینا نے کہا۔

”یس میڈم۔ جیسے آپ کا حکم۔ اور.....“ دوسری طرف سے کہا

”اصل میں جس جگہ پر یہ موجود تھا وہاں نیچے ہی ٹی ایس گئیں کا دہانہ تھا۔ اس لئے جیسے ہی یہ نیچے گرا۔ سب سے زیادہ گئیں اس کی ہٹاک تک پہنچ گئی۔..... دینا نے جواب دیا تو ڈاکٹر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”میں چاہتی ہوں کہ اسے جلد از جلد ہوش آجائے کیونکہ میں نے اس سے انتہائی ضروری کام لینا ہے۔“ وہینا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”اسے ہوش آ رہا ہے مس۔۔۔۔۔“ ڈاکٹر نے یقیناً انتہائی مسرت
 بھرے لہجے میں کہا۔

شکر ہے۔ ورنہ میں تو سمجھتا تھا کہ میری تمام کوششیں بے کار چلی جائیں گی..... دینا نے بھی مسرت بھری آواز میں کہا اور اسی لمحے بیٹے پر لیٹے ہوئے عمران نے انھیں کھول کر سر کو دینا کی طرف گھمایا۔

”اب یہ بالکل ٹھیک ہیں مس جنرل۔ ڈاکٹر نے نفی سے بات نہ کرتے ہوئے کہا اور اسی لمحے عمران نے گردن گھما کر ڈاکٹر کی طرف دیکھا۔ فنک خاموش بیٹھا ٹیلی ویژن کی سکرین پر یہ سارا منظر بھی دیکھ رہا تھا اور ساتھ ساتھ آوازیں بھی سن رہا تھا۔ پھر وینا اور عمران کے

فتک اپنے دفتر میں کمرہ پر پہنچا ہوا تھا۔ اس کے سامنے موجود طویل و عریض دفتری میز کے ایک کونے پر ایک چھوٹا سا ٹیلی ویژن رکھا ہوا تھا جس کی سکرین روشن تھی اور فتک کی نظر میں اس سکرین پر جمی ہوئی تھیں۔ سکرین پر ہسپتال کے ایک کمرے کا منظر تھا جس میں بیڈ پر عمران لیٹا ہوا تھا۔ اس کی آنکھیں بند تھیں۔ بیڈ کی ایک سائیڈ پر فتک کی بیٹی وینا کھڑی تھی دوسری سائیڈ پر ایک ادھیڑ عمر ڈاکٹر کھڑا تھا۔ ڈاکٹر عمران کے بازو میں کوئی انجکشن لگانے میں مصروف تھا۔

”یہ آخر ہوش میں کیوں نہیں آ رہا ڈاکٹر واسکر.....“ وینا کی آواز سنائی دی۔

اس کے ذہن میں فی ایس گیس کی کافی مقدار پہنچ گئی تھی۔ اس لئے اسے ہوش میں آنے کے لئے کافی دقت چاہیے۔ اگر اس کے

درمیان گفتگو۔ عمران اپنے ساتھیوں کے بارے میں پوچھ رہا تھا اس کے بعد عمران بستر سے نیچے اتر ا اور وینا کے پیچھے چلتا ہوا کمرے کے دروازے کی طرف بڑھ گیا چند لمحوں بعد وہ دونوں دروازہ کھول کر باہر نکل گئے اور اب سکرین پر خالی کمرہ دکھائی دے رہا تھا لیکن فنک بیٹھا دیکھتا رہا تھوڑی دیر بعد ایک جھماکے سے نیلی وینٹن سکرین پر منظر بدلا اور اب ایک اور کمرے کا منظر نظر آنے لگا۔ یہ کمرہ دفتر کے انداز میں سجا ہوا تھا۔ میز کے پیچھے اونچی نشست کی ریوالونگ کرسی پر وینا بیٹھی ہوئی تھی جبکہ میز کی دوسری طرف عمران کرسی پر بیٹھا ہوا تھا جبکہ ایک سائٹیز پر دیوار کا ایک حصہ کسی سکرین کی طرح روشن تھا اور اس دیواری سکرین پر ایک اور کمرے کا منظر نظر آ رہا تھا اور اس کمرے میں عمران کے ساتھی موجود تھے۔ پھر وینا نے کارڈ لیس فون پر عمران کے ساتھیوں کو فون کر کے انہیں عمران کے کوشش میں آنے کی خبر سنائی اور اس کے بعد عمران نے بھی اپنے ساتھیوں سے بات کی اور پھر سکرین آف ہو گئی اور وینا اور عمران کے درمیان گفتگو شروع ہو گئی جب ایک مرطلے پر عمران نے وینا کے چہرے کے میک اپ کے بارے میں طنزیہ لہجے میں بات کی تو فنک کے چہرے پر بے اختیار طغیہ مسکراہٹ تیر گئی۔ عمران اور وینا کے درمیان کافی دیر تک گفتگو ہوتی رہی اور فنک خاموش بیٹھا توجہ سے یہ ساری گفتگو سنتا رہا۔ گفتگو کے اختتام پر وینا نے ٹرانسمیٹر پر مارکر کو کال کیا کہ سکرین پر مارکر بات کرتا نظر نہ آ رہا تھا لیکن مارکر نے جو جواب دیا وہ فنک نے سن لیا تھا۔

پھر عمران نے اپنے ساتھیوں کے پاس جانے کی خواہش کا اظہار کیا اور وینا اسے لے کر کمرے کے دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ چند لمحوں بعد وہ دونوں کمرے سے باہر نکل گئے اور کمرہ خالی نظر آنے لگ گیا۔ فنک خاموش بیٹھا رہا۔ تھوڑی دیر بعد ایک بار پھر جھماکا ہوا اور اس کے ساتھ ہی سکرین پر منظر بدل گیا۔ اب سکرین پر اس کمرے کا منظر نظر آ رہا تھا جس میں عمران کے ساتھی موجود تھے۔ پھر اس کمرے کا دروازہ کھلا اور عمران اندر داخل ہوا۔ اسی لمحے میز پر رکھے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی اور فنک نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”ہیں.....“ فنک نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

”مارکر بول رہا ہوں ماسٹر..... دوسری طرف سے مارکر کی آواز سنائی دی۔“

”بولو.....“ فنک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ماسٹر۔ آپ نے کال سن لی ہے مس وینا کی طرف سے۔ اب کیا حکم ہے.....“ مارکر نے کہا۔

”جیسے پہلے طے کیا گیا تھا ویسے ہی کرو۔ لیکن خیال رکھنا۔ وینا کی طرح فنک کا میک اپ بھی ہر لحاظ سے فول پروف ہونا چاہیے۔“ فنک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ہیں ماسٹر..... دوسری طرف سے کہا گیا اور فنک نے ہاتھ بڑھا کر رسیور رکھ دیا اور پھر وہ سکرین کی طرف متوجہ ہو گیا۔ اب عمران اپنے ساتھیوں سے باتیں کر رہا تھا۔“

”یہ سب عجیب گورکھ دھندہ سا ہے عمران صاحب۔ کم از کم میری سمجھ میں تو نہیں آیا۔“..... عمران کے ایک ساتھی نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

”وہ کس طرح؟“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”وینا فنک کی بیٹی ہے لیکن اس کے باوجود ایک فائل کے حصول کے لئے اپنے باپ کو قتل کر دہری ہے۔ یہ سب کیسے ممکن ہے۔“ عمران کے ساتھی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”وہ وینا نہیں بلکہ وینا کے میک اپ میں ایک اور خاتون ہے اس کا اصل نام ریٹا ہے اور وہ بارڈر اک تنظیم کی چیف ہے۔ فنک کی اصل بیٹی وینا کو کافی عرصہ پہلے ہلاک کر دیا گیا تھا اور اس کی جگہ ریٹا نے لے لی۔ ریٹا نے میک اپ ایسا کیا ہوا ہے کہ فنک بھی اسے نہیں پہچان سکا اور وہ ہر ایک اینڈر فنک پینٹس جا کر اس سے ملتی ہے۔ فنک پینٹس کا انچارج مارکر اس کا خاص آدمی ہے۔ بطور وینا جب وہ ہماری دی ہوئی تصویر لے کر فنک پینٹس گئی تو اسے ہمارے متعلق علم ہوا تو اس نے مارکر سے مل کر ہمیں ہچا کر وہاں سے نکلنے کی پلاننگ کر لی۔ دراصل وہ اسی موقع کی تلاش میں تھی اور پھر اسے ہماری وجہ سے یہ موقع مل گیا ہے۔ فاک لینڈ حکومت کا ایک گروپ اس کی تنظیم بارڈر اک کے خلاف ہے اس لئے وہ اسے گور کرنے کے لئے اس فائل کی کاپی حاصل کرنا چاہتی ہے لیکن چونکہ سپیشل ریکارڈ روم اس گروپ کی قیود میں ہے اس لئے وہ خود وہاں شرفی نہیں کرنا

چاہتی ورنہ انہیں ثبوت مل جائے گی۔ اس کے ساتھ ساتھ اس کی پلاننگ تھی کہ فنک کی موت کے بعد وہ وینا کے روپ میں نہ صرف فنک پینٹس بلکہ فنک سنڈیکیٹ پر بھی قبضہ کر لے گی۔ اس طرح نہ صرف بے پناہ جائیداد اور مال و دولت اس کے قبضے میں آجائے گی بلکہ سنڈیکیٹ کی وجہ سے اس کی طاقت میں بھی اضافہ ہو جائے گا۔ ویسے میرا خیال ہے کہ مارکر سے اس نے وعدہ کیا ہوا ہے کہ وہ اس سے شادی کر لے گی۔ اس لئے مارکر پوری طرح اس کا غلام بن چکا ہے اور فنک مارکر پر اندھا اعتماد کرتا ہے۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ تو یہ بات ہے۔ تو پھر آپ نے کیا سوچا ہے؟“..... اس ساتھی نے کہا۔

”میں نے کیا سوچا ہے۔ فنک کی موت کی تصدیق ہونے کے بعد میں اس فائل کی کاپی حاصل کر کے وینا کو دے دوں گا اور اس کے بعد ہم اطمینان سے واپس چلے جائیں گے کیونکہ ہمارا مشن ہی فنک کا خاتمہ ہے۔ وہ مکمل ہو جائے گا۔“ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”لیکن عمران صاحب۔ اس طرح یہ حکومت فاک لینڈ کے خلاف غداری نہیں ہوگی۔ آپ ان کی ایک اہم فائل وینا کے حوالے کر دیں گے۔ اس بار عمران کے ایک اور ساتھی نے کہا۔

”نہیں۔ وینا کا تعلق بھی فاک لینڈ کی حکومت سے ہے۔ فائل کہیں باہر تو نہیں جا رہی اور نہ ہی فاک لینڈ کے کسی دشمن کو مل رہی

ہے۔ باقی یہ ہمارے لئے انتہائی اچھا موقع ہے۔ ورنہ سب نے دیکھ لیا کہ فنک پیلس میں کیسے سخت ترین انتظامات ہیں۔ اگر وینا کی وجہ سے مار کرنے بلا سٹریز کی مابین نہ بدلی ہوتی تو ہم سب فنک کے ہاتھوں اب تک انتہائی عبرت ناک موت مر چکے ہوتے۔ فنک پیلس کو یقیناً باہر کے لوگوں کے لئے موت کا کنواں بنا دیا گیا ہے۔“ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا اور سب ساتھیوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

”لیکن عمران صاحب۔ اس بات کی کیسے تصدیق ہوگی کہ فنک واقعی مر چکا ہے۔“ اچانک عمران کے تیسرے ساتھی نے کہا اور فنک اس کی بات سن کر بے اختیار چونک پڑا۔

”میں سمجھ گیا ہوں کیپٹن خشیل کہ جہارے ذہن میں کیا بات ہے تم یہی سوچ رہے ہو ناں کہ جس طرح وینا نے اس قدر زبردست میک اپ کر رکھا ہے کہ فنک پیلس کی انتہائی جدید ترین مشینری بھی اس میک اپ کو ٹریس نہیں کر سکی اور مجھے خود بھی اعتراف ہے کہ میں دراصل اس کا میک اپ نہیں چمک کر سکا تھا بلکہ اس نے بات کرتے ہوئے جس طرح فنک کا نام لیا تھا اس پر میں چونکا تھا کہ یہ اصل وینا نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ اپنے باپ سے انتہائی محبت کرنے والی لڑکی کبھی اس طرح اپنے باپ کا نام نہیں لے سکتی اور وینا کو اپنے میک اپ میں ہونے کا اقرار کرنا پڑا تم یہ سوچ رہے ہو کہ کہیں وہ کسی اور پر فنک کا میک اپ کر کے اس کی لاش ہمارے سلسلے پیش نہ کر دے۔“ عمران نے کہا۔

”ہاں۔ واقعی میرے ذہن میں یہی بات تھی۔“ اس آدمی جس کا نام کیپٹن خشیل لیا گیا تھا نے جواب دیا اور فنک نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ کیونکہ اس کی پلاننگ یہی تھی کہ وہ اس کھیل کے ذریعے واقعی وہ عمران کے ذریعے انتہائی اہم سرکاری فائل حاصل کرنا چاہتا تھا اور کیپٹن خشیل نے یہ بات کر کے اس کے کان کھڑے کر دیئے تھے۔

”اس بات کا حل بھی میرے ذہن میں ہے کیپٹن خشیل۔“ عمران کی آواز سنائی دی اور فنک ایک بار چہرہ چونک پڑا۔

”وہ کیا۔“ کیپٹن خشیل نے پوچھا۔

”فنک کی موت کے بعد ظاہر ہے فنک پیلس پر ریشا کا بطور وینا قبضہ ہو جائے گا۔ میں فائل حاصل کرنے سے پہلے اس سے کہوں گا کہ وہ مجھے فنک پیلس کی سہ کروائے۔ اس طرح مجھے معلوم ہو جائے گا کہ فنک ہلاک ہوا ہے کہ نہیں۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اوہ ہاں۔ یہ واقعی انتہائی ذہانت بھری تجویز ہے۔“ کیپٹن خشیل نے کہا اور باقی ساتھیوں نے بھی اس کی بات کی تائید کر دی تو فنک نے انتہائی اطمینان بھرا سانس لیا۔ عمران اور اس کے ساتھی باری باری باتوں میں لگ گئے لیکن یہ عام مذاق کی باتیں تھیں اس لئے فنک نے ہاتھ بڑھا کر فی وی آف کر دیا اور پھر سیور انچا کر اس نے اس کے نیچے لگا ہوا این بریس کر دیا۔

”میں ماسٹر۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے مؤذبانہ آواز سنائی دی۔“

”مار کرے کہو کہ مجھ سے بات کرے۔“ فنک نے کہا اور اس

نے رسیور رکھ دیا۔ سید لموں بعد ہی گھنٹی بج اٹھی اور فنک نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا۔

”یہیں“ فنک نے عادت کے مطابق کہا۔

”مارکر بول رہا ہوں ماسٹر۔ حکم فرمائیے“ دوسری طرف سے مارکر کی موبائل آواز سنائی دی۔

”فنک کی لاش کا کیا ہوا“ فنک نے پوچھا۔

”میک اپ ہو رہا ہے ماسٹر فائل سنچ پر ہے۔ زیادہ سے زیادہ بیس منٹ اور لگیں گے۔ اس کے بعد اسے گولی مار کر لاش میں تبدیل کر کے مادام دینا کے پاس بھجوا دیا جائے گا“..... مارکر نے جواب دیا۔

”وہاں پہنچنے سے پہلے اچھی طرح چیک کر لینا۔ کہیں مشین کی خرابی کی بنا پر میک اپ میں کوئی کمی نہ رہ جائے۔ وہ عمران حد درجہ شاطر آدمی ہے“..... فنک نے کہا۔

”آپ بے فکر رہیں ماسٹر۔ شک کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔“ دوسری طرف سے مارکر نے کہا۔

”اس عمران نے چیکنگ کا ایک اور طریقہ بھی سوچا ہے اور وہ یہ ہے کہ وہ دینا سے کہے گا کہ چونکہ فنک ہلاک ہو چکا ہے اس لئے فنک پیلس اب اوپن ہو چکا ہے وہ اسے وہاں کی سیر کرانے۔ اس طرح درحقیقت وہ اپنا شک منانا چاہتا ہے کہ کیا واقعی فنک ہلاک ہو چکا ہے یا اسے ذرا دیا جا رہا ہے۔ ظاہر ہے میری زندگی میں تو یہ ممکن نہیں ہے کہ عمران یا کوئی اور آدمی اس طرح فنک پیلس میں آزادی

سے گھوم سکتا“..... فنک نے کہا۔

”اوہ ماسٹر۔ واقعی یہ آدمی تو حد درجہ شاطر ہے“..... مارکر کی آواز سنائی دی۔

”ہاں۔ اسی لئے تو میں نے اس فائل کے حصول کے لئے اس کا انتخاب کیا ہے۔ بہر حال تم سپیشل مشین کے ذریعے دینا کو میری طرف سے بتاؤ کہ عمران کا یہ ذہن ہے۔ اس لئے جب وہ فنک پیلس کی سیر کی بات کرے تو دینا کو ہانچنا نہیں چاہئے۔ وہ اسے یا اس کے ساتھیوں کو پوری آزادی سے لے آئے۔ میں اس دوران ایم ٹو میں رزوں گا لیکن اسے کہہ دینا کہ وہ ان لوگوں کو گھما پھرا کر واپس لے جائے۔ انہیں یہاں رہنا نہیں چاہئے“..... فنک نے کہا۔

”یہیں ماسٹر۔ لیکن ماسٹر“..... مارکر کچھ کہتے کہتے رک گیا۔

”ہو لو“..... فنک نے کہا۔

”ماسٹر۔ کیا یہ سب ضروری ہے۔ یہ لوگ حد درجہ خطرناک ہیں۔ ان کا خاتمہ انتہائی ضروری ہے۔ فائل کسی اور طریقے سے بھی حاصل کی جا سکتی ہے۔ آپ ان کا خاتمہ ہی کرا دیں“..... مارکر نے کہا۔

”نہیں۔ اس فائل کا حصول اس قدر آسان نہیں ہے جس قدر تم سمجھ رہے ہو اور یہ عمران ہی ہے جو یہ فائل حاصل کر سکتا ہے۔ اس کے علاوہ ہمارے لئے اس سارے سیٹ اپ میں آخر نقصان ہی کیا ہے۔ فنک کی نقل لاش کو وہ اصل سمجھے گا اور پھر فنک پیلس کی سیر کرے گا کہیں اس سے زیادہ وہ کیا کر سکتا ہے لیکن اس کے معائنے

میں ہمیں وہ فائل مل جائے تو کیا برا ہے..... فنک نے کہا۔
 "وہ یہاں آکر کوئی غلط حرکت بھی تو کر سکتا ہے ماسٹر..... مارکر
 نے کہا۔

"اوہ ہاں۔ تم ایسا کرو کہ اس کے ساتھ ساتھ دینا اور تم پوری
 طرح ہوشیار رہنا۔ اگر وہ کوئی غلط حرکت کرے تو میری طرف سے
 اجازت ہے اس کا خاتمہ فوری طور پر کر دینا..... فنک نے کہا۔
 "لیس ماسٹر۔ پھر ٹھیک ہے۔ میں اسے غلط حرکت نہ کرنے دوں
 گا..... مارکر نے جواب دیا۔

"پوری طرح محتاط رہنا۔ وہ حد درجہ ذہین آدمی ہے اور سائنسدان
 بھی ہے..... فنک نے کہا۔
 "آپ بے فکر رہیں ماسٹر۔ لیکن کیا فائل کے حصول کے بعد اسے
 آپ زندہ واپس جانے کی اجازت دے دیں گے..... مارکر نے کہا۔
 "وہ زندہ کیسے واپس جاسکتا ہے۔ سنڈیکیٹ کس کام آئے گا۔ اس
 کی اور اس کے ساتھیوں کی موت تو بہر حال فاک لینڈ میں ہی مقدر ہو
 چکی ہے..... فنک نے انتہائی سرد لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی
 اس نے رسیور رکھ دیا۔

عمران اور اس کے ساتھی ایک بڑے ہال نمائے میں کرسیوں پر
 بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کے ساتھ ہی ایک کرسی پر ریٹائٹ بیٹھی ہوئی تھی اور
 ان کے سامنے ایک لاش پڑی ہوئی تھی۔ فنک کی لاش۔ اس کے سینے
 میں گولی ماری گئی تھی۔ لاش ابھی تک گرم تھی۔ یوں لگتا ہے کہ اسے
 مرے ہوئے زیادہ سے زیادہ نصف گھنٹہ ہی گزرا ہوگا۔

"یہ ہے فنک کی لاش۔ اب اسے اچھی طرح چیک کر لو اور اپنی
 تسلی کر لو۔" ریٹائٹ نے مسکراتے ہوئے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔
 "تم نے تو واقعی کارنامہ انجام دیا ہے ریٹائٹ..... عمران نے
 مسکراتے ہوئے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی وہ کرسی سے اٹھا اور
 لاش کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے سب سے پہلے تو اس کی نبض پر ہاتھ
 رکھا۔ کافی دیر تک وہ اس طرح نبض پکڑے دیکھتا رہا۔ وہ اس کی

مسکراتے ہوئے کہا۔

"حیرت ہے۔ بہر حال۔ کیا اب جہاڑی تسلی ہو گئی ہے یا مزید تسلی کرنا چاہو گے؟" ریشا نے کہا۔

"میں اس لاش کا میک اپ چیک کرنا چاہتا ہوں لیکن سپیشل کر اس زبرد کسٹر گیس واشر کے ذریعے۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ تم چاہتے ہو بلڈ سے اس کی کمال کیوں نہ تحصیل ڈالو۔۔۔۔۔ ریشا نے مطمئن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنی سائیڈ میں موجود تپانی پر رکھے ہوئے اسٹرکمار سیور اٹھایا اور یکے بعد دیگرے دو نمبر پریس کر دیئے۔

"میس میڈم۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"کرنس سے بات کراؤ۔۔۔۔۔ ریشا نے تھکمانے لہجے میں کہا۔

"میس میڈم۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"میس میڈم۔ کرنس بول رہا ہوں۔۔۔۔۔ چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"کرنس۔ مسٹر عمران سے ایک میک اپ واشر کے بارے میں تفصیلات حاصل کرو اور پھر سنور سے وہ میک اپ واشر لے کر یہاں بڑے ہال میں آجاؤ۔ لو بات کرو۔۔۔۔۔ ریشا نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے سیور عمران کی طرف بڑھا دیا۔

"مسٹر کرنس۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

موت کے صحیح وقت کا اندازہ لگانا چاہتا تھا۔ کیونکہ ریشا سے اس نے اس جگہ اور فنک پیلس کے درمیانی فاصلے کے بارے میں پہلے ہی باتوں باتوں میں پوچھ لیا تھا۔ جب اسے اندازہ ہو گیا کہ واقعی فاصلے کے مطابق لاش کی پوزیشن درست ہے تو اس نے نفیس چھوڑی اور ہاتھ بڑھا کر اس نے فنک کی لاش کی بند آنکھیں باری باری کھولیں اور اس کے بے نور آنکھوں میں کافی دیر تک تھمکتا رہا۔ اسے مردہ فنک کی آنکھوں میں واضح طور پر انتہائی حیرت کا تاثر نظر آیا۔ جیسے اسے مرنے سے پہلے آخری لمحے تک یہ یقین نہ ہو کہ اسے مارنے والا واقعی اسے مار بھی سکتا ہے اور یہ کافی محسوس ثبوت تھا۔

"آنکھوں میں کیا دیکھ رہے تھے۔۔۔۔۔ ریشا نے پوچھا۔

"میں مرنے والے کی آنکھوں میں مارنے والے کا فوٹو دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔ عمران نے واپس اپنی کرسی پر اگر بیٹھتے ہوئے کہا تو ریشا بے اختیار ہنس پڑی۔

"تو پھر کس کا فوٹو نظر آیا ہے۔۔۔۔۔ ریشا نے ہنستے ہوئے پوچھا۔

"مارک کا۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ۔ کیا واقعی۔ میں تو سمجھتی تھی کہ تم مذاق کر رہے تھے۔ مارک نے مجھے بتایا ہے کہ اس نے خود اپنے ہاتھ سے فنک کو گولی ماری ہے لیکن جہیں تو اس کا علم نہ تھا۔۔۔۔۔ ریشا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مجھے مرنے والے کی آنکھوں میں اس کے آخری لمحے میں جو کچھ وہ دیکھتے ہوئے مر رہا ہے مجھے وہ صاف نظر آ جاتا ہے۔۔۔۔۔ عمران نے

ہاتھ میں ایک بوتل پکڑی ہوئی تھی۔ یہ کرئس تھا۔ عمران اس کی آواز سے اسے پہچان گیا تھا۔

ان کو کہہ دو۔ جتنے میک اپ وائٹس اس لاش کا چہرہ وائٹ کر دو۔ عمران نے کہا اور کرئس نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی بوتل ایک طرف رکھی اور تیری سے اس لڑائی کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے لڑائی پر رکھی ہوئی مشین پر سے کوہنایا اور اس کا میک اپ دینا میں لگے ہوئے شو میں لگا کر اس نے مشین کی سائڈ پر سے ایک شفاف شیشے کا کنٹوپ اتارا اور جھک کر اس نے کنٹوپ کو فنک کے سر اور چہرے پر چڑھانا شروع کر دیا۔ پھر اس نے مشین کے مختلف بٹن دبائے۔ دوسرے لمحے مشین پر کئی چھوٹے بڑے بلب تیری سے جلتے بچھنے لگے۔ اس کے ساتھ ہی شفاف کنٹوپ میں جامنی رنگ کی گیس بھرنا شروع ہو گئی۔ عمران خاموش بیٹھا یہ سب کچھ ہوتے دیکھ رہا تھا اس کے سارے ساتھی تو ویسے بھی خاموش بیٹھے ہوئے تھے جب فنک کا چہرہ نظر آنا بند ہو گیا تو کرئس نے مشین کے بٹن آف کر دیے اور پھر چند لمحوں بعد جب مشین میں بلبوں والا آخری بلب بھی ایک جھماکے سے بجھ گیا تو اس نے جھک کر کنٹوپ اتارنا شروع کر دیا۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کی نظریں فنک کی لاش پر تہی ہوئی تھیں۔ چند لمحوں بعد جب کنٹوپ ہٹا تو فنک کا ہی چہرہ سامنے آگیا۔

اب ایسا کرو کہ جتنی انتہائی گرم پانی سے اس کا چہرہ دھو دو۔ عمران نے کرئس سے کہا اور کرئس نے اس کے حکم کی تعمیل شروع کر

لیں سر..... دوسری طرف سے بولنے والے نے انتہائی مودبانہ لہجے میں کہا۔

سپیشل کر اس زیر پر آکسٹم گیس میک اپ وائٹس بھی چاہئے۔ کیا تم مہیا کر سکتے ہو..... عمران نے کہا۔

لیں سر۔ ہمارے سنور میں یہ موجود ہے..... کرئس نے جواب دیا۔

او کے۔ یہ میک اپ وائٹس بھی لے آؤ اور اس کے ساتھ ایک بوتل کھولنا ہو پانی۔ ایک بوتل انتہائی تیز پانی اور ایک بوتل عام سادہ پانی کی بھی لے آنا..... عمران نے کہا۔

لیں سر..... دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے رسیور رکھ دیا۔

کیا یہ پانی بھی میک اپ صاف کرنے کے کام آتا ہے..... ریٹنا نے پوچھا۔

ہاں..... عمران نے مختصر سا جواب دیا اور ریٹنا نے اثبات میں سر ملایا۔ پھر تقریباً نصف گھنٹے بعد دروازہ کھلا اور دو آدمی ایک لڑائی دھکیلتے ہوئے اندر داخل ہوئے۔ لڑائی پر ایک کافی بڑی سی مشین سرخ رنگ کے کور سے ڈھکی ہوئی موجود تھی۔ ان کے پیچھے دو آدمی اور تھے جن میں سے ایک کے ہاتھ میں دو بڑی سی بوتلیں اور ایک کے ہاتھ میں ایک بوتل پکڑی ہوئی تھی۔

یہ تینوں بوتلیں حاضر ہیں جناب..... اس آدمی نے کہا جس کے

مجھے تو وہ واقعی نہیں دے گا لیکن پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف کو وہ ضرور دے دے گا۔ میں فون پر پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف سے بات کروں گا۔ وہ براہ راست اپنے ملک کے صدر سے کہیں گے۔ پاکیشیا کا صدر فاک لینڈ کے صدر سے بات کرنے کا اور فاک لینڈ کا صدر سپیشل سرجنسی کے چیف کو خبر دے گا۔ اس کے بعد وہ مجھے فائل دینے سے کیسے انکار کرے گا۔ عمران نے جواب دیا۔

کیا پاکیشیا سیکرٹ سروس کا چیف جباری بات مان جائے گا۔ رینا نے کہا۔

ہاں۔ تم مجھے فون دو۔ میں ابھی جبار سے سامنے بات کر لیتا ہوں۔ عمران نے کہا تو رینا بھی اور اس نے میکی۔ اڑکھولی اور اس میں سے ایک کارڈ لیس فون جیس نکال کر عمران کے ہاتھ میں دے دیا۔ یہی فون جیس دے کر اس نے اس کے لاؤڈر کا بٹن ان کر دیا۔ عمران نے پاکیشیا کا رابطہ نمبر پریس کیا اور پھر فون جیس کو اس نے معلق کی سی تیری سے میانی سطح سے نیچے کر کے ایسٹو کے نمبر پریس کر دیئے۔ لیکن اس کا انداز اس قدر فطری تھا کہ رینا کو شک نہ ہو سکتا تھا کہ عمران نے جان بوجھ کر ایسا کیا ہے۔

ایکسٹو۔ چند لمحوں بعد لکے میں ایسٹو کی مخصوص آواز سنائی دی اور رینا بے اختیار چونک پڑی۔

عمران بول رہا ہوں جتنا فاک لینڈ سے۔ عمران نے انتہائی موہا ہونے لگے میں کہا۔

دی۔ کھولتے ہوئے پانی نے بھی فنک کی لاش کے بچرے پر کوئی تبدیلی پیدا نہ کی تو عمران کے کہنے پر انتہائی سخت پانی کا استعمال کیا گیا لیکن نتیجہ وہی نکلا اور آخر میں سادہ پانی کا استعمال کیا گیا لیکن فنک کے بچرے میں ذرہ برابر بھی خبر نہ ہوئی اور عمران کے بچرے پر اطمینان کے تاثرات پھیلنے لگے۔

ابن اب مجھے سو فیصد یقین ہو گیا ہے کہ یہ لاش واقعی فنک کی ہے۔ عمران نے کہا تو رینا بے اختیار مسکرا دی۔

مجھے تم سے غلط بیانی کی ضرورت نہیں تھی۔ کیا اب لاش کو بنا دیا جائے۔ رینا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

ہاں۔ اب اسے وہاں سے بنادو۔ عمران نے کہا تو رینا نے کرفس کو بدایات دینا شروع کر دیں اور تھوڑی دیر بعد ٹرائی اور خالی بوتلوں کے ساتھ ساتھ فنک کی لاش بھی وہاں سے بنادی گئی۔

اب تم بتاؤ کہ تم میری مصوبہ فائل کے حصول کے بارے میں کیا کرو گے۔ رینا نے کہا۔

کرنا کیا ہے۔ میں اپنے ساتھیوں سمیت یہاں سپیشل سرجنسی کے چیف سے ملوں گا۔ اس کے بعد فائل میرے سامنے ہوگی اور اس کی وہی تم تک پہنچ جائے گی۔ میرے سے یہ کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ عمران نے کہا۔

جبار کیا خیال ہے کہ وہ اتنی آسانی سے تمہیں وہ فائل دے گا۔ رینا نے مزہ بناتے ہوئے کہا۔

کیوں کال کی ہے۔ دوسری طرف سے انتہائی سرحلجے میں کہا گیا۔

چیف۔ میں نے یہاں ایک پارٹی سے باقاعدہ معاہدہ کیا ہے کہ اگر یہ پارٹی ہمارا مشن مکمل کرے تو ہم اس کا مشن مکمل کر دیں گے ہمارا مشن فنک کا خاتمہ تھا لیکن یہاں حالات ایسے ہیں کہ ہم نے محسوس کیا کہ ہم کسی صورت بھی فنک تک نہیں پہنچ سکتے اور نہ اس کا خاتمہ کر سکتے ہیں جبکہ اس پارٹی کی پوزیشن ایسی ہے کہ وہ فنک کا خاتمہ آسانی سے کر سکتی ہے اور وہ پارٹی ویسے تو حکومت فاک لینڈ کی سرکاری پارٹی ہے لیکن حکومت کا ایک موثر حلقہ اس کی مخالفت کر رہا ہے اور اس موثر حلقے سے اپنے تحفظ کے لئے وہ پارٹی حکومت فاک لینڈ کی ایک انتہائی خفیہ لیبارٹری کی فائل کی نقل حاصل کرنا چاہتی ہے۔ میں یہ فائل سٹیبل سنٹر میں ہے اور وہاں سے صرف فاک لینڈ کے پرائم منسٹر کی خصوصی اجازت سے وہ فائل باہر آ سکتی ہے۔ میں نے آپ کے مجھ سے وعدہ کر لیا اور دوسری پارٹی نے اپنی شرط پوری کر دی ہے۔ فنک کی لاش اس وقت میرے سامنے پڑی ہوئی ہے اور میں نے اسے اچھی طرح چیک کر کے تسلیم کر لی ہے کہ وہ واقعی فنک کی لاش ہے اب میں نے اپنا وعدہ پورا کرنا ہے۔ اس لئے آپ برائے مہربانی پاکستان کے صدر سے بات کریں تاکہ وہ فاک لینڈ کے پرائم منسٹر صاحب کو کہہ کر وہ فائل فاک لینڈ کی سیکرٹ سروس کے چیف کے حوالے کر دیں۔ چیف صاحب مجھے وہ فائل دیکھنے دیں۔ میں اپنے

ساتھ ایک ایسا خفیہ کیمبر لے جاؤں گا جس سے میں اس فائل کی کاپی تیار کر لوں گا اور کسی کو علم بھی نہ ہوگا۔ اس طرح ہماری طرف سے بھی معاہدہ مکمل ہو جائے گا۔ عمران نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

اگر تم نے معاہدہ کر لیا ہے تو ٹھیک ہے۔ کام ہو جائے گا لیکن دو روز بعد۔ دوسری طرف سے اسی طرح سرحلجے میں کہا گیا۔

دو روز بعد کیوں جناب۔ اس پارٹی نے ہمارا مشن فوری مکمل کر دیا ہے تو ہمیں بھی ان کا کام فوری طور پر مکمل کر لینا چاہئے اور پھر یہ کام ہوئے ہی ہم فوری واپس پاکستان روانہ ہو جائیں گے۔ عمران نے کہا۔

صدر صاحب دو روز کے نجی دورے پر دارالحکومت سے باہر ہیں۔ اس لئے مجبوری ہے۔ دو روز بعد بہ حال کام ہو جائے گا۔ تم دو روز بعد مجھے کال کر کے اس فائل کی تفصیلات بتا دینا۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ عمران نے فون پیس آف کر کے میز پر رکھتے ہوئے ایک طویل سانس لیا۔

شکر کرو میں دینا کہ چیف مان گیا ہے۔ ورنہ وہ ایسے کاموں کے نزدیک بھی نہیں پھنستا۔ بہر حال دو روز بعد قہار اکرام ہو جائے گا۔ اب اسے فائل تمہیں۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور دینا نے اثبات میں سر ہلادیا۔

ہاں۔ اب مجھے اطمینان ہو گیا ہے کیونکہ میں نے بھی سنا ہوا ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا چیف جب کوئی وعدہ کر لیتا ہے تو اسے ہر صورت میں پورا کرتا ہے۔ رینا نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اس کے چہرے پر مسرت کے تاثرات نمایاں تھے۔

میں رینا۔ اب جبکہ فنک ختم ہو گیا ہے اور تم بطور وینا فنک کی بنائیداد کی مالک اور سنڈینیٹ کی چیف بن گئی ہو تو میں چاہتا ہوں کہ میں اپنے ساتھیوں سمیت فنک ہٹلس کی مکمل سہ کر دوں۔ وہاں کے انتظامات کا جائزہ لوں میں نے ایسے انتظامات بڑی بڑی لیبارٹریوں میں بھی نہیں دیئے۔ یہ اکیلا ہے اس میں تو تمہیں کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔ عمران نے کہا۔

مجھے معلوم ہے کہ تم نے وہاں کی سہ کار پروگرام کیوں بنایا ہے۔ رینا نے مسکراتے ہوئے کہا۔ تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

اوه نہیں میں رینا۔ ایسی تو کوئی بات نہیں۔ صرف تجسس کی وجہ سے میں وہاں سب کچھ دیکھنا چاہتا ہوں۔ عمران نے جواب دیا۔

تم واقعی ذہین آدمی ہو کہ تم نے اپنے طور پر فنک کی لاش کو اچھی طرح چنیک کر کیا ہے لیکن اس کے باوجود تم پوری طرح مطمئن نہیں ہو اور اب تم اس سہ کے بہانے آخری چنیکنگ کرنا چاہتے ہو۔ ظاہر ہے اگر فنک زندہ ہوا تو میں تمہیں وہاں کی سہ نہیں کرا سکوں گی اور اگر

وہ مر چکا ہے تو میں وہاں کی سہ کرا دوں گی۔ بو لوبھی بات ہے ناں۔ بہر حال ٹھیک ہے۔ مجھے تمہاری یہ خواہش پوری کرنے میں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ میں ابھی انتظامات کرتی ہوں۔ رینا نے مسکراتے ہوئے کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

آج پتہ چلا ہے کہ بزرگ کیوں کسی ذہین عورت سے شادی کرنے سے کتراتے تھے۔ واقعی اگر عورت ذہین ہو تو اچھے اچھے ذہین مردوں کی ذہانت کے پرکٹ جاتے ہیں۔ عمران نے کہا اور رینا بے اختیار کھٹکھٹا کر ہنس پڑی۔

شادی کے ٹکڑے میں نہ پڑنا۔ میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ میں ساری عمر شادی نہیں کروں گی۔ میں کسی مرد کی بالادستی کا تصور تک نہیں کر سکتی۔ الٹا دوستی ہو سکتی ہے۔ رینا نے کہا۔

تم بے شک شادی نہ کرو۔ کیونکہ اب تو تم بالکل ہی آزاد ہو۔ فنک ہلاک ہو چکا ہے۔ لیکن میری اماں بی ابھی زندہ ہیں اور ڈیڈی بھی جس روز اماں بی نے میری شادی کا فیصلہ کر لیا جس اسی روز شادی ہو جائے گی۔ انہوں نے مجھے کان سے پکڑ کر کھان خانہ کے سامنے لا بٹھانا ہے اور پھر اس وقت تک میرے سر پر جوتیاں پڑتی رہنی ہیں جب تک میں نے ہاں نہیں کر دینی۔ اس لئے تم کرو نہ کرو۔ میری مجبوری ہے۔ عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

تم اپنی دادر سے اس قدر ڈرتے ہو۔ نہایت ہے۔ رینا نے بیرونی دروازے کی طرف دھرتے ہوئے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا

”ہمارے مشرق میں جب تک شادی نہ ہو ماں سے ڈرنا پڑتا ہے اور شادی کے بعد یہ خوف ایک دوسری صورت کی طرف شفٹ ہو جاتا ہے اور وہ بے بیوی عمر ان کے کہا تو رہنا ہے اختیار کھٹکھٹا کر بنس پڑی۔“

فنک ایک چھوٹے سے کمرے میں موجود کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے سامنے دیوار پر ایک بڑی سی مشین نصب تھی۔ جس کے درمیان ایک سکریں روشن تھیں۔ کرسی کے سامنے ایک چھوٹی سی میز تھی جس پر ایک جدید ساخت کا چھوٹا سا ٹرانسمیٹر رکھا ہوا تھا۔ کمرہ ہر طرف سے مکمل طور پر بند تھا۔ اس میں نہ ہی کوئی کھڑکی تھی نہ دروازہ اور نہ کوئی روشنی ان تھا۔ لیکن چھت پر ایک چھوٹا سا خانہ بنا ہوا تھا جس کے اندر سے تیز روشنی نکل کر پورے کمرے میں پھیلی ہوئی تھی۔ مشین خاموش تھی اور اس کے اندر موجود سکریں تاریک تھیں۔ فنک بار بار کھڑکی دیکھ رہا تھا۔ پھر اچانک میز پر پڑے ہوئے اس جدید ساخت کے ٹرانسمیٹر سے تیز سیٹی کی آواز گونج اٹھی اور فنک نے جھپٹ کر ٹرانسمیٹر اٹھایا اور اس کا ایک بٹن پریس کر دیا۔

”ہیلو۔ ہیلو۔ وینا کالنگ۔ اور“ بٹن پریس ہوتے ہی وینا کی

سیکرت سروس کے چیف کے درمیان ہونے والی تمام بات چیت کی تفصیل بتادی۔

”اور یہ دو روز والا سیکرٹ خراب ہو گیا۔ اس کا مطلب ہے کہ دو روز تک اسے زندہ رکھنا پڑے گا۔ اور...“ فنک نے کہا۔

”کوئی فرق نہیں پڑتا ڈیڈی۔ دو روز سے کوئی فرق نہیں پڑتا اصل بات تو اس کے چیف کے ماتھے کی تھمی اور اس کے چیف نے اس کی بات مان لی ہے۔ اور...“ وینا نے کہا۔

”وہ تو اسے ماننا ہی تھی کیونکہ اسی اطلاع پر تو میں نے یہ ساری گیم کھیلی تھی کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا چیف علی عمران پر اندھا اعتماد کرتا ہے۔ اور...“ فنک نے کہا۔

بالکل ڈیڈی۔ واقعی اس نے عمران سے کوئی تفصیل نہیں پوچھی اور نہ ہی کوئی بحث کی۔ اگر پاکیشیا کا صدر نجی دورے پر نہ ہوتا تو شاید آج ہی فائل کی کاپی ہمیں مل جاتی۔ اور...“ وینا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ پھر دو روز تک اسے اور اس کے ساتھیوں کو اپنے ہیڈ کوارٹر میں رکھو اور کیا ہو سکتا ہے۔ اور...“ فنک نے کہا۔

ڈیڈی۔ آپ کی اطلاع کے عین مطابق عمران نے فنک پیٹلس کی سر کرنے کی خواہش ظاہر کی ہے۔ اور...“ وینا نے کہا۔

”اس نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ بات چیت میں اس بات کا انکشاف کیا تھا۔ وہ حتیٰ طور پر اس بات کا یقین کر لینا چاہتا ہے کہ کیا

آواز سنائی دئی۔

”نہیں۔ اور...“ فنک نے حسب عادت مختصر سی بات کرتے ہوئے کہا۔

ڈیڈی۔ عمران نے آپ کی لاش کی انتہائی تفصیل سے چیکنگ کی ہے لیکن اسے کوئی خامی نظر نہیں آئی۔ اس لئے اب اسے یقین ہو گیا ہے کہ یہ آپ کی لاش ہے۔ اور...“ وینا نے کہا۔

”تفصیل بتاؤ۔ اس نے کیسے چیکنگ کی۔ اور...“ فنک نے سہات لہجے میں کہا تو دوسری طرف سے وینا نے عمران کی چیکنگ کی پوری تفصیل بتادی۔ فنک خاموش بیٹھا یہ ساری تفصیل سنتا رہا۔

”بوجہ۔ یہ آدمی واقعی بے حد ذہین ہے۔ خاص طور پر لاش کی آنکھوں میں آخری لمحات کا منظر، بیٹے وان بات انتہائی حیرت انگیز ہے یہ تو اچھا ہوا کہ میرے حکم پر اس آدمی کو مار کرنے خود کو ملی مار کر ہلاک کیا ہے۔ اس نے مار کر کی تصویر اور حیرت اس آدمی کی آنکھوں میں باقی رہ گئی ورنہ تو ہماری ساری منصوبہ بندی دھری کی دھری رہ جاتی۔ بہر حال اس فائل کے بارے میں اس سے بات ہونی۔ اور...“ فنک نے کہا۔

”نہیں ڈیڈی۔ اس نے میرے ساتھ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف ایسٹو کو فون کیا ہے۔ اور...“ وینا نے کہا۔

”پھر کیا بات ہوئی۔ اور...“ فنک نے پہلی بار قدرے اشتیاق بھرے لہجے میں کہا تو دوسری طرف سے وینا نے اسے عمران اور پاکیشیا

جہاں تیار کر دو لاش کو مہیا، ایش بھیجیایا ہے۔ اس نے میک اپ کی ہر طرح سے چیلنجنگ کر لی ہے۔ لیکن وہ اس میک اپ کو واش نہیں کر سکا۔ اور..... فنک نے کہا۔

یہ میک اپ واش ہو ہی نہیں سکتا تھا ماسٹر۔ یہ میک اپ تو کھال کا جزو بن گیا تھا۔ میک اپ تو وہ صاف ہو سکتا ہے جو کھال کے اوپر ہو۔ اور..... مارکر نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

ہاں۔ مجھے معلوم ہے۔ بہر حال دینا ہے اور اس کے ساتھیوں کو لے کر فنک پیس آرہی ہے۔ میں ایم ٹو میں مبتقل ہو چکا ہوں۔ تم نے ان کا استقبال کرنا ہے اور پھر انہیں فنک پیس کی سیر کرائی ہے اور اسے کسی صورت بھی احساس نہیں ہونا چاہئے کہ میں زندہ ہوں تبھی گئے ہو۔ اور..... فنک نے کہا۔

پیس ماسٹر۔ اور..... مارکر نے جواب دیا۔
ٹرانس مشین آن کر دینا۔ تاکہ میں یہاں ایم ٹو میں بیٹھ کر اس کی ساری سیر کو اپنی آنکھوں سے دیکھ سکوں۔ اور..... فنک نے کہا۔

پیس ماسٹر۔ اور..... مارکر نے جواب دیا۔
میں نے پہلے جو ہدایات دی ہیں کہ اگر عمران یا اس کا کوئی ساتھی کوئی ایسی حرکت کرنے لگے جس سے فنک پیس یا دینا کو کوئی خطرہ ہو تو پھر تم نے ایک لمحہ فساد کے بغیر ان کا خاتمہ کر دینا ہے۔ اور..... فنک نے کہا۔

واقعی فنک ہلاک ہو چکا ہے یا نہیں۔ تم اسے بے شک یہاں لے آؤ۔ میں ایم ٹو میں مبتقل ہو چکا ہوں۔ البتہ تم نے اور مارکر نے ہر وقت اس کے قریب رہنا ہے۔ اول تو ایم ٹو کو وہ کسی صورت بھی ٹریس نہیں کر سکتا اور اگر وہ کر لے تو پھر مارکر کو میں نے کہہ دیا ہے کہ وہ عمران اور اس کے ساتھیوں کا فوری خاتمہ کر دے۔ اور..... فنک نے کہا۔

ایم ٹو کو وہ کیسے ٹریس کر سکتا ہے ڈیڈی۔ ایسا تو ممکن ہی نہیں ہے۔ اور..... دینا نے جواب دیا۔

میں ہر صورت حال کو سامنے رکھ کر ہی پلاننگ کرنی پڑتی ہے۔ اور..... فنک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

اوکے ڈیڈی۔ پھر میں اسے اور اس کے ساتھیوں کو لے آؤں۔ اور..... دینا نے کہا۔

ہاں لے آؤ۔ میں مارکر کو کبہ دیتا ہوں۔ اور اینڈ آئل۔ فنک نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے بن آف کیا اور پھر تیری سے اس پر ایک اور فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنا شروع کر دی۔

ہیلو ہیلو۔ فنک کا فنک۔ اور..... فریکوئنسی ایڈجسٹ کر کے فنک نے بن آن کیا اور کال دینا شروع کر دی۔

مارکر بول رہا ہوں ماسٹر۔ اور..... چند لمحوں بعد دوسری طرف سے مارکر کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

مارکر۔ دینا نے ابھی مجھے رپورٹ دی ہے کہ اس عمران نے

”میں ماسٹر۔ آپ بے فکر رہیں۔ فقط حرکت کر کے وہ یہاں سے زندہ کیسے واپس جاسکتے ہیں۔“ اور مار کر نئے جواب دیا۔
 ”اوکے۔“ اور اینڈر آل نے فنک نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے اس نے اسے میز پر رکھ دیا۔

”ایک بار اس فاسک کی کاپی میرے ہاتھ آجائے پھر دیکھنا عمران کہ میں تمہارا اور جہارے ساتھیوں کا کیا حشر کرتا ہوں۔“ فنک نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور کرسی کی پشت سے سرٹکا دیا۔ پھر تقریباً نصف گھنٹے بعد اچانک کمرے میں سٹیج کی آواز سنائی دی تو فنک بے اختیار چونک کر سیدھا ہو گیا۔ اسی لمحے سامنے دیوار میں نصب ایک مشین پر مختلف بلب تیری سے چلنے لگے۔ اور اس کے ساتھ ہی اس کے درمیان موجود سکرین ایک تھماکے سے روشن ہو گئی۔ چند لمحوں تک سکرین پر آرمی ترجمانی لکیریں نظر آتی رہیں پھر ایک منظر نظر آنے لگا گیا جس پر ایک برآمدہ نظر آ رہا تھا۔ اس برآمدہ میں عمران اور اس کے ساتھی چلے ہوئے اندرونی طرف آ رہے تھے۔ عمران کے ساتھ ویٹا اور مار کر تھے۔ عمران باتیں کر رہا تھا اور ویٹا اور مار کر دونوں ہنس رہے تھے لیکن ان کی آوازیں یہاں سنائی نہ دے رہی تھیں۔ اس لئے فنک خاموش بیٹھا صرف تصویر دیکھتا رہا۔ پھر جیسے جیسے عمران اور اس کے ساتھی فنک پیلیس میں گھومتے رہے ساتھ ساتھ سکرین پر مناظر بھی بدلتے چلے گئے۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کے چہروں پر شدید حیرت کے تاثرات نمایاں تھے اور ان کے چہروں پر حیرت کے تاثرات دیکھ کر

فنک کے لبوں پر طعنے مسکراہٹ تیر رہی تھی۔ تقریباً دو گھنٹے تک عمران اور اس کے ساتھی فنک پیلیس میں گھومتے رہے۔ انہوں نے پیلیس کے تقریباً ہر کمرے اور ہر جگہ کو دیکھا۔ سب سے زیادہ وقت انہوں نے سنٹرل آپریشن روم میں گزارا جہاں عمران نے ہر مشین کو ایک ایک کر کے دیکھا۔ وہیں انہیں مشروبات پلانے لگے اور آخر کار تقریباً دو گھنٹوں بعد عمران اور اس کے ساتھی ویٹا کے ساتھ فنک پیلیس سے واپس چلے گئے۔ واپس جاتے وقت عمران کے چہرے پر انتہائی گہرے اطمینان کے تاثرات نمایاں تھے اور ان تاثرات کو دیکھ کر فنک بھی پوری طرح مطمئن ہو گیا۔ جب وہ لوگ ویٹا کے ساتھ فنک پیلیس سے واپس چلے گئے تو مشین بند ہو گئی اور اس کے ساتھ ہی سکرین بھی تاریک ہو گئی اسی لمحے ٹرانسمیٹر پر کان آگئی تو فنک نے ٹرانسمیٹر اٹھا کر اس کا بزن ان کر دیا۔

”ہیلو۔ مار کر کا ٹک۔“ اور مار کر کی آواز سنائی دی۔

”میں اور۔“ فنک نے کہا۔

”ماسٹر آپ نے دیکھ لیا ہو گا کہ یہ لوگ یہاں سے مکمل طور پر مطمئن ہو کر واپس چلے گئے ہیں۔“ اور مار کر نے کہا۔

”ہاں۔“ میں نے دیکھ لیا اب اور میں یہی چاہتا تھا۔“ اور فنک نے جواب دیا۔

”اب آپ کا کیا پروگرام ہے۔“ اب آپ واپس اپنے آفس تشریف لے آئیں۔“ اور مار کر نے کہا۔

”ہاں۔ اب مجھے یہاں رہنے کی کیا ضرورت ہے۔ تم سپیشل وے کھول دو۔ اور لینڈ آئل“ فنک نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر آف کر کے اسے میری دراز میں رکھا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ چند لمحوں بعد بجلی سی گز گز اہٹ کی آواز سنائی دی اور پھر کمرے کے دائیں طرف کی دیوار درمیان سے علیحدہ ہو کر دونوں اطراف میں سمیٹی چلی گئی۔ اب وہاں ایک ننلا سا نمودار ہو گیا تھا۔ فنک اطمینان سے اس ننلا کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے پہرے پر گہرا اطمینان موجود تھا۔

فاک لینڈ کے دارالحکومت سان کے سب سے بڑے گریڈ ہوٹل کے ایک کمرے میں عمران اپنے ساتھیوں سمیت موجود تھا۔ فنک پیلس سے واپسی پر گورنار نے کافی زور دیا تھا لیکن عمران نے اسے قائل کر لیا تھا کہ وہ یہاں رہ کر مقامی سیکرٹ سروس کو مشکوک نہیں کرنا چاہتا۔ عمران نے دینا کو بتایا تھا کہ پاکستانیہ کے صدر مملکت کے فون سے پہلے وہ اپنے طور پر مقامی سیکرٹ سروس کے چیف سے مل کر اسے اس فائل کے بارے میں ذہنی طور پر تیار کرنا چاہتا ہے تاکہ اپنا تک کال آنے پر وہ مشکوک نہ ہو جائیں اور ایسا نہ ہو کہ فاک لینڈ کا پرائم منسٹر کال کے باوجود مقامی سیکرٹ سروس کی کسی مشکوک رپورٹ کی بنا پر فائل دینے سے انکار کر دے۔ اس لئے ان کا کھلے عام کسی ہوٹل میں ٹھہرنا ہے حد ضروری ہے اور عمران کے ان ٹھوس

دوسرے لمحے ہم پر چاروں طرف سے گولیوں کی بارش شروع ہو جائے گی..... عمران نے جواب دیا۔

عمران صاحب۔ کیا یہ مکہ محفوظ ہے..... اچانک کیپٹن عسکری نے پوچھا۔

ہاں۔ میں نے یہاں آتے ہی مکمل چیننگ کر لی ہے۔ یہاں کوئی ڈکنا فون یا اس قسم کا کوئی آلہ نہیں ہے اور ریٹا یا دینا یا فنک کے لئے ضروری بھی تھا کہ وہ یہاں ایسی کوئی چیز رکھیں۔ وہ ہمیں کسی بھی صورت میں مشکوک کرنے کا رسک نہیں لے سکتے..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

لیکن عمران صاحب۔ دینا تو ایک سیدھی سادھی معصوم سی لڑکی تھی جبکہ یہ ریٹا تو خاصی تیز طرار عورت ہے۔ ان دونوں کے مزاج اور کردار میں تو خاص فرق ہے..... صفدر نے کہا۔

ہاں۔ مجھے بھی دینا کی اس اداکاری پر خاصی حیرت ہوئی۔ لیکن بہر حال وہ دینا ہی ہے۔ ریٹا نہیں ہے۔ عمران نے جواب دیا۔
آپ کو کیسے یقین ہے۔ کیا آپ نے اس کا میک اپ چیک کر لیا ہے..... صفدر نے کہا۔

نہیں۔ اس کے ہجرے پر میک اپ ہوتا تو چیک ہوتا۔ البتہ اس فنک کی لاش پر میک اپ ضرور تھا لیکن یہ میک اپ اس قدر مکمل اور فول پروف تھا کہ میں پوری کوشش کر لینے کے باوجود اسے واش نہیں کر سکا۔ لیکن فنک پیس کی سر کے دوران میں نے وہ خاص مشین

دلائل کی بنا پر دینا بھی اس کے موقف کے قائل ہو گئی تھی اور پھر عمران اپنے ساتھیوں سمیت اس کے ہیڈ کوارٹر سے نکل کر ہوٹل میں آکر ٹھہر گیا تھا۔ یہاں انہوں نے اپنے اصل ناموں اور کاغذات سے ہی مکہ کے بک کرائے تھے۔

عمران صاحب۔ آخر یہ سب چکر کیا چل رہا ہے۔ آخر ہمیں اس فائل میں اس قدر دلچسپی لینے کی کیا ضرورت ہے۔ ہمارا مشن مکمل ہو گیا ہے۔ اب ہمیں فوراً واپس چلا جانا چاہئے..... صفدر نے انتہائی اکتے ہوئے لہجے میں کہا۔

کیسے مکمل ہو گیا ہے..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو صفدر کے ساتھ ساتھ باقی ساتھی بھی بے اختیار ہنک پڑے۔

کیا مطلب۔ کیا فنک ہلاک نہیں ہوا..... صفدر نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

اگر وہ اس قدر آسانی سے ہلاک ہو سکتا تو پھر پاکستانی سیکرٹ سروس کے چیف کو تم جیسے نامی گرامی سیکرٹ ایجنٹوں کو یہاں بھیجنے کی کیا ضرورت تھی..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

اوہ۔ لیکن وہ فنک کی لاش اور آپ کی اس قدر تفصیلی رپورٹنگ۔ کیا وہ فنک کی لاش نہیں تھی..... صفدر نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

نہیں۔ نہ ہی وہ فنک کی لاش تھی اور نہ ہی یہ خاتون ریٹا ہے۔ یہ فنک کی بیٹی دینا ہی ہے۔ یہ سارا کھیل دراصل فنک اس فائل کے حصول کے لئے کھیل رہا ہے۔ جیسے ہی فائل اس کے ہاتھ میں آئی۔

ہوا۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
 "تو پھر اب کیا کرنا ہے۔ ہر تو پھر اس پینس سے باہر آگئے ہیں۔
 اب دوبارہ اندر جانا اور فنک کو تلاش کرنا تو تقریباً ناممکن ہے کیونکہ
 اس پینس کی حفاظتی انتظامات واقعی ایسے ہیں کہ اس میں داخلہ ناممکن
 ہے۔" صفر نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔
 "جہاں کیا خیال تھا کہ میں واقعی فنک پینس کی سیر کرنا چاہتا تھا۔
 ایسے کوئی بات نہیں۔ مجھے کسی حد تک ان حفاظتی انتظامات کے
 بارے میں علم تھا۔ میں دراصل اس آپریشن کنٹرول آفس میں نصب
 سہ ماہر کمپیوٹر کو اچھی طرح چیک کرنا چاہتا تھا۔ جس سے تمام
 حفاظتی انتظامات کنٹرول کئے جاتے ہیں اور میں نے اسے چیک کر لیا
 ہے اور اب اس سہ ماہر کمپیوٹر کی مدد سے مجھے فنک پینس میں داخلہ
 ہونا ہے۔" عمران نے جواب دیا تو اس کے تمام ساتھی بے اختیار
 چونک پڑے۔

"کیا مطلب ہے کیا سہ ماہر جہاں سے ملے وہاں کا راستہ معلوم دے
 گی۔" صفر نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔
 "ہاں۔ اگر کوئی شیشی کی جگہ کو ایسا دوسرا ہے۔" عمران نے
 جواب دیا۔
 "تو پھر صفر نے کہا۔

"مجھے رات ہونے کا انتظار ہے۔ یہاں اس کمرے میں کوچیننگ کا
 کوئی آلہ نصب نہیں کیا گیا لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ باہر بھی

دیکھ لی ہے جس سے کسی دوسرے آدمی پر فنک کا میک اپ کیا گیا تھا
 یہ مشین واقعی میرے لئے نئی ہے لیکن اس کا طریقہ کار میں نے سمجھ لیا
 ہے اور اب سہ ماہر سے کہہ کر ایسی مشین تیار کرائی جاسکتی ہے۔"

عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
 "لیکن اگر فنک کی لاش پر میک اپ تھا تو اسے صاف ہو جانا چاہئے
 تھا۔" صفر نے کہا۔

"یہی تو اصل بات ہے۔ اس مشین کے ذریعے میک اپ نہیں کیا
 جاتا بلکہ اصل کھال کی ساخت کو تبدیل کر دیا جاتا ہے۔ ان لوگوں
 نے شاید اس کا پہلے سے بندوبست کیا ہوا تھا یا وہی ہے حفظہ مقدم کے
 طور پر فنک نے یہ انتظامات کئے ہوئے ہونگے اور ایسا آدمی تلاش کر
 کے وہاں رکھا ہوا تھا جس کی جسمانی ساخت اور پھرے کی ساخت تقریباً
 اس سے ملتی جلتی ہو۔ باقی کام مشین نے کر دیا۔ نتیجہ یہ کہ وہ سو فیصد
 فنک کی لاش بن گئی۔" عمران نے جواب دیا۔

"لیکن عمران صاحب۔ اگر فنک ہلاک نہیں ہوا تو پھر فنک نے
 ہمیں اپنے پینس کی سیر کیوں کرنے دی۔" خاور نے کہا۔

"جہیں یاد ہے کہ جب دینا کے ہیڈ کوارٹر میں میں نے تم سے
 جہاں سے کمرے میں ملاقات کی تھی تو میں نے وہاں جان بوجھ کر اس
 بات کو ڈسکس کیا تھا کہ میں شک منانے کے لئے فنک پینس کی سیر
 کروں گا۔ مجھے مکمل یقین تھا کہ یہ بات فنک تک پہنچ جائے گی اور
 فنک اپنے پینس کی سیر میں کوئی رکاوٹ نہیں ڈالے گا اور وہی

آپ لوگ ابھی سے واپس جا رہے ہیں ابھی سے تیرے دربان نے انتہائی حریت بھرے نچے میں کہا تو عمران نے جیب سے ایک کارڈ نکالا

”میرا خیال ہے کہ ہم رات کا کھانا پہنیں کمرے میں ہی منگوا لیں

ہی افراد اس سناپ پر اترے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ سب اکٹھے ہی بس میں سوار ہو گئے۔ عمران نے لنگھیں میں اور پھر وہ اطمینان سے سینوں پر بیٹھ گئے۔ تقریباً نصف گھنٹے بعد مین مارکیٹ سناپ اگیا اور وہ سب نیچے اتر گئے۔ سناپ کے سامنے ایک ریسٹورنٹ تھا۔ عمران نے اپنے ساتھیوں کو وہاں بیٹھنے کا اشارہ کیا اور خود وہ مارکیٹ کی طرف بڑھ گیا اس نے مارکیٹ کی ایک بڑی دکان سے ایک خصوصی ساخت کا ٹرانسپورٹ فریڈ اور پھر ایک اور دکان سے اس نے پانچ میگیمن پاور ریز پینسل بھی خرید کر انہیں ایک ڈبے میں پیک کر کر وہ واپس اس ریسٹورنٹ کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے ساتھی وہاں بیٹھے ہات کافی پیٹے میں مصروف تھے۔

اس ڈبے میں میگیمن پاور ریز پینسلز ہیں ایک ایک لے لو۔ لیکن سوائے اشد ضرورت کے کوئی اسے استعمال نہ کرے۔ عمران نے کہا تو اس کے ساتھیوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے کیونکہ وہ ان انتہائی طاقتور شعاعوں والے پینسلز کی طاقت سے اچھی طرح واقف تھے یہ شعاعیں اس قدر طاقتور تھیں کہ بڑی سے بڑی پتھان کو ایک لمحے میں نیست و نابود کر سکتی تھیں۔ عمران نے اپنے ساتھیوں کو کافی مشکوٰی۔ عمران صاحب۔ اس بار آپ بڑے پراسرار سے لگ رہے ہیں۔ یہ سچو ہے۔

سچو شکر ہے پر تو بھول سکتا ہوں۔ عمران نے جواب دیا اور سچو بھی سب تھا۔ عمران نے جواب دیا اور سچو بھی سب تھا۔

اور دربان کے ہاتھ پر رکھ دیا۔

جدا خود بھی عیش کرو اور اپنے دوستوں کو بھی کراؤ۔ ہم نے ایک ضروری کام کرنا ہے۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو دربان کے پچھلے پرکار ڈونکھ کو گھٹتے بے پناہ مسرت کے تاثرات ابھرائے۔ اوہ۔ اوہ۔ شکریہ سہیہ تو آپ نے ہمیں خرید لیا ہے۔ دربان نے انتہائی مسرت بھرتے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے باقاعدہ سیلوٹ مار دیا۔

بس تم نے بھول جانا ہے کہ ہم ادھر سے باہر گئے ہیں۔ عمران نے کہا۔ ارتقدی سے باہر اگیا۔ اس کے ساتھی بھی اس کے ساتھ تھے۔ یہ ایک سناپ تھی جس پر ٹریفک چل رہی تھی نیچے اس طرف عمارت پر کسی ٹھب کا بورڈ لگا ہوا تھا۔ عمران خاموشی سے چلتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ اس کے ساتھی کچھ فاصلے پر اس کے پیچھے چل رہے تھے۔

اب نے بس مین مارکیٹ جانا ہے۔ عمران نے کہا اور پھر ایک بس سناپ پر آکر وہ اب رک گئے۔ وہاں کے قاعدے کے مطابق سناپ پر موجود افراد نے باقاعدہ قطار بنا رکھی تھی۔ بسیں ہر پانچ منٹ کے بعد اپنی تھیں اور بقیے افراد اس سناپ پر اترتے۔ قطار میں سے اتنے ہی افراد سوار ہو جاتے۔

اب نے مین مارکیٹ سناپ پر اترنا ہے۔ عمران نے مڑ کر اپنے ساتھیوں سے کہا اور تھوڑی دیر بعد ایک بس وہاں آکر رکی اور شاید یہ حسن اتفاق تھا کہ جتنی عمران اور اس کے ساتھیوں کی تعداد تھی اتنے

”سہ کھیتو ٹرڈی ایس ون سکس کالنگوز۔ اور ایٹل آل۔“۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر کا ایک بٹن دبایا اور ایک طویل سانس لیتے ہوئے ٹرانسمیٹر اس نے ایک سانس پڑ گئی۔ ہوئی مگر

خاور نے مڑ کر دروازہ بند کر کے اے لاک کر دیا۔ عمران نے جیپ سے وہ ٹرانسمیٹر نکالا جو اس نے مارکیٹ سے خرید ا تھا اور اس پر ایک مخصوص فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنے میں مصروف ہو گیا۔ فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنے کے بعد اس نے اسے ایک بائوپمپر چیک کیا اور پھر اس

عمارت میں ہوگا کیونکہ ایسے سپیشل وے ایمانک بھاگنے کے لئے بنائے جاتے ہیں اور ایسی صورت میں ہونٹوں یا کمرشل عمارتوں کے کمرے خاصہ کارآمد بنتے ہیں۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

”آؤ اب اس سپیشل روم کو بھی چیک کر لیں۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور مرکز پر وئی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

رکھ دیا۔

”حیرت ہے۔ کمپیوٹر نے وہ سب کچھ اس قدر اطمینان سے بتا دیا ہے جیسے وہ آپ کے ماتحت ہو۔“ صفدر نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”ان مشینوں میں یہی سب سے بڑی خامی ہوتی ہے کہ یہ صرف اپنے مخصوص کوڈز پر ہی کام کرتی ہیں۔ کوڈز کی اور کمپیوٹر کی ساخت معلوم ہو جائے تو پھر یہ مشینیں اللہ دین کے چراغ کے جن کی طرف غلام بن جاتی ہیں۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”آپ نے مارکر کے لہجے میں بات کی ہے۔ کیا کمپیوٹر آواز اور لہجے کو چیک نہیں کر سکتا۔ جبکہ ایسے سپر کمپیوٹر تو خود کار انداز میں سب چیزیں چک رہے ہیں۔۔۔ اس بار کمپیوٹر نشکیل نے کہا۔

”مارکر نے سپر کمپیوٹر کے آپریٹنگ سیسٹم میں اپنی آواز اور لہجے کو فیک کیا ہوا ہے جبکہ چیزیں شے میں فنک کی آواز فیک ہے اور یہ انتہائی خاص بات تھی جسے ہی سمجھے یہ بات معلوم ہوتی ہے اکام آسان ہو گیا۔۔۔۔۔ مارکر چیزیں سیسٹم میں بھی مارکر کی آواز فیک ہوتی تو پھر سپر کمپیوٹر اس پر عمل چیک کرتا پھر حرکت میں آتا۔۔۔ عمران نے جواب دیا اور کمپیوٹر نشکیل سمیت سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

”ہونٹ گرین وڈ تو یہی ہے لیکن اس کا سپیشل روم کہاں ہوگا۔۔۔ صفدر نے کہا۔

”نیچے تہہ خانوں میں سپیشل روم بنائے جاتے ہیں۔ نیچے کچھ کچھ اندازہ تھا کہ یہ سپیشل وے یقیناً اس ہونٹس یا اس کے ارد گرد کسی

”ہیں۔۔۔ فنک کا لہجہ اسی طرح ٹھہرا ہوا تھا۔“

”مارکر بولی رہا ہوں ماسٹر۔ ڈسٹرب کرنے کی معذرت چاہتا ہوں میں نے کال اس سنے کی ہے کہ عمران اور اس کے ساتھی سپیشل وے کے ذریعے فنک پتیس میں داخل ہونے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ وہ ایکس روم تک پہنچ جانے میں کامیاب ہو گئے تھے لیکن شاید ان کی بد قسمتی کہ ان میں سے کسی کا یہ ایکس روم کے فرش میں نصب بی ایکس سسٹم والے حصے پر پڑ گیا جس کی وجہ سے ایکس روم کا خود کار بی ایکس سسٹم آن ہو گیا اور وہ سب اس میں قید ہو گئے۔ بی ایکس سسٹم آن ہونے کی اطلاع تجھے سپر کمپیوٹر نے دے دی۔ میں اس اطلاع پر بے حد حیران ہوا۔ میرے خواب و خیال میں بھی نہ تھا کہ ایسا بھی ہو سکتا ہے۔ لیکن جب میں نے پیننگ کی تو بی ایکس میں عمران اور اس کے ساتھی موجود تھے۔ اب میں نے آپ لو اس نے کال کیا ہے کہ ان کا کیا کیا جائے۔ سائنایڈ گیس انٹیک کے ذریعے ان کا خاتمہ کر دیا جائے یا جیسے آپ حکم دیں۔“ مارکر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”لیکن سپیشل وے کا انہیں علم کیسے ہوا اور انہوں نے اسے کھولا کیسے۔۔۔ فنک کے بیچ میں حیرت تھی۔“

”میری تو خود سمجھ میں نہیں آیا۔ سپیشل وے سسٹم تو کمپیوٹر کو خصوصی ہدایات دیتے بغیر کھل ہی نہیں سکتا اور کمپیوٹر کو ہدایات دینے کے لئے مخصوص کوڈ کا علم یا مجھے ہے یا آپ کو۔۔۔ مارکر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔“

فنک اپنے بیڈ روم میں بستر پر لیٹا بیٹا وی پر چلنے والی ایک ایڈ ونچر فلم دیکھنے میں مصروف تھا۔ ایڈ ونچر ٹائپ فلمیں اسے بے حد پسند تھیں اور وہ رات کو سونے سے پہلے وی سی آر پر ایسی ایک فلم ضرور دیکھتا تھا وہ فلم دیکھنے میں پوری طرح مگن تھا کہ اچانک پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ فنک گھنٹی کی آواز سن کر بے اختیار چونک پڑا کیونکہ اس نے مارکر کو انتہائی سختی سے مشغ کیا ہوا تھا کہ اسے بیڈ روم میں سوائے ٹائپ ایمر جنسی کے کسی صورت بھی ڈسٹرب نہ کیا جائے اور مارکر بھی اس کی ہدایت کی سختی سے تعمیل کیا کرتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ گھنٹی کی آواز سن کر فنک بے اختیار اچھل پڑا تھا۔ بیڈ روم میں کال آنے کا مطلب تھا کہ کوئی ٹائپ ایمر جنسی پیش آگئی ہے۔ فنک نے جلدی سے ساتھ رکھا ہوا ریموٹ کنٹرولر اٹھا کر ٹی وی آف کیا اور پھر باہر بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”میں کیا کہہ سکتا ہوں ماسٹر! آپ مجھ سے زیادہ ذہین ہیں۔ مارکر نے جواب دیا۔

”تم ایسا کرو کہ دینا سے میری بات کراؤ۔ پھر میں ان کے متعلق کوئی فیصلہ کروں گا۔“ فنک نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اس کی پیشانی پر پہلی بار نگہیں سی انجرائی تھیں اور بڑی بڑی غمور آنکھوں میں سوچ کا عنصر نمایاں ہو گیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو فنک نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا۔

”ہیں“..... فنک نے کہا۔
وینا بول رہی ہوں ذیلی۔ مارکر نے جو کچھ بتایا ہے کیا یہ درست ہے؟“
دوسری طرف سے وینا کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

”اسے غلط بیانی کی کیا ضرورت تھی۔ جبار۔ اومیوں نے عمران اور اس کے ساتھیوں کی نگرانی کیوں نہیں کی؟“ فنک نے کہا۔
”وہ تو اب بھی نگرانی کر رہے ہیں۔ ان کی رپورٹ کے مطابق تو عمران اور اس کے ساتھی گریڈ ہوٹل میں اپنے اپنے کمروں میں موجود ہیں۔ انہوں نے کھانا بھی وہیں کمروں میں ہی منگوا یا تھا۔ وہ جب سے گریڈ ہوٹل گئے ہیں باہر ہی نہیں نکلے۔“ وینا نے جواب دیا۔

”تم ایسا کرو کہ فوراً فنک پیس آجاء۔ پھر بات ہوگی۔“ فنک نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ بستے سے اٹھا۔ اس نے وارڈروب سے اپنا لباس نکالا اور ٹیختہ ہاتھ روم کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد جب وہ

”یہ تو انتہائی خطرناک مسئلہ ہے۔ اگر اس عمران نے سسر کمپیوٹر کو اپنی آواز سے استعمال کر کے سپیشل وٹ کھول لیا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ پورا فنک پیس ہی ان کے کنٹرول میں آسکتا ہے۔“..... فنک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
”سسر کمپیوٹر کو تو وہ کسی صورت کنٹرول کر ہی نہیں سکتے۔ اگر وہ ایسا کرتے تو پھر وہ بی ایس کو بھی کنٹرول میں کر لیتے کیونکہ اسے بھی سسر کمپیوٹر ہی کنٹرول کرتا ہے اور بی ایس ان ہونے کی اطلاع بھی مجھے سسر کمپیوٹر نے ہی دی ہے۔“..... مارکر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
”کیا عمران اور اس کے ساتھی بی ایس میں قید ہیں؟“..... فنک نے پوچھا۔

”ہیں ماسٹر..... مارکر نے جواب دیا۔
”لیکن جب صبح کو یہ لوگ آزاد نہ ہو رہے ہوں تو رپورٹے فنک پیس کی سر کر گئے ہیں تو پھر ان کی اس طرح آمد کا کیا مقصد ہے؟“..... فنک نے کہا۔
”اسی بات پر تو میں خود حیران ہوں ماسٹر..... مارکر نے جواب دیا۔

”اس میں حیرت کی کوئی بات نہیں ہے۔ یہ عمران یقیناً میری تلاش میں ہی خفیہ راستے سے اندر داخل ہوا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ اسے معلوم ہے کہ میری لاش جعلی تھی اور اس نے اب تک اداکاری کی ہے۔“..... فنک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

ہوگا۔ سسٹم آف کر دو اور پچھلے ان سب کی مکمل تلاشی لو اور پھر انہیں اس بار بلیک روم نمبر تھری میں پہنچا دو۔ وینا کے آنے پر میں ان کے متعلق حتیٰ فیصلہ کروں گا۔ فنک نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ پھر تقریباً تیس پچیس منٹ بعد اسے فون پر وینا کی آمد کی اطلاع دی گئی اور چند لمحوں بعد فنک کا دروازہ کھلا اور وینا اندر داخل ہوئی۔ اس کے چہرے پر پریشانی کے تاثرات نمایاں تھے۔

”یہ سب کیسے ہو گیا ڈیڈی۔ یہ لوگ اندر کیسے داخل ہو گئے۔“ وینا نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔

”بیٹھو۔“ فنک نے اسی طرح ٹھنڈے سے بچے میں کہا اور وینا سر ہلاتی ہوئی میز کی دوسری طرف رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھ گئی۔

یہ حقیقت ہے کہ عمران اپنے ساتھیوں سمیت سپیشل دے کھول کر فنک پینس میں خفیہ طور پر داخل ہونے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ اگر بیماری خوش قسمتی سے اس کا یا اس کے کسی ساتھی کا پیر بی ایکس سسٹم پیٹ پر نہ اجاتا تو یقیناً وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو جاتا جو سوالات جہاز سے ذہن میں پیدا ہو رہے ہیں وہی سوالات میرے اور مارکر کے ذہنوں میں بھی موجود ہیں لیکن ہم نے پہلے اس بات کا فیصلہ کرنا ہے کہ عمران نے یہ قدم کیوں اٹھایا ہے اس کا مقصد کیا تھا۔“ فنک نے کہا۔

”صاف ظاہر ہے ڈیڈی۔ وہ آپ کو ٹریس کرنے کے لئے یہاں آیا ہے۔ میں تو سمجھی تھی کہ اسے یقین آگیا ہے کہ آپ کو ہلاک کر دیا گیا

ہاتھ روم سے باہر آیا تو اس کے جسم پر مکمل لباس تھا۔ اس نے بیڈ روم کا دروازہ کھولا اور ربار کی میں سے ہوتا ہوا وہ اپنے مخصوص دفتر میں پہنچ گیا۔ اس نے وہاں موجود فون کا رسیور اٹھایا اور اس کے نیچے لگا ہوا ایک بٹن پر پریس کر دیا۔

”ایس ماسٹر۔“ دوسری طرف سے مردانہ آواز سنائی دی۔
”سبب دینا آجائے تو اسے میرے دفتر بھجوا دینا اور مارکر سے کہو کہ وہ مجھے کال کرے۔“ فنک نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ چند لمحوں بعد ہی فون کی صفائی ایک بار پھر نکل اٹھی اور فنک نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”ایس۔“ فنک نے اپنے مخصوص بٹن پر پریس کیا۔
”مارکر بول رہا ہوں ماسٹر۔“ دوسری طرف سے مارکر کی آواز سنائی دی۔

”عمران اور اس کے ساتھی بی ایکس میں کس پوزیشن میں ہیں۔“ فنک نے پوچھا۔

”بی ایکس میں وہ سپر گیس کی وجہ سے بے ہوش ہیں ماسٹر۔“ دوسری طرف سے مارکر نے جواب دیا۔

”ان کی تلاشی لی ہے۔“ فنک نے پوچھا۔
”نہیں ماسٹر۔ آپ کے حکم کے بغیر میں بی ایکس سسٹم کو آف نہیں کرنا چاہتا تھا۔“ مارکر نے جواب دیا۔

”جب وہ بے ہوش پڑے ہیں تو پھر سسٹم کو آف کرنے سے کیا

ہے لیکن اس کی اس حرکت نے یہ واضح کر دیا ہے کہ وہ دراصل ہمیں دھوکہ دے رہا تھا اور اب تو مجھے بھی یقین ہے کہ اسے میری اس بات کا یقین بھی نہ آیا ہو گا کہ میں دینا نہیں دیتا ہوں۔ دینا نے جواب دیا۔

”لیکن سوچنے کی بات یہ ہے کہ اسے شک کہاں اور کیسے پڑا۔“ فنک نے کہا۔

”یہ تو وہی بتا سکتا ہے ڈیڈی۔ دینا نے جواب دیا۔

”تم نے جو مقصد بتایا ہے میرے ذہن نے بھی یہی فیصلہ کیا ہے اس لئے اب میرا خیال ہے کہ ہمیں اس فارمولے پر نعت بھیج دینی چاہئے۔ ہم نے عمران کو استعمال کرنے کی جو گیم کھیلی تھی وہ سو فیصد ناکام رہی ہے۔ عمران نے خود استعمال ہونے کی بجائے دراصل ہمیں استعمال کرنے کی پلاننگ کی اور ہماری بجائے وہ اپنی پلاننگ میں کامیاب رہا۔“ فنک نے کہا۔

”ٹھیک ہے ڈیڈی۔ مجھے آپ کی زندگی سے وہ فارمولا زیادہ عزیز نہیں ہے۔ دینا نے جواب دیا۔

”گڈ۔ میں جہاز سے منہ سے یہی بات سننا چاہتا تھا۔ جہاز سے کہنے پر میں نے یہ پلاننگ کی تھی۔ اس لئے میں چاہتا تھا کہ تم خود ہی اس سے دستبردار ہو جاؤ۔“ فنک نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کیا یہ عمران ابھی زندہ ہے؟“ دینا نے کہا۔

”ہاں۔ کیوں؟“ فنک نے کہا۔

”میں اسے اپنے ہاتھوں موت کے گھاٹ اتارنا چاہتی ہوں۔“ دینا نے کہا۔

”جذبہ باقی ہونے کی ضرورت نہیں ہے دینا۔ اس کھیل میں جذبات ہمیشہ ناکامی کے راستے پر انسان کو ڈال دیتے ہیں۔ عمران کی موت تو اب بہر حال دور نہیں ہے لیکن میں چاہتا ہوں کہ اس سے یہ پوچھ لوں کہ اس نے سپیشل وے کیسے کھولا اور اسے ہماری پلاننگ میں کس کمزوری نے مشکوک کیا ہے۔“ فنک نے کہا۔

”ڈیڈی۔ وہ انتہائی خطرناک آدمی ہے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ اور کوئی چکر چلا دے۔ آپ اسے فوری ہلاک کرادیں۔ دینا نے کہا۔

”میں نے اسے اسی سے بلیک روم نمبر تحری میں بھجوا دیا ہے۔ وہ ایسی جگہ ہے جہاں سے اس کی روح تو باہر نکلتی ہے لیکن اس کا جسم کسی سموت بھی باہر نہیں آسکتا اور وہاں ہم اس کے ذہن کو کنٹرول کر کے اس سے تمام حالات بھی معلوم کر سکتے ہیں۔“ فنک نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ دینا نے اشبات میں جواب دیتے ہوئے کہا تو فنک نے ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھایا اور اس کے نیچے لگا ہوا بٹن پریس کر دیا۔

”ہیں ماسٹر۔ دوسری طرف سے مؤذن آواز میں کہا گیا۔

”مارکر کو کبوجھ سے بات کرے۔“ فنک نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ چند لمحوں بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی اور فنک نے ہاتھ بڑھا کر رسیور

اٹھایا۔

"میں نے فنک نے اپنے مخصوص کچے میں کہا۔

"مارکر بول رہا ہوں ماسٹر۔ دوسری طرف سے مارکر کی
مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"عمران اور اس کے ساتھی کس پوزیشن میں ہیں؟ فنک نے
پوچھا۔

"وہ سب بلیک روم انہم تحری میں بے ہوش پڑے ہوئے ہیں
ماسٹر۔ مارکر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ تم اب بلیک روم کے آپریشن سینٹر میں پہنچ جاؤ۔ میں
اور وینا وہیں آ رہے ہیں۔ فنک نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ اٹھ
کھڑا ہوا۔ اس کے اٹھتے ہی وینا بھی اٹھ کر گھوٹی ہو گئی۔

"آؤ۔ فنک نے دفتر کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھتے
ہوئے وینا سے کہا اور وینا نے اثبات میں سر ہلادیا۔

دفتر سے نکل کر وہ مختلف راہداریوں سے گزرتے ہوئے ایک
مخصوص لفٹ کے ذریعے ایک اور کمرے میں پہنچے اور پھر وہاں سے

ایک اور راہداری میں پہنچ گئے جس کے انتہا پر ایک ٹھوس دیوار تھی
اس کے ساتھ ہی ایک دروازہ تھا جس کے باہر مارکر کھڑا ہوا تھا۔ جیسے

ہی فنک اور وینا وہاں پہنچے مارکر نے دروازہ کھول دیا اور فنک اور وینا
اندرا داخل ہو گئے۔ یہ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا جس کے سامنے والی دیوار

شفاف شیشے کی تھی لیکن شیشے کی دوسری طرف گھپ اندھیرا تھا۔

کمرے میں چار کرسیاں موجود تھیں۔ ایک سائٹ پر دیوار کے ساتھ
ایک مشین نصب تھی جس کے سامنے ایک آدمی سفید کوٹ پہنتے کھڑا
تھا۔ اس نے فنک اور وینا دونوں کو مؤدبانہ انداز میں سلام کیا اور ان
دونوں نے صرف سر ہلا کر اس کے سلام کا جواب دیا اور پھر وہ دونوں
کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ مارکر ان کے عقبی رو میں موجود دو کرسیوں میں
سے ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

"ان کی تلاش کی تھی مارکر۔ فنک نے گردن موڑے بغیر
عقب میں بیٹھے ہوئے مارکر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میں ماسٹر۔ لیکن ان کے پاس سے کچھ بھی برآمد نہیں ہوا۔ مارکر
نے جواب دیا۔

"نوئی۔ فنک نے اس بار گردن موڑ کر سائٹ میں کھڑے
ہوئے سفید کوٹ والے آدمی سے کہا جس نے انہیں سلام کیا تھا۔

"میں ماسٹر۔ نوئی نے انتہائی مؤدبانہ طرز میں کہا۔
"تم نے بلیک روم میں موجود عمران کو شناخت کر لیا ہے۔ فنک

نے پوچھا۔
"ماسٹر۔ وہ جب اپنے ساتھیوں کے ساتھ آپریشن ہال میں آیا تھا

چیف مارکر نے اس کا تعارف ہم سب سے کرایا تھا۔ نوئی نے
جواب دیا۔

"میں اس عمران کے ذہن کو کنٹرول کر کے اس سے سوالات
پوچھنا چاہتا ہوں۔ فنک نے کہا۔

ساتھیوں کے جسموں میں بھی حرکت کے تاثرات نمودار ہونے لگے۔

”کیا تم تک میری آواز پہنچ رہی ہے۔“ فنک نے مائیک کے سرے پر لگا ہوا مین پریس کرتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو اچھٹ کر بیٹھنے ہوئے دیکھا۔ وہ حیرت سے اوجھل دیکھ رہے تھے۔

”کیا تم تک میری آواز پہنچ رہی ہے۔“ فنک نے ایک بار پھر کہا۔
”ارے یہ تو فنک کی آواز ہے۔“ ہمیں قہر سے تو نہیں بول رہا
”وہ۔“ اچانک اس چھوٹے کمرے میں جہاں فنک، ویٹا اور مارکر
موجود تھے عمران کی حیرت بخیر ہی آواز سنائی دی اور فنک بے اختیار
مسکرا دیا۔

”ییس ماسٹر۔ کیا میں کارروائی شروع کر دوں۔“ ٹونی نے کہا۔
”ابھی نہیں۔ پہلے میں اس سے ویسے ہی بات کروں گا۔ جب میں
کہوں تب مشین کارروائی کرنا۔ پہلے نہیں۔“ فنک نے کہا۔
”ییس ماسٹر۔“ ٹونی نے جواب دیا۔

”بلیک روم کو روشن کرو اور ان سب کو ہوش میں لے آؤ۔“ فنک
نے کہا اور ٹونی تیزی سے مشین کی طرف مڑا اور اس نے اس کے
مختلف بنن دبانے شروع کر دیے۔ دوسرے لمحے ٹیٹے کی دوسری طرف
پھیلنا ہوا گھپ اندھیرا روشنی میں بدل گیا۔ اب وہاں فرش پر لیڑھے
میدھے انداز میں پڑے ہوئے پانچ افراد نظر آنے لگے۔ ایک سائیڈ پر
عمران بھی پڑا ہوا تھا۔ اس کا چہرہ ان کی طرف تھا۔ ٹونی مسلسل
مشین پر کام کر رہا تھا اور پھر کمرے کی چھت سے دودھیا رنگ کی گیس
نکل کر کمرے میں بھرنا شروع ہو گئی۔ پتند لمحوں بعد کمرہ اس دودھیا
رنگ کی گیس سے بھر گیا اور عمران اور اس کے ساتھی نظر آنا بند ہو گئے
لیکن پھر یہ دودھیا گیس غائب ہونا شروع ہو گئی اور پتند لمحوں بعد کمرہ
ایک بار پھر پہلے کی طرح روشن ہو گیا۔

”مائیک مجھے دو۔“ فنک نے کہا اور ٹونی نے مشین کی سائیڈ پر
ہک سے اٹکا ہوا مائیک اتار کر فنک کی طرف بڑھا دیا۔ مائیک کے
ساتھ لمبے دار تار موجود تھی جس کا دوسرا مشین سے منسلک تھا۔

”پتند لمحوں بعد عمران کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہونے
لگے اور پھر اس کی آنکھیں کھل گئیں۔ اس کے ساتھ ہی اس کے باقی

شعور پوری طرح بیدار ہو چکا تھا اور اس نے سامنے شیشے کی دیوار کے پیچھے کرسی پر بیٹھے ہوئے فنک اور اس کے ساتھ بیٹھی ہوئی وینا اور عقب میں بیٹھے ہوئے مارکر کو بھی دیکھ لیا تھا۔ ایک طرف ایک قد آدم مشین بھی دیوار میں نصب تھی۔ جس کے سامنے سفید کوٹ پہنے ایک نوجوان کھڑا ہے آپریٹ کر رہا تھا۔ فنک کے ہاتھ میں لچھے دار تار سے منسلک ایک مائیک موجود تھا۔

”قبر سے تو وہ بولتا ہے عمران جو مر چکا ہو.....“ فنک کا جواب سنائی دیا۔

”تو تم زندہ ہو۔ حیرت ہے۔ میں نے تو اپنی آنکھوں سے تمہاری لاش دیکھی تھی.....“ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا لیکن اس کے ساتھ ساتھ اس نے نظریں گھما کر کمرے کا جائزہ بھی لے لیا۔ اس کے باقی ساتھی بھی ایک ایک کر کے اٹھ کر بیٹھ رہے تھے۔ ان سب کے چہروں پر بھی حیرت کے ساتھ ساتھ تشویش کے تاثرات نمایاں تھے۔ وہ سب سپیشل روم میں داخل ہو کر سپیشل وے کھلوانے میں کامیاب ہو گئے تھے پھر عمران اپنے ساتھیوں سمیت اس سپیشل وے میں داخل ہو گیا جو ایک طویل سڑنگ پر مبنی تھا۔ اس سڑنگ کا اختتام ایک بڑے سے کمرے میں ہوا۔ عمران اپنے ساتھیوں سمیت اس کمرے کو کرا اس کر رہی رہا تھا کہ اچانک سائیں سائیں کی تیز آواز کے ساتھ ہی ان کے گرد شیشے کی دیواریں زمین سے نکل کر چھت تک پہنچ گئیں اور وہ اس شیشے کے کین میں قید سے ہو گئے۔ پھر ابھی وہ اس صورت حال پر

عمران کے ذہن پر چھائی ہوئی تاریکی آہستہ آہستہ روشنی میں تبدیل ہوتی جا رہی تھی کہ اچانک اس کے کانوں میں فنک کی آواز پڑی۔ وہ کچھ کہہ رہا تھا۔ گو اس کی آواز تو عمران کے ذہن نے شناخت کر لی تھی لیکن اس کے الفاظ اس کے ذہن میں واضح نہ ہو سکے تھے۔ عمران کو یوں محسوس ہوا تھا جیسے فنک کی آواز کہیں بہت دور سے آرہی ہو۔ لیکن اس کا یہ اثر ضرور ہوا کہ عمران کا ذہن ایک جھماکے سے روشن ہو گیا۔

”کیا تم تک میری آواز پہنچ رہی ہے.....“ ایک بار پھر فنک کی آواز سنائی دی لیکن اب الفاظ واضح تھے اور عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا اور ایک جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھ گیا۔

”ارے۔۔۔ یہ تو فنک کی آواز ہے۔ کہیں قبر سے تو نہیں بول رہا وہ.....“ عمران نے بے اختیار ہو کر کہا۔ یہ اور بات تھی کہ اب اس کا

یقین کیوں نہ آیا کہ میں مرچکا ہوں..... فنک نے کہا۔

اگر لاش تیار کرنے والے خود ہی بھانڈا پھوڑ دیں تو پھر حیرت کی کون سی بات باقی رہ جاتی ہے..... اپنا فنک عمران نے ایک خاص انڈیٹے کے مطابق بات کرتے ہوئے کہا۔ وہ اب فنک اور مارکر کے درمیان غلط فہمی پیدا کرنا چاہتا تھا۔

”کیا۔ کیا مطلب۔ کیا تمہیں اخلاص دی گئی تھی..... عمران کے انڈیٹے کے عین مطابق فنک نے اچھلے ہوئے کہا۔ وہ یقیناً عمران کی بات کی تہہ تک پہنچ گیا تھا۔

”اب میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ میں نے سنا ہے کہ تم ذہین آدمی ہو لیکن یہ بتاؤں کہ ہر ذہین آدمی میں سب سے بڑی خامی یہی ہوتی ہے کہ وہ اپنی ناک کے نیچے نہیں دیکھا کرتا۔ دیے وہ ساری دنیا کی نگرانی کرتا رہتا ہے..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”جہاں سے پاس اس کا کیا ثبوت ہے..... فنک نے ہونٹ ہتھاتے ہوئے کہا۔ اس کے عقب میں بیٹھا ہوا مارکر اسی طرح اطمینان سے بیٹھا ہوا تھا۔ شاید وہ اب تک اصل بات نہ سمجھ سکا تھا اور یہی حالت دینا کی تھی۔

”مجھے ثبوت پیش کر کے کیا ملے گا۔ ظاہر ہے جب میں نے مری جانا ہے تو پھر مجھے اس سے کیا کہ کون کیا کرتا ہے اور کس نے کیا کیا ہے اور اتنے اس نے کیا کرنا ہے..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

غور کر رہے تھے کہ اپنا فنک فروش سے مرخ رنگ کا دھواں سا نظا اور عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے ذہن پر کسی نے اپنا فنک تاریک چادر سی ڈال دی ہو اور اب یہ چادر اتری تو عمران نے اپنے آپ کو اور اپنے ساتھیوں کو اس کمرے کے فرش پر پڑے ہوئے دیکھا اس کمرے کی دیوار اور چھت کا رنگ گہرا سیاہ تھا۔ ایک کونے میں شیشے کی دیوار تھی جو فرش سے ٹکل کر چھت میں غائب ہو رہی تھی اس کے نیچے پہلے کی طرح ایک جھوٹا سا کمرہ تھا جس میں چار کرسیاں موجود تھیں۔ ایک سائیز پر دیوار کے ساتھ ایک قد آور مشین موجود تھی۔ عمران سمجھ گیا کہ وہ ایک بار پھر ٹریپ ہو گیا ہے۔ یہ فنک پیٹلس تو واقعی سائنسی پھندہ ثابت ہو رہا تھا لیکن اسے یہ دیکھ کر دل میں ایک غیب سی اطمینان کی لہر دوڑتی ہوئی محسوس ہوئی کہ فنک زندہ ہے اور فنک نے اسے دھوکے دینے کے لئے جو ٹریپ تیار کیا تھا عمران اس ٹریپ میں نہ آ سکا لیکن اب اس کا ذہن تیزی سے اس بات پر بھی ساتھ ساتھ غور کر رہا تھا کہ اس بار اس پھندے سے بچنے کے لئے اسے کیا ترکیب استعمال کرنی چاہئے..... کیونکہ اساتو اسے بھی یقین تھا کہ اب فنک اس فائل کو بھی بھول جائے گا۔ لیکن بظاہر تو یہاں سے نکلنے یا فنک اور اس کے ساتھیوں پر قابو پانے کی کوئی ترکیب اس کی سمجھ میں نہ آ رہی تھی۔

”مجھے اس بات پر تو حیرت ہے کہ تم نے اپنے طور پر میک اپ واٹش کرنے کے سب طریقے آزمائے لیکن اس کے باوجود تمہیں یہ

کہا۔

”میرے دفتری سب سے نیچے والی دراز میں سرخ رنگ کی ڈائری موجود ہے۔ تم خود جا کر اسے لے آؤ۔“ فنک نے تیز لہجے میں کہا۔
 ”ییس ماسٹر۔۔۔ مار کرنے کہا اور تیزی سے مڑ کر سائیڈ میں موجود دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد وہ دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔

”اب بولو۔۔۔“ فنک نے اس بار عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔
 ”صرف ایک اشارہ دے سکتا ہوں۔ کیا جہازے خیال میں کوئی شخص باہر سے سپیشل وے کھول سکتا ہے۔“ عمران نے کہا تو فنک یقیناً چونک پڑا۔

”لیکن پھر جہازی گرفتاری۔ اسے کس خانے میں فٹ کیا جائے۔“ فنک نے ہونٹ جپاتے ہوئے کہا۔

”جہازی بیٹی مس دینا کے خانے میں فنک۔“ جہیں معلوم تو ہے کہ ہمارا تعلق مشرق سے ہے اور مشرق کے لوگ اپنی جان پر تو کھیل سکتے ہیں لیکن کسی خاتون پر جبراً قبضہ کرنے کی کسی پلاننگ کا ساتھ نہیں دے سکتے۔“ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”اُدھ۔ تو یہ بات ہے۔ میں سمجھ گیا ہوں۔“ ٹھیک ہے۔ اب میں خود ہی اس سے نمٹ لوں گا۔“ فنک نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے اٹھتے ہی دینا بھی کھڑی ہو گئی۔ اس کے پیچھے پر شدید حیرت

”نہیں۔“ جہیں یہ سب کچھ تفصیل سے بتانا پڑے گا۔ یہ میرے لئے انتہائی اہم ہے۔“ فنک نے تیز لہجے میں کہا۔

”ڈیڈی۔ یہ آپ نے کیا باتیں شروع کر دی ہیں۔ یہ عمران کیا کہہ رہا ہے۔ میری سمجھ میں تو کچھ نہیں آ رہا۔“ اچانک ساتھ ہی بیٹھی ہوئی دینا نے حیرت بھرے لہجے میں فنک سے مخاطب ہو کر کہا۔

”جہاز اڈیڈی تم سے کچھ زیادہ تجربہ کار اور ذہین ہے۔ بے بی۔ وہ اس دنیا کو تم سے زیادہ بہتر انداز میں جانتا ہے جہاں اصل معاملہ مشاوری کا ہوتا ہے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کیا جہازے پاس واقعی کوئی ثبوت موجود ہے۔“ اچانک فنک نے کہا۔

”ہاں۔ ایسا ثبوت کہ جسے کوئی بھی نہ جھٹلا سکے گا لیکن جہیں ثبوت کی کیا ضرورت ہے۔ تم میری بات پر یقین ہی کیوں کرتے ہو۔“ عمران نے اسے پوری طرح اپنے ذہب پر لانے کے لئے کہا۔

”کیا ثبوت ہے۔“ بولو۔۔۔ فنک نے تیز لہجے میں کہا۔
 ”اس قدر ضمانت کے دعویٰ کے باوجود کیوں اچھٹوں جیسی باتیں کر رہے ہو۔ کیا تم یہی چاہتے ہو کہ جو کچھ بعد میں ہوتا ہے وہ ابھی اور فوراً ہو جائے۔“ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”مار کر۔۔۔“ اچانک فنک نے گردن موڑ کر عقب میں بیٹھے ہوئے مارکر سے مخاطب ہو کر کہا۔

”ییس ماسٹر۔۔۔ مار کرنے جلدی سے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے

مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ شیشے کی دیوار کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے ساتھی بھی اس کے پیچھے چلتے ہوئے اس شیشے کی دیوار کی طرف بڑھنے لگے۔ ٹوٹی مشین کے مختلف پٹن پر اس نے گرنے میں مصروف تھا۔ اس کی توجہ ان کی طرف تھی۔

”جہاز انا ٹوٹی ہے۔“ عمران نے دیوار کے قریب جا کر کہا تو وہ ٹو جو ان بے اختیار اچھل کر مڑا۔

”ہاں۔ یہ انا ٹوٹی ہے۔ تم نے سارا کو کیا کہہ دیا ہے میں نے کبھی اسے اس موڈ میں نہیں دیکھا۔ کیا ٹوٹی خاص بات ہو گئی ہے۔“ ٹوٹی نے ہاتھ میں چکراتے ہوئے ٹائیک کا پٹن دباتے ہوئے کہا۔

”ہاں خاص نہیں بلکہ خاص خاص اور ہو سکتا ہے کہ جہاز کی خوش قسمتی کے دور کا آغاز ہو گیا ہے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ دیکھو اس کی توجہ پوری طرح اس مشین کی طرف تھی۔ وہ انتہائی غور سے اس مشین کا معائنہ کرنے میں مصروف تھا۔

”کیسی خوش قسمتی۔ کیا کہنا چاہتے ہو تم۔“ ٹوٹی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”کیا یہ مشین سپر کمپیوٹر کے کنٹرول سے آزاد ہے۔“ عمران نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے کہا تو ٹوٹی چونک پڑا۔

”تم سپر کمپیوٹر کے بارے میں کیسے جانتے ہو۔“ ٹوٹی نے کہا۔

”میرا خیال ہے کہ تم اس وقت آپریشن ہال میں موجود تھے جب ہم

کے تاثرات نمایاں تھے۔“

”ڈیڈی۔ آپ جا رہے ہیں۔ کیوں۔ اس طرح اچانک۔“ ویٹا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”آؤ دنیا میرے ساتھ۔ یہ لوگ یہاں سے کہیں نہیں جاسکتے۔ لیکن مجھے پہلے ایک ایسے معاملے کی تہہ تک پہنچنا ہے جو میرے لئے کسی بھی لمحے انتہائی خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔“ فنک نے ٹھہرے ہوئے مگر انتہائی سرد لہجے میں کہا اور ٹائیک مشین کے پاس کھڑے آدمی کی طرف بڑھا دیا۔

”تم نہیں رہو گے ٹوٹی۔ جب تک میں واپس نہ آؤں اور تم نے خیال رکھنا ہے کہ یہ لوگ کوئی شرارت نہ کر سکیں۔“ فنک نے اس آدمی سے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ ویٹا کا ہنہ اچھلکتی ہوئی اس کے پیچھے دروازے کی طرف بڑھی اور چند لمحوں بعد وہ دونوں ہی دروازے سے باہر نکل گئے۔

اب اس شیشے کی دیوار کے پیچھے والے کمرے میں وہ سفید کوٹ والا ٹو جو ان موجود تھا جس کا نام ٹوٹی لیا گیا تھا۔

”آپ نے خوبصورت کھیل کھیلا ہے عمران صاحب۔ اس سے ہمیں وقت تو مل گیا ہے لیکن اس وقت سے فائدہ کیسے اٹھایا جائے گا۔“ اچانک کیپٹن خشک نے پاکیشیانی زبان میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”اس دنیا میں سارا ہتھیار ہی وقت کا ہے کیپٹن۔“ عمران نے

لوگ وہاں مس ویٹا کے ساتھ سیر کے لئے آئے تھے۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

”ہاں۔ میں وہاں موجود تھا لیکن تم سپیشل دے سے اندر کیسے داخل ہوئے۔۔۔ ٹوٹی نے کہا۔

”تم پہلے میرے سوال کا جواب دو۔ کیا یہ مشین سپر کمپیوٹر سے آزاد ہے۔۔۔ عمران نے کہا۔

”ہاں۔ یہ خود مختار ریوینٹ ہے اور صرف اسی بلیک روم کے لئے ہی استعمال ہوتا ہے۔۔۔ ٹوٹی نے جواب دیا۔

”اس کا مطلب ہے کہ تمہیں سپر کمپیوٹر کے بارے میں مکمل معلومات نہیں ہیں۔ بہر حال ٹھیک ہے۔ اب میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ تمہاری قسمت۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”کیا مطلب۔ کیا کہنا چاہتے ہو۔ اس مشین کا واقعی سپر کمپیوٹر سے کوئی تعلق نہیں ہے۔۔۔ ٹوٹی نے اٹھتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”یہ کیسے ممکن ہے۔ وہ سرخ رنگ کا بڑا سا بینہ دیکھ رہے ہو۔ یہ بینہ اپنی ساخت کے لحاظ سے ہی بتا رہا ہے کہ یہ زیر الویون نکلڈ وے کا بن ہے۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”زیر الویون نکلڈ وے۔ وہ کیا ہوتا ہے۔ یہ بین تو سوا کسی گیس کا بن ہے۔۔۔ ٹوٹی نے کہا۔

”سوا کسی گیس کا بین اس ساخت کا ہو ہی نہیں سکتا۔ بہر حال ٹھیک ہے۔ ہو گا۔۔۔ عمران نے کہا اور واپس مڑ کر اس نے شیشے کی

دیوار کے ساتھ پشت لگا دی۔ اب عمران کا منہ اپنے ساتھیوں کی طرف تھا۔

”اب میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ میں تو سمجھا تھا کہ یہ صاحب کچھ جانتے ہوں گے۔۔۔ عمران نے اپنی آواز میں کہا۔

”میں سب کچھ جانتا ہوں۔ میں مارکر کا منہ ٹو ہوں۔ تم مجھے چکر دینا چاہتے ہو۔ تمہارا مطلب ہے کہ میں سوا کسی گیس آن کر دوں۔۔۔ ٹوٹی نے غصیلے لہجے میں کہا تو عمران تیزی سے مڑا۔

”کیا میں تمہیں شکل سے متعلق نظر آ رہا ہوں کہ میں تمہیں خود سوا کسی گیس فائر کرنے کا کہوں گا۔ مجھے یہ معلوم ہے کہ سوا کسی گیس تیزی سے اعصاب کو شل کر دیتی ہے۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”یہ واقعی سوا کسی گیس کا ہی بین ہے۔ کہو تو میں تمہیں تجربہ کر کے دکھا دوں تاکہ جب تمہارے اعصاب شل ہوں تو تمہیں خود ہی یقین آجائے۔۔۔ ٹوٹی نے اس بار انتہائی طنز یہ لہجے میں کہا۔

”عقلمند آدمی۔ ہمیں اس تجربے سے کیا فائدہ ہو گا۔ تم میری بانی کرد اور اس تجربے کو رہنے دو۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا تو ٹوٹی نے ہاتھ بڑھا کر اس سرخ رنگ کے بین کو پوری قوت سے پریس کر دیا۔ دوسرے لمحے کمرے کی چھت سے ہلکی سی سرسراہٹ کی آواز سنائی دی اور چھت سے دو دھیانگ کی تیرہ گیس کمرے میں فائر ہونے لگی۔ اس کے ساتھ ہی عمران اور اس کے ساتھی ریت کے خالی ہوتے

ہوئے بڑوں کی طرف نیچے گرتے چلے گئے۔ انہیں یوں محسوس ہوا تھا جیسے ان کے جسموں سے اپنا تک قوت غائب ہو گئی ہو۔ وہ سن سکتے تھے۔ سمجھ سکتے تھے لیکن نہ ہی بال سنبھلتے تھے اور نہ حرکت کر سکتے تھے۔ عمران کا گرتے ہوئے چہرہ شیشے کی دیوار کی طرف تھا۔

”اؤ۔ اؤ۔ اؤ۔“ کہیں باسٹ مارا فٹ نہ ہو۔ مٹی بیٹہ۔ میں نے جذبات میں انکر سوا کسی نہیں فائر کر دی۔ کوئی کی آواز سنائی دی۔ وہ بڑبڑا

رہا تھا بین اس کے الفاظ واضح طور پر عمران کے کانوں تک پہنچ رہے تھے۔ وہ کوئی کویکھ رہا تھا۔ کوئی چہرہ نے ہونٹ بھیجنے خاموش کھڑا رہا پھر وہ تیزی سے مشین کی طرف مڑا اور اس نے اس سرخ رنگ کے بین کے نیچے لگے ہوئے دو سفید رنگ کے بین کیے بعد دیکرے پریس کر دیئے۔ ان بینوں کے دبتے ہی اس بڑے کمرے میں جہاں عمران اور اس کے ساتھی موجود تھے تیار ہر اس کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی عمران اور اس کے ساتھیوں کو یوں محسوس ہوا جیسے ان کے جسم کے رگ و پے میں توانائی کی لہریں سی دوڑ گئی ہوں۔ وہ سب تیزی سے اٹھ کر کھڑے ہوئے جی تھے کہ اچانک شیشے کی دیوار ٹیٹت توفیق چلی گئی اسی لمحے عمران نے توفیق کوئی شیشے کی دیوار پر زور سے لات ماری اور ایک دھماکے سے دیوار کا کافی بڑا حصہ ٹوٹ کر اندر جا گرا۔ کوئی حیات سے انہیں پھانچا سے کھڑا یہ سب چہرہ ہوتا اس طرح دیکھ رہا تھا جیسے اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہ آ رہا ہو۔ پھر اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتا عمران کا بازو گھوما اور کوئی جھجکا ہوا اقبل کر نیچے گرا اس کے

ساتھ ہی عمران نے لات اس کی کھینچی پر ماری اور اٹھنے کی لاشعوری کوشش کرتا ہوا کوئی ایک بار پھر پتھر مار کر نیچے گرا اور ساکت ہو گیا۔ عمران نے جھک کر اس کے لباس کی تلاش لینا شروع کر دی اور چند لمحوں بعد وہ سیدھا ہوا تو اس کے ہاتھ میں ایک ریو اور موجود تھا۔ عمران کے ساتھی بھی شیشے کی ٹوٹی ہوئی دیوار سے گزر کر اس کمرے میں پہنچ گئے تھے۔

”یہ سب کیسے ہو گیا عمران صاحب۔“ مصعد نے کہا۔

”یہ باتیں کرنے کا وقت نہیں ہے۔ آؤ۔ آؤ۔“ ساتھ۔ باہر نے آپریشن کمنڈرول روم پر قبضہ کرنا ہے۔ آؤ۔ یہاں تم میں سے نہ کوئی بولے گا اور نہ سانیڈ دیواروں کو ہاتھ لگائے گا اور رابدار کی کے درمیان سے گزرنا ہے۔“ عمران نے کہا اور دروازہ کھول کر دوسری طرف رابدار کی میں داخل ہو گیا۔ اس کے پیچھے اس کے ساتھی بھی رابدار کی میں آگئے اور پھر وہ رابدار کی کے عین درمیان میں دوڑتے ہوئے آگے بڑھتے چلے گئے۔ چونکہ عمران سارے فنک جیسے کا پہلے اچھی طرح معائنہ کر چکا تھا اس لئے وہ اس طرح دوڑتا ہوا آگے بڑھا چلا جا رہا تھا جیسے یہ فنک ہیٹلس اس نے خود تعمیر کرایا ہو۔ مختلف رابدار یوں سے گزرنے کے بعد وہ ایک چھوٹی سی رابدار کی میں داخل ہو گئے۔ اس میں ایک دروازہ تھا جو کھلا ہوا تھا۔ عمران نے ایک سانیڈ پر رک کر سر آگے کیا اور کھلے دروازے سے دوسری طرف دھکا دیا۔ یہ وہی ہاں تھا جس میں مشینیں نصب تھیں اور مشینوں کے سامنے سفید لونوں میں

ملبوس افراد کھڑے ہوئے تھے۔ عمران کچھ دیر تک جھانکتا رہا۔ وہ دراصل یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ مارکر یا فنک تو یہاں موجود نہیں ہے۔ جب اس کی تسلی ہو گئی تو اس نے مڑ کر اپنے ساتھیوں کو پیچھے آنے کا اشارہ کیا اور پھر ریو اور ہاتھ میں پکڑے وہ اندر داخل ہو گیا۔ اس کے پیچھے اس کے ساتھی تھے۔

”خوار۔ اگر کسی نے حرکت کی تو گولیوں سے اڑا دوں گا۔“ عمران نے چیختے ہوئے کہا۔ تو مشینوں کے سامنے کھڑے ہوئے افراد تیزی سے مڑے اسی لمحے عمران نے نرگیر دبا دیا۔ اور ایک آدمی پیچ مار کر اچھلا اور پھر ایک دھماکے سے نیچے گرا اور پتھرنے تڑپنے کے بعد ساکت ہو گیا۔

”خوار۔ ہاتھ اوپر اٹھا کر درمیان میں آجاؤ۔ اگر کسی نے بھی اس کی طرح غلط حرکت کی تو یہی انجام ہو گا۔ جلدی کرو۔“ عمران نے چیختے ہوئے کہا تو سب افراد جن کی تعداد دس کے قریب تھی سروں پر ہاتھ رکھ کر تیزی سے آگے بڑھے اور درمیان میں آکر کھڑے ہو گئے۔ اپنے ساتھی کو اس طرح مرتے دیکھ کر ان کے بچروں پر شدید خوف کے تاثرات ابھرائے تھے۔

”ان کے عقب میں جا کر ان کی تلاشی لو۔“ صفدر تم نے میرے عقب میں دروازے کا خیال رکھنا ہے۔“ عمران نے کہا اور صفدر کے علاوہ باقی ساتھی تیزی سے آگے بڑھے اور پھر وہ ان سب کے عقب میں پہنچ گئے۔ چند لمحوں بعد ان میں سے دو کی جیبوں سے ریو اور برآمد

ہو گئے۔

”صرف ان دو کے پاس ریو اور تھے۔“ خوار اور تنویر نے کہا۔ ”فھیک ہے۔ اب میرے پاس آجاؤ۔“ عمران نے کہا اور اس کے ساتھی تیزی سے واپس عمران کے قریب آ گئے۔

”ہم نے ان سب کا فوری خاتمہ کرنا ہے۔“ عمران نے پاکیشیائی زبان میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ کو جھٹکا تو ہال فائرنگ کی تیز آوازوں اور انسانی چیخوں سے گونج اٹھا۔ خوار اور تنویر نے بھی عمران کے ساتھ ہی فائرنگ کھول دی تھی اور دیکھتے ہی دیکھتے سب افراد فرش پر گر کر تڑپنے لگے۔ ہال میں ہر طرف خون ہی خون پھیل گیا۔ عمران تنویر اور خوار اس وقت تک چوکے انداز میں کھڑے رہے جب تک وہ سب ساکت نہیں ہو گئے۔

”دروازے کی سائیڈوں میں کھڑے ہو جاؤ۔“ عمران نے اپنا ریو اور خالی ہاتھ کھڑے کیپٹن تشکیل کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا اور پھر اسے ریو اور دے کر وہ دوڑتا ہوا ایک کافی بڑی مشین کی طرف بڑھ گیا۔ اس مشین کے سامنے پہنچ کر وہ چند لمحوں سے غور سے دیکھتا رہا۔ پھر اس نے تیزی سے اس کے مختلف بن پریس کرنے شروع کر دیئے۔ بن پریس کر کے اس نے دو تین نابوں کو گھمایا اور پھر ایک بینڈل کو کھینچا۔ مشین میں سے گونج کی بجلی سی آواز پیدا ہوئی تو عمران نے بینڈل چھوڑ دیا جو کھٹاک کی آواز سے واپس اپنی جگہ پر چلا گیا۔ عمران نے ایک بار پھر مختلف بن دبائے شروع کر دیئے۔ وہ اب

بیٹھی ہوئی تھی۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کے اس طرح اندر داخل ہونے پر فنک بو کھلائے ہوئے انداز میں اٹھ کر مڑا۔ دینا بھی ایک جھٹکنے سے اٹھ کر کڑی بو چکی تھی۔

”میں بتاتا ہوں تمہیں فنک“ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کا ہاتھ گھوما تو فنک جو عمران اور اس کے ساتھیوں کی اس طرح اچانک اندر پر بو کھلائے ہوئے انداز میں انہیں دیکھ رہا تھا۔ بری طرح چیختا ہوا اچھل کر ایک طرف جا کر۔ اسی لمحے صدر کی لات گھومی اور فنک کے حق سے ایک اور زوردار چیخ نکلی اور اس کا جسم ایک جھٹکا کھا کر ساکت ہو گیا۔

”ڈیڈی۔ ڈیڈی“ دینا نے فنک کو اس طرح گرتے دیکھ کر چیختے ہوئے اس کی طرف بڑھنے کی کوشش کی تو غدار کا ہاتھ گھوما اور دینا بھی فنک کی طرح چیختی ہوئی اچھل کر پہلو کے بل نیچے گری۔ پھر ساکت ہو گئی۔ مارکر پارٹیشن کے پیچھے خاموش کھڑا یہ سب لچھ ہوتے دیکھ رہا تھا۔ اس کے پہرے پر شدید حیرت کے تاثرات موجود تھے۔

”یہاں یقیناً اسلحہ ہوگا۔ ہر دیوار میں مومنو، الماری کھول کر دیکھو“ عمران نے مڑ کر اپنے ساتھیوں سے کہا تو غدار اور تنویر دیوار میں نصب دو الماریوں کی طرف بڑھ گئے۔ ایک الماری میں دوسرے اسلحہ کے ساتھ ساتھ جدید ساخت کی دس بارہ مشین گنیں بھی موجود تھیں جبکہ دوسری الماریاں صرف مختلف اسلحہ کے میگزینوں سے بھری ہوئی تھیں۔

”مومنو پر حیرت کتنی مومنوں کو بغور دیکھ رہا تھا۔ ساتھ ساتھ وہ دونوں ہاتھوں سے دونوں کو بھی ایک دوسرے کی مخالف سمتوں میں گھماتا رہا۔ جس نے ہاتھ چھوڑ دینے اور تپتی سے واپس مڑا۔

”اگر اب ہمیں فنک مار کر اور اس دینا کو تلاش کرنا ہو گا۔“ عمران نے کہا اور دروازے سے نکل کر واپس راہداری میں آگیا۔ اس کے ساتھی بھی اس کے پیچھے باہر نکلے۔ عمران مختلف راہداریوں میں گھومتا ہوا آخر ایک چھوٹی سی راہداری میں پہنچ گیا جس میں چار دروازے تھے اور یہ چاروں ہی بند تھے۔ عمران نے ہر دروازے کے ساتھ کان لگائے اور پھر ایک دروازے کے ساتھ اس نے جیسے ہی کان لگائے۔ اس کے پیچ سے پرمسٹر اسٹ سی تیار لگی۔ اس نے آہستہ سے دروازے پر دبا دالا تو دروازہ تھوڑا سا کھل گیا۔ اب اندر سے فنک کی تیز آواز سنائی دی رہی تھی۔

”تمہیں بتانا پڑے گا مار کر۔ ہر سورت میں بتانا پڑے گا۔“ فنک کا جج بے حد مدد رہا تھا۔ عمران نے اپنے ساتھیوں کو اشارہ کیا اور پھر دروازے پر زور سے لات ماری اور اچھل کر اندر داخل ہو گیا۔ یہ ایک خاصا بڑا کمرہ تھا جس کے ایک کونے میں شیشے کا پارٹیشن بنا ہوا تھا اور مار کر اس پارٹیشن والے کمرے میں کھڑا ہوا تھا جبکہ فنک ہاتھ میں مائیک پکڑے ایک میز کے پیچھے کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی پشت دروازے کی طرف تھی۔ میز پر ایک چھوٹی سی مشین مومنو تھی جس پر مختلف رنگوں کے بلب جن بج رہے تھے۔ دینا ایک سائڈ پر مومنو پر

”تم نے خاصے سخت جان ہونے کا ثبوت دیا ہے مار کر کہ ابھی تک فنک کو اس سازش کے بارے میں کچھ نہیں بتایا جو تم فنک کے خلاف کر رہے تھے۔۔۔۔۔ عمران نے کرسی پر بیٹھنے ہوئے مسکرا کر کہا۔

”میں نے کوئی سازش کی ہو تو بتاؤں۔ نہ جانے ماسٹر فنک کو کس نے ہنگامہ دیا ہے کہ میرے لاکھ یقین والے کے باوجود اسے کسی طرح یقین ہی نہ آ رہا تھا۔ لیکن تم لوگ بلیک روم سے کیسے آزاد ہو گئے اور یہاں تک کیسے پہنچ گئے۔۔۔۔۔ مار کرنے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ابھی فنک بوش میں اگر یہی سوال کرے گا۔ اس لئے اس وقت میں جو جواب دوں گا وہ تم بھی سن لینا۔ لیکن فنک کے بوش میں آنے سے پہلے میری ایک بات سن لو اور اس پر اچھی طرح غور کر کے مجھے جواب دینا۔ تمہارے اس جواب پر تمہاری زندگی یا موت کا انحصار ہو گا۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

”میں کچھ نہیں بتا سکتا۔ میں نے حلف لیا ہوا ہے اور میں جان تو دے سکتا ہوں لیکن حلف نہیں توڑ سکتا۔۔۔۔۔ مار کرنے فوراً ہی جواب دیتے ہوئے کہا۔

”پہلے میری بات سن لو۔ جو کچھ میں تم سے پوچھنا چاہتا ہوں وہی کچھ میں دینا یا فنک سے بھی معلوم کر سکتا ہوں لیکن تم ہاتھوں کی اس لڑائی میں ایک معمولی سے ٹکے کی حیثیت رکھتے ہو اور میں نہیں چاہتا کہ تم خواہ مخواہ اس لڑائی میں موت کے گھاٹ اتر جاؤ۔ عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

”یہ گنیں لے لو اور باہر چلے جاؤ۔ پتیلیں میں اب پھنسنے بھی افراد موجود ہوں ان میں سے ایک کو بھی زندہ نہیں رہنا چاہئے میں اس دوران مار کر سے بات کرتا ہوں۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

”لیکن عمران صاحب۔ یہ حفاظتی سسٹم۔ کہیں ہم پھر کسی جگہ میں نہ پھنسن جائیں۔۔۔۔۔ غاور نے کہا۔

”نہیں۔ میں نے سپر کمپیوٹر کا لنک بن آف کر دیا ہے۔ اب ہر مشین اپنے طور پر خود مختار ہو چکی ہے۔ اب اسے آن کیا جائے گا تو وہ کام کرے گی ورنہ نہیں۔ اگر میں ایسا نہ کرتا تو ہم یہاں فنک کے اس خصوصی شعبے میں اب تک زندہ نہ کھڑے ہوتے۔۔۔۔۔ عمران نے کہا تو سب ساتھیوں نے اشارت میں سر ہلا دیئے۔

”کیپٹن شکیل۔ تم باہر جا کر کہیں سے رسی وغیرہ لے آؤ تاکہ فنک کو باندھا جاسکے۔۔۔۔۔ عمران نے کیپٹن شکیل سے مخاطب ہو کر کہا۔

”کیوں ان جکروں میں پرستے ہو۔ اب جبکہ یہ قابو میں آچکے ہیں تو ان کا خاتمہ کرو اور نکل چلو۔۔۔۔۔ تنویر نے مشین گن میں میگزین فٹ کرتے ہوئے کہا۔

”یہ فنک اسرائیل کا انتہائی خاص ایجنٹ ہے اس سے تو میں نے بہت کچھ معلوم کرنا ہے۔۔۔۔۔ عمران نے کہا تو تنویر نے بھی اشارت میں سر ہلا دیا اور پھر ایک ایک کر کے وہ سب کمرے سے باہر نکل گئے تو عمران نے میز پر رکھا ہوا مائیک اٹھایا اور اس کی سائیڈ پر لگا ہوا ہارن دبا دیا۔

”تم کیا پوچھنا چاہتے ہو۔۔۔ مار کرنے ہو منٹ چاہتے ہوئے کہا۔
”صرف اسٹاک فٹنگ نے سنڈیکٹ کے بارے میں تفصیلی ریکارڈ
کہاں رکھا ہوا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ دو بلیک میٹنگ سٹف جس
کی وجہ سے فاک لینڈ کے حکام بے بس ہیں اور فٹنگ اور اس کے
سنڈیکٹ کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کر سکتے۔۔۔“ عمران نے
جواب دیا۔

”مجھے اس بارے میں کچھ نہیں معلوم۔۔۔“ مار کرنے جواب دیا۔
”تم شاید اس خیال میں ہو کہ ابھی آپریشن کنٹرول روم والوں کو
یہاں کے حالات کا علم ہو جائے گا اور وہ لوگ وہیں سے کسی مشین
کے ذریعے زم پر قابو پالیں گے تو اس خیال کو ذہن سے نکال دو۔
آپریشن کنٹرول روم میں موجود تمام افراد ہلاک کر دیئے گئے ہیں اور میں
نے سپر کمپیوٹر کا مین بنک بھی دیگر تمام مشینوں کے ساتھ آف کر دیا
ہے۔ اس لئے آپ آؤٹینگ چیننگ اور آپریشن کا کوئی سکوپ باقی نہیں
رہا۔ اس کے ساتھ ساتھ جہاز کے سامنے میرے ساتھی اسلحہ لے کر
اس کمرے سے باہر گئے ہیں۔ میں نے انہیں ہدایات دے دی ہیں کہ
وہ اس وقت واپس آئیں جب فٹنگ پتیس میں موجود ہر شخص کا خاتمہ
نہیں ہو جاتا۔۔۔“ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا تو مار کرنے
پچھلے پر بیگت شدید گھبراہٹ اور خوف کے تاثرات ابھرائے۔

”اوہ۔ اوہ۔ یہ سب۔ یہ سب کچھ کیسے ممکن ہو گیا۔۔۔“ مار کرنے
انتہائی خوفزدہ سے بچے میں کہا۔

”میں نے پہلے ہی کہا ہے کہ تم ہاتھیوں کے درمیان ہونے والی
لڑائی میں گھاس کے ایک چھوٹے سے ٹڈے کی حیثیت رکھتے ہو۔ اس
لئے میں تمہیں موقع دے رہا ہوں کہ تم اپنی جان بچالو۔ فٹنگ اور دینا
کا تو میں نے بہر حال خاتمہ کر ہی دینا ہے۔ اس طرح اگر تم چاہو تو
فٹنگ سنڈیکٹ کے پورے کاروبار پر بھی قبضہ کر سکتے ہو۔۔۔“ عمران
نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”نہیں مجھے کچھ نہیں معلوم۔۔۔“ مار کرنے جواب دیا۔
”ٹھیک ہے۔ پھر تم میرے لئے بے کار ہو اور مجھے معلوم ہے کہ
اس مشین پر موجود یہ سرخ رنگ کا بین پریس ہوتے ہی تم انتہائی
عصبیت ناک موت کا شکار ہو جاؤ گے۔ اوکے۔ پھر جہاز کی مرضی۔ میں
یہ بین دیار ہاؤس۔۔۔“ عمران نے سرد لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس
نے اپنی انگلی اس سرخ بین پر رکھ دی۔

”رنگ جاؤ۔ رنگ جاؤ۔“ مار کرنے کا ڈسک رک جاؤ۔ مت مارو مجھے۔ مجھے
نہیں معلوم۔۔۔“ مجھے بس اس ہی معلوم ہے کہ ماسٹر فٹنگ نے تمام ریکارڈ
کسی بنک کے خصوصی لاکر میں رکھا ہوا ہے۔ لیکن کس بنک میں
اس کا مجھے علم نہیں ہے۔۔۔“ مار کرنے بیگت و ہشت زدہ ہوتے
ہوئے کہا اور اسی لمحے کمرے کا دروازہ کھلا تو عمران نے تیزی سے گردن
موڑی تو اس نے کیپٹن تنکیل کو اندر داخل ہوتے دیکھا۔ اس کے ہاتھ
میں نالکون کی رسی کا ایک پنڈل موجود تھا۔

”دینا کو مت باندھنا۔۔۔“ عمران نے کہا اور پھر وہ مار کرنے کی طرف

کھڑا ہوا تھا۔

”مار کر کی موت لازمی تھی کیونکہ یہ واحد آدمی ہے جو اگر اس شیشے کے پارٹیشن سے باہر آجاتا تو اس کے منہ سے نکلے ہوئے چند الفاظ سپر کمپیوٹر کو چالو کر دیتے اور پھر ہم سب کا اس سے بھی زیادہ عبرت ناک انجام ہوتا۔“ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور کیپٹن شکیل نے اس بات میں سر ہلادیا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور پھر صفدر تنویر اور خاور اندر داخل ہوئے۔

”چند افراد اور تھے ہمیں ختم کر دیا گیا ہے اور ہاں۔ اس ٹوٹی کا بھی خاتمہ کر دیا ہے۔ وہ ابھی تک وہیں بے ہوش پڑا ہوا تھا۔“ صفدر نے کہا۔

”یہ مار کر کہاں گیا۔ یہ ڈھانچے کس کا ہے۔“ خاور نے حیرت سے شیشے والے ٹکڑے میں پڑے ہوئے پڑیوں کے ڈھانچے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو کیپٹن شکیل نے انہیں تفصیل بتادی۔

”اب اس فنک کا کیا کرنا ہے۔ اسے ختم کرو اور نکل چلو یہاں سے اب تو کوئی رکاوٹ باقی نہیں رہی۔“ تنویر نے کہا۔

”صرف فنک کی موت ہی ہمارا مشن نہیں ہے۔ ہم نے اس پورے سنڈیکیٹ کو جڑ سے اکھاڑنا ہے۔ اس کے لئے اس سنڈیکیٹ کا بھی خاتمہ ضروری ہے اور اس کے لئے مجھے اس کا تفصیلی ریکارڈ چاہئے۔“ عمران نے کہا۔

”پھر ہوش میں لے آؤ اسے اور میرے حوالے کر دو۔ پھر دیکھو یہ

متوجہ ہو گیا۔

”دیکھو مار کر۔ نند کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ اس اکر کے بارے میں پوری تفصیل بتا دو۔“ عمران نے کہا۔

”میں نے بتا دیا ہے۔ اس کے علاوہ میں کچھ نہیں جانتا۔“ مار کر نے جواب دیا اور عمران نے اس کے سچے سے ہی محسوس کر لیا کہ وہ جان بوجھ کر غلط بیانی کر رہا ہے۔

”افری بار کہہ رہا ہوں۔ سچ بول دو۔“ عمران نے خشک لہجے میں کہا۔

”میں سچ کہہ رہا ہوں۔ مجھے نہیں معلوم۔“ مار کر نے کہا تو عمران نے یقیناً ایک جھٹکے سے سرخ ہون پر مبنی کر دیا۔ دوسرے لمحے شیشے والے کمرے میں نیلے رنگ کا دھواں سا ساچھٹا چلا گیا اور مار کر کی انتہائی کر بناک جینچوں سے کمرہ گونج اٹھا۔ مار کر فرش پر گر کر کسی ذبح ہونے والی بکری کی طرح چمک رہا تھا پھر اس کی ہتھیں آہستہ آہستہ ڈوبتی چلی گئیں۔ اب اس کا جسم دھوئیں میں چھپ گیا تھا۔ چند لمحوں بعد دھواں غائب ہونے لگا اور پھر مار کر کا جسم دکھائی دینے لگا۔ وہ مردہ پڑا ہوا تھا۔ اس کے جسم کا گوشت پانی بن کر بہہ رہا تھا۔ اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے اس کی لاش کی بجائے ہڈیوں کا ایک ڈھانچہ پڑا ہوا نظر آ رہا تھا۔

”انتہائی خوفناک حربہ ہے عمران صاحب۔“ کیپٹن شکیل نے کہا۔ وہ فنک کو رسی سے باندھنے کے بعد عمران کی کمرے کے عقب میں

میں مارکر کے خلاف شک جڑ پکڑ گیا تو وہ فوری کارروائی کرنے پر مجبور ہو جائے گا کیونکہ مارکر اس ساری مشینری کا انچارج تھا۔ اس کی سازش فنک کے لئے ایچ ایم سے بھی زیادہ خطرناک ثابت ہو سکتی تھی اور وہی ہوا۔ وہ وینا کو لے کر مارکر سے انکوٹری کرنے چلا گیا۔ اسے یقین تھا کہ ہم بلیک روم سے کسی صورت بھی نہ نکل سکیں گے لیکن اس مشین کو دیکھ کر مجھے ایک ترکیب سمجھ میں آگئی۔ میں نے ٹوٹی کو اکساکر سو اکسی گیس کا بلیک روم میں فائر کر دیا۔ اس سے ہمارے اعصاب تو شل ہو گئے لیکن سو اکسی گیس پورے بلیک روم میں پھیل گئی۔ مجھے یقین تھا کہ ٹوٹی اس جذباتی حرکت پر فنک کے خوف کی وجہ سے فوراً ہی اپنی سو اکسی گیس استعمال کرے گا اور وہی ہوا۔ اس نے فوراً ہی اپنی سو اکسی گیس استعمال کر دی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ دونوں ٹیموں نے مل کر شیشے کی دیوار پر باؤ ڈالا اور یہ دباؤ اس قدر شدید ہوتا ہے کہ بعض اوقات موٹی دیواریں بھی بشیادوں سے اکھڑ جاتی ہیں۔ بہر حال اس کا اثر شیشے کی دیوار پر پڑا اور وہ توڑ گیا۔ اس کے بعد کی کارروائی کا ہمیں علم ہی ہے۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

لیکن عمران صاحب۔ سو اکسی گیس کے بعد اپنی سو اکسی گیس ہی استعمال کی جاتی ہوگی۔ پھر تو ٹوٹی کو بھی علم ہو گا کہ اس کا کیا نتیجہ نکلے گا۔۔۔۔۔ صفدر نے کہا۔

نہیں۔ اپنی سو اکسی گیس اس وقت استعمال کی جاتی ہے جب

کس طرح ہوتا ہے۔۔۔۔۔ تنویر نے کہا۔

نہیں۔ یہ انتہائی ٹھنڈے دماغ کا آدمی ہے۔ یہ اتنی آسانی سے قابو میں نہیں آئے گا۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

عمران صاحب۔ آپ نے وہاں بلیک روم میں کیا کیا تھا۔ جب ہمارے جسم شل ہو گئے تھے۔ اس وقت تو مجھے یہی خیال آ رہا تھا کہ آپ کا داؤ لٹا ہو گیا ہے لیکن بعد میں اس کا نتیجہ انتہائی حیرت انگیز نکلا۔۔۔۔۔ صفدر نے کہا۔

میں نے فنک کو ایک فرضی سازش کے چکر میں لٹھا کر وقت حاصل کرنے کی کوشش کی تھی اور میں اس کوشش میں کامیاب رہا تھا۔ میں نے فنک کو اشارہ کیا کہ مارکر اس کے خلاف ہمارے ساتھ مل کر سازش کر رہا ہے اور شوکت کے طور پر مراد دیا گیا اشارہ بھی وہ سمجھ گیا حالانکہ مارکر اور وینا کو یہ بات سمجھ نہ آئی تھی لیکن فنک نے اپنی ذہانت سے ایک اہم سوال کر دیا کہ اگر مارکر ہمارے ساتھ مل کر سازش کر رہا تھا تو پھر اس نے ہمیں گرفتار کیوں کر دیا۔ اس پر میں نے اسے بتایا کہ ایسا وینا کی وجہ سے ہوا ہے میں نے اسے اشارے کرائے میں بتا دیا کہ مارکر ہم سے مل کر نہ صرف فنک جیلز اور سنڈیکٹ پر بھی قبضہ کرنا چاہتا ہے بلکہ وہ وینا پر بھی جبراً قبضے کا خواہشمند ہے اور ہم نے مشرقی ہونے کے ناطے اس کی مخالفت کی جس کی وجہ سے اس نے ہمیں گرفتار کر دیا۔ یہ بات اس قدر نیچرل تھی کہ فنک اسے سچ سمجھ بیٹھا۔ مجھے معلوم تھا کہ اگر فنک کے ذہن

سو اکیس گیس فائر ہونے والی جگہ سے پوری طرح خارج ہو جائے۔ اس کے لئے کم از کم دس پندرہ منٹ کا وقفہ لازمی چاہئے۔ نوٹی سے حماقت یہ ہوتی کہ اس نے فوراً ہی اپنی سواکسی گیس کا فائر کر دیا اور میرا انداز درست ثابت ہوا۔ اس طرح ہم آزاد ہونے میں کامیاب ہو گئے۔" عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ بعض اوقات ایسے کام کر جاتے ہیں کہ مجھے بھی شک ہونے لگتا ہے کہ جیسے آپ مستقبل میں دیکھ کر یہ کام کرتے ہوں۔" صفر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"انسانی نفسیات کو اگر درست طور پر استعمال کیا جائے تو بعض اوقات واقعی حیرت انگیز نتائج سامنے آتے ہیں لیکن یہ ضروری نہیں ہے کہ ہمیشہ ہی اندازے درست ہوں۔ کبھی کبھی اندازے غلط بھی ہو سکتے ہیں۔ لیکن ہم نے جو تکہ جدوجہد تو کرنا ہی ہوتی ہے اس سے ہمیں ہر پہلو کو آزمانا پڑتا ہے۔" عمران نے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ ان کے درمیان مزید کوئی بات ہوتی۔ فنک کے کراہنے کی آواز سنائی دی اور وہ سب چونک کر اس کی طرف مڑ گئے۔ عمران نے بھی کرسی کا رخ فنک اور وینا کی طرف موڑ لیا۔

"اطمینان سے بیٹھ جاؤ۔" عمران نے اپنے ساتھیوں سے کہا اور وہ سب صوفوں پر بیٹھ گئے۔ فنک نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔ اس کے چہرے پر بیخفت انتہائی تکلیف کے تاثرات ابھر آئے۔ پوری طرح ہوش میں آتے ہی اس نے بے اختیار آنکھیں کی کوشش کی

لیکن بندہ جا ہونے کی وجہ سے وہ صرف کسمسا کر رہ گیا۔
"تم۔" تم نے یہ سب کیسے کر لیا۔ تم بلیک روم سے کیسے نکلے اور پھر زندہ سلامت یہاں تک پہنچ بھی گئے۔ یہ سب کیسے ہوا۔ مار کر یہاں میری قید میں تھا۔ پھر یہ سب کیسے ہو گیا۔" فنک نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

"میں نے مار کر کو جہاری قید سے آزاد کرادیا ہے۔ تم اس کا ڈھانچہ شیشے والے کمرے میں پڑا دیکھ سکتے ہو۔" عمران نے سرد لہجے میں کہا تو فنک کی گردن ایک زوردار جھٹکے سے شیشے والے کمرے کی طرف گھوم گئی۔

"اوہ۔ اوہ۔ یہ تم نے کیا کیا ہے۔ یہ۔ یہ تو۔۔۔ فنک کے چہرے پر پہلی بار خوف کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"تم بھی تو اسے اسی عبرت ناک موت کی دھمکی دے رہے تھے۔ اگر تم اس پر گیس کا فائر کر دیتے۔ تب بھی مار کر کاہی حشر ہوتا۔" عمران نے سہات لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سنو۔ تم مجھے اور وینا کو چھوڑ دو۔ تم جتنی دولت چاہو۔ میں تمہیں دینے کے لئے تیار ہوں اور یہ۔ یہ بھی وعدہ کرتا ہوں کہ آئندہ فنک سنڈیکیٹ یا میرے گرد پس کبھی جہارے یا پاکیشیا کے خلاف کوئی حرکت نہیں کریں گے۔" فنک نے کہا۔

"پہلے تم میری بات سنلو۔ فنک پیٹلس میں موجود تمام افراد کو ختم کر دیا گیا ہے۔ اب یہاں ہمارے علاوہ صرف تم اور جہاری بیٹی

جہارے خلاف ہے۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔
 "ہاں۔۔۔ وہ بھی ہے لیکن اس کی بیوی سے متعلق ایسی اہم
 دستاویزات میرے قبضے میں ہیں کہ میرے خلاف ہونے کے باوجود
 میرے خلاف بھاپ بھی منہ سے نہیں نکال سکتا۔۔۔۔۔ فنک نے
 جواب دیا۔

"لیکن اگر میں تمہیں ہلاک کر دوں تب تم ان کاغذات کا کیا کرو
 گے۔۔۔۔۔ عمران نے کہا

"پورے فاک لینڈ میں سنڈیکیٹ کا جال پھیلا ہوا ہے اور اس کے
 علاوہ چیننگ گروپس بھی کام کر رہے ہیں میرے بعد وہ میری جگہ
 سنبھال لیں گے۔۔۔۔۔ فنک نے جواب دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ تم اور جہارے ساتھی اسرائیلی ایجنٹ
 ہیں۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"ہاں۔۔۔ مجھے اعتراف ہے اور یہ سارا سیٹ اپ اسی لئے ہے کہ
 حکومت فاک لینڈ اسرائیل کی طفیل بنی رہے۔۔۔۔۔ فنک نے جواب
 دیا۔

"کیوں۔۔۔ اس سے اسرائیل کو کیا فائدہ ہوگا۔۔۔۔۔ عمران نے منہ
 بناتے ہوئے جواب دیا۔

"کیونکہ اسرائیل کی اہم ترین دفاعی لیبارٹریاں فاک لینڈ میں قائم
 ہیں۔۔۔۔۔ فنک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم بھی کسی لیبارٹری کے انچارج ہو۔۔۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

وینازندہ موجود ہیں۔۔۔۔۔ دوسری بات یہ کہ سپر کمپیوٹر کا مین لنک میں نے
 مشینری سے آف کر دیا ہے۔ اس لئے اب جہارے یہ حفاظتی انتظامات
 ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے اور تمہیں بھی نہیں بچا سکتے اور آخری بات یہ ہے
 کہ صرف جہاری یا وینا کی موت سے پاکیشیا کو کوئی فرق نہیں پڑے گا
 کیونکہ ایک آدمی کسی کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا اور نہ ہی مجھے جہارے اس
 سنڈیکیٹ سے کوئی دلچسپی ہے۔ یہ فاک لینڈ والوں کا اپنا درد مرتبہ۔۔۔۔۔
 عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو پھر تم کیا چاہتے ہو۔۔۔۔۔ فنک نے ہونٹ میٹھتے ہوئے کہا۔
 "صرف اتنی بات بتاؤ کہ فاک لینڈ کے اعلیٰ حکام کا وہ کون سا
 گروپ ہے جو جہارے خلاف ہے لیکن جہاری طاقت کی وجہ سے کھل
 کر جہارے خلاف کوئی کام نہیں کر پا رہا۔ وہ گروپ جس کی وجہ سے
 تم میرے ذریعے وہ خصوصی فائل حاصل کرنا چاہتے تھے۔۔۔۔۔ عمران
 نے کہا۔

"تم یہ جان کر کیا کرو گے۔۔۔۔۔ فنک نے حیران ہو کر پوچھا۔
 "تم صرف میرے سوال کا جواب دو۔ میں یہاں جہارے ساتھ
 مذاکرات کرنے نہیں آیا۔۔۔۔۔ عمران نے عزائے ہوئے کہا۔

"میرے خلاف فاک لینڈ کا نو منتخب وزیر اعظم ہے لیکن وہ اس لئے
 میرے خلاف کوئی کارروائی نہیں کر سکتا کہ یہاں کے تمام اعلیٰ حکام
 میری صفائی میں ہیں۔۔۔۔۔ فنک نے جواب دیا۔

"مجھے تو اطلاع ملی تھی کہ فاک لینڈ سیکرٹ سروس کا چیف یوفیلو

”صرف میں نہیں پورا فنک سنڈیکیٹ انچارج ہے۔“ فنک نے جواب دیا۔

”تم نے سنڈیکیٹ کے بارے میں جو ریکارڈ رکھا ہوا ہے وہ کہاں ہے؟“ عمران نے کہا۔

”میرے پاس کوئی ریکارڈ نہیں ہے۔ تم چاہو تو پورے فنک پریس کی تلاشی لے سکتے ہو۔“ فنک نے بڑے مطمئن جیسے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”مجھے معلوم ہے کہ یہ ریکارڈ ایک خصوصی بینک لاکر میں موجود ہے۔“ عمران نے انکشاف کیا تو فنک بے اختیار چونک پڑا۔

”تم۔“ تمہیں کیسے معلوم ہوا۔“ یلین یہ غلط ہے۔ تم چاہو تو سارے فاک لینڈ کے بینک لاکر چیک کر لو۔“ فنک نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”مجھے کیا ضرورت ہے کہ میں چیکنگ کرتا ہوں۔“ تم خود بتاؤ گے۔“ عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

”مجھے خود نہیں معلوم۔“ سنڈیکیٹ کے گروپس کو معلوم ہوگا۔“ فنک نے جواب دیا۔

”صفر۔“ عمران نے صفر کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے کہا۔

”میں اس پارٹیشن لو کھولتا ہوں۔“ تم دینا لو اسی بے ہوشی کے عالم میں اٹھا کر اندر ڈال دو۔“ عمران نے کہا اور مگر اس نے مشین

کے نچلے حصے میں موجود دو بین پریس کر دیئے۔ دوسرے لمحے سرور کی تیز آوازوں کے ساتھ ہی پارٹیشن کی سائیڈ کی دونوں دیواریں زمین میں غائب ہو گئیں۔ صفر نے دینا کو اٹھا کر کاندھے پر ڈالا اور لے جا کر مار کر کے ڈھانچے کے قریب فرش پر ڈال دیا۔

”اس کاناک اور منہ بند کر کے اب ہوش میں لے آؤ۔“ عمران نے کہا اور صفر نے تھک کر فرش پر پڑی ہوئی دینا کی ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد جب دینا کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونے لگے تو وہ سیدھا ہوا گیا۔

”اب باہر آ جاؤ۔“ عمران نے کہا اور صفر تیزی سے واپس آ گیا۔ عمران نے ایک بار پھر مشین کے دونوں بین پریس کر دیئے اور سرور کی تیز آوازوں کے ساتھ ہی ایک بار پھر خیمے کی دیواریں زمین سے نکل کر چھت سے جا کر مل گئیں۔ اسی لمحے دینا کی کراہنے کی آواز سنائی دی۔

تم دینا کے ساتھ کیا کرنا چاہتے ہو۔“ فنک نے جواب تک خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ محفلت تیرے لہجے میں کہا۔

”کچھ نہیں۔“ ہم خواتین پر تشدد کے قائل نہیں ہیں۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اسی لمحے دینا اٹھ کر بیٹھ گئی اور حیرت سے ادھر ادھر دیکھنے لگی۔ دوسرے لمحے اس کی نظریں اپنے ساتھ پڑے ہوئے مار کر کے ڈھانچے پر پڑیں تو وہ بری طرح تھکتی ہوئی اچھل کر ایک کونے میں جا کھڑی ہوئی۔

”اس لا کر کو آپریٹ کون کرتا ہے“..... عمران نے کہا۔
 ”بنک منیجر، بوفیلو۔ یہ بینک فنک سنڈیکیٹ کی ملکیت ہے۔“۔ ویٹنا

"مم۔ مم۔ مجھے نہیں معلوم۔ میں سچ کہہ رہی ہوں۔ مجھے نہیں معلوم..... ورنہ تجھ سے ہوئے کہا۔"

گن کی نال اس کی گردن سے لگا دی۔

”خوار۔ اسی طرح پڑی رہو۔ اگر حرکت کی تو گولی مار دوں گا۔“ خوار نے خڑتے ہوئے کہا۔

”میرے ڈیڈی کو مت مارو۔ ڈیڈی کو مت مارو۔“ دینا نے فرس پر پڑے پڑے چپٹے ہوئے کہا۔

”تو پھر وہ کو ڈیڈا دو جو فنک اور بنک میجر بوفیلو کے درمیان ملے ہیں۔“ عمران نے کہا۔

”سن سرائیک کو ڈب۔ سن سرائیک۔“ دینا نے کہا۔

”خوار۔ بٹ جاؤ اور اسے کرسی پر بیٹھنے دو۔ لیکن اگر یہ کوئی بھی غلط حرکت کرے تو بے شک گولی سے اڑا دینا۔“ عمران نے خوار سے کہا اور خوار پیچھے بٹ گیا۔ دینا تیزی سے اٹھی لیکن دوسرے لمحے جس طرح بجلی چمکتی ہے اس طرح دینا نے انتہائی برق رفتاری سے خوار کے ہاتھ سے مشین گن چھپٹ لی اور پھر اسی تیز رفتاری سے پیچھے ہٹتی چلی گئی۔

”ہا۔ ہا۔ ہا۔ اب تمہیں میں بتاؤں گی کہ دینا کیا کر سکتی ہے۔“ دینا نے طنز یہ انداز میں قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔ لیکن اس سے پہلے کہ اس کا قہقہہ ختم ہوتا۔ اچانک کمرے میں ایک دھماکا ہوا اور اس کے ساتھ ہی دینا تختی ہوئی اچھل کر نیچے گری اور بری طرح تڑپنے لگی سب کی نظریں تنویر کی طرف اٹھ گئیں جو فنک کو پارٹیشن کے اندر ناکر باہر اچکا تھا۔ اس کا ہاتھ کوٹ کی جیب میں تھا اور کوٹ کی جیب میں اب

نے جواب دیا۔

”اوکے۔ اب تم باہر آ سکتی ہو۔“ عمران نے کہا اور پھر تنویر کی طرف مڑ گیا۔

”تنویر۔ مسٹر فنک کو بے ہوش کر کے اس پارٹیشن میں ڈال دو۔“ عمران نے تنویر سے کہا تو تنویر جو اٹھ کھڑا ہوا تھا کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور فنک بیچ مار کر وہیں صوفے پر ہی پہلو کے بل گر ا اور پھر رول ہوتا ہوا نیچے فرس پر جا گرا۔ تنویر نے لات چلائی اور فنک کا حرکت کرتا ہوا جسم ساکت ہو گیا۔

”مم۔ مم۔ مم۔ مت مارو ڈیڈی کو۔ مت مارو۔“ دینا نے پارٹیشن کے اندر سے چپٹے ہوئے کہا۔

”اب اس کی رسیاں کھول دو اور پھر اسے اٹھا کر پارٹیشن میں لے جاؤ۔“ عمران نے کہا تو تنویر نے اس کی ہدایت پر عمل کرنا شروع کر دیا۔ جب وہ فنک کو اٹھائے پارٹیشن کے قریب پہنچا تو عمران نے ایک بار پھر مشین کے نچلے حصے کے دو بین پریس کر دیئے۔ سرور کی تیز آوازوں کے ساتھ ہی فیشے کی دونوں دیواریں فرس میں غائب ہو گئیں تو دینا دوڑتی ہوئی باہر آئی اور پھر اس سے پہلے کہ عمران اسے روکتا۔ اس نے بجلی کی سی تیزی سے عمران کے سامنے رکھی ہوئی مشین پر ہاتھ مارنے کی کوشش کی لیکن عمران شاید اس کوشش کے لئے پہلے سے ہی تیار تھا۔ اس کا ہاتھ حرکت میں آیا اور دینا تختی ہوئی اچھل کر دو قدم دور جا گری اور پھر اس سے پہلے کہ وہ اٹھتی۔ خوار نے مشین

”اس مشین میں ایسا سسٹم بھی موجود ہے جو اس کمرے میں موجود ہر آدمی کو بے حس کر سکتا ہے۔ ویسا ہی کام کرنا چاہتی تھی۔۔۔۔۔ عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

”اب ختم کرو اس لعنتی فنک کو اور چلو یہاں سے۔۔۔۔۔ بنک کا معلوم ہو گیا ہے۔ پورا بنک ہی ہمیں سے اڑا دیتے ہیں۔ اپنے آپ سارا ریکارڈ ختم ہو جائے گا۔۔۔۔۔ تنویر نے کہا۔

”ریکارڈ ختم ہو جائے گا لیکن سٹڈی کیسٹ ختم نہیں ہوگا۔ جب تک یہ سارا ریکارڈ فاک لینڈ سیکرٹ سروس کے چیف تک نہیں پہنچ جاتا۔۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

”تو پھر اسے بتا دو۔ اب وہ اسٹا بھی گیا گزرا نہیں ہوگا کہ اس لاکر سے ریکارڈ بھی حاصل نہ کر سکے۔۔۔۔۔ تنویر نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ اب یہی کرنا پڑے گا۔ اس فنک کو ہوش میں لے آؤ اور پھر گولیوں سے اڑا دو۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور تنویر تیزی سے مرکز واپس اس پارٹیشن کی طرف گیا جہاں فنک بے ہوش اور بندھا ہوا پڑا تھا۔ دوسرے لمحے تنویر نے جب سے ہاتھ باہر نکالا اور کمرہ ایک بار پھر دھماکوں کی آوازوں سے گونج اٹھا۔ تنویر نے ریو اور کی کئی گولیاں بے ہوش فنک کے سینے میں اتار دی تھیں۔

”ارے ارے ہوش میں تو لے آنا تھا۔ ایک بے ہوش اور بندھے ہوئے آدمی پر ہی فائر کھول دیا تم نے۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

”اس جیسے ہر معاشوں کے ساتھ اخلاقیات برستا اپنے آپ کے ساتھ

واقع طور پر سوراخ نظر آ رہا تھا۔ ویسا کے ہاتھ نے مشین گن ٹکل کر دور جا گری تھی جبکہ وہ خود فرش پر گر کر چند لمحے تڑپنے کے بعد ساکت ہو گئی۔

”یہ ابھی مشین گن کا فائر کھول دیتی۔ اس نے مجبوراً مجھے فائر کرنا پڑا۔۔۔۔۔ تنویر نے کہا۔

”میں اس کے ذریعے اس بات کی تصدیق کرنا چاہتا تھا کہ جو کچھ اس نے کہا ہے وہ درست بھی ہے یا نہیں۔ بہر حال کیا جاسکتا ہے مقتدرات اٹل ہوتے ہیں۔۔۔۔۔ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”تم اس کے ہاتھ پر بھی فائر کر سکتے تھے تنویر۔۔۔۔۔ صفدر نے کہا۔

”کر تو سکتا تھا لیکن میں نے رسک لینا پسند نہیں کیا۔۔۔۔۔ تنویر نے جواب دیا۔

”آپ اس فنک سے تصدیق کر لیں۔۔۔۔۔ صفدر نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

”یہ انتہائی ٹھنڈے دماغ کا آدمی ہے۔ ایسے آدمی اطمینان سے مرتو جاتے ہیں لیکن اپنی مرضی کے خلاف زبان نہیں کھلتے۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

”عمران صاحب۔ ویسا اس مشین کے ذریعے کیا کرنا چاہتی تھی۔۔۔۔۔ اچانک کمیٹیئن شکیل نے کہا جو ایک طرف صوفے پر اطمینان سے بیٹھا ہوا تھا۔

قلم ہے۔ جب اس نے مرنا ہی ہے تو بے ہوشی کیا اور ہوش کیا۔
تنویر نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا اور عمران نے بے اختیار ایک
طویل سانس لیا۔ ظاہر ہے تنویر کی اپنی فطرت تھی اور عمران کی اپنی۔

فک لینڈ کے پرائم منسٹر ہاؤس کے ایک خصوصی کمرے میں
صفدر کیپٹن شکیل تنویر اور خاور بیٹھے ہوئے تھے لیکن عمران ابھی تک
نہ آیا تھا۔ فنک اور وینا کے خاتمے کے بعد عمران اپنے ساتھیوں سمیت
فنک ہیلز سے نکل کر واپس ہوئے گرینڈ پینج گیا تھا لیکن وہاں پہنچتے
ہی عمران نے خود بھی مقامی میک اپ کر لیا اور اپنے ساتھیوں کو بھی
مقامی میک اپ میں لے آیا۔ اس کے بعد انہوں نے خاموشی سے
ہوئے چھوڑ دیا اور وہ سب دارالحکومت کے ایک اور ہوئے کنساس پینج
گئے جہاں نئے اور مقامی ناموں سے کمرے لئے گئے کیونکہ فنک اور وینا
کی موت کی خبر کسی بھی وقت آؤٹ ہو سکتی تھی اور ظاہر ہے اس کے
بعد سنڈیکٹ کے خوفناک قاتل پاگل کتوں کی طرح ان کی تلاش میں
نکل کھڑے ہوتے کیونکہ وینا کا گروپ ان کی نگرانی کرتا رہا تھا اس لئے
انہیں لامحالہ معلوم ہو جانا تھا کہ یہ ساری کارروائی عمران اور اس کے

ساتھیوں نے کی ہے۔ عمران کنساس ہو مل سے یہ کہہ کر چلا گیا تھا کہ وہ سنڈیکیٹ کا ریکارڈ بینک الاکر سے نکلوانے اور سنڈیکیٹ کے خلاف کارروائی کے لئے کوئی مناسب لائحہ عمل اختیار کرنے کا جائزہ لینے جا رہا ہے اور جب تک وہ واپس نہ آئے کوئی ساتھی اپنے کام سے باہر نہ جائے۔ پھر رات کو اس کا فون اگیا کہ وہ ابھی مصروف ہے۔ اس طرح صفدر اور دوسرے ساتھیوں کو تین روز تک کمروں میں چھپ کر رہنا پڑا۔ الٹے اخبارات کے ذریعے انہیں معلوم ہو گیا تھا کہ فنک پبلیس اچانک ایک خوفناک دھماکے سے مکمل طور پر تباہ ہو گیا ہے اور حکومت فاک لینڈ نے فنک سنڈیکیٹ کے خلاف انتہائی بھرپور ایکشن شروع کر دیا ہے۔ اس ایکشن کی وجہ سے فنک سنڈیکیٹ بھی اپنی بقا کے لئے کھل کر سامنے اگیا تھا اور پورے دارالحکومت میں قتل و غارت کا بازار گرم ہو گیا اور ان حالات کو دیکھتے ہوئے حکومت فاک لینڈ کو دوسرے روز جنگی حالت کا اعلان کرتے ہوئے باقاعدہ کریفو نافذ کرنا پڑا اور دارالحکومت کا نظم و نسق باقاعدہ فوج نے سنبھال لیا تھا۔ دو روز تک کریفو نافذ رہنے کے بعد آج صبح کریفو کی پابندیاں ختم کر دی گئیں اور اس کے ساتھ ہی ٹیلی ویژن پر پرائم منسٹر کی تقریر بھی نشر کی گئی جس میں انہوں نے فنک سنڈیکیٹ کے بد معاشرے پر پیشہ ور قاتلوں، غمنڈوں، سمجھوروں اور اس سنڈیکیٹ میں شامل اہم جراثیم پر پیشہ عناصر کے بارے میں تفصیلات بتائیں اور اعلان کیا کہ سنڈیکیٹ میں شامل اہم جراثیم پیشہ افراد کو گرفتار کر لیا گیا ہے اور دارالحکومت کو ان غنڈہ

عناصر سے مکمل طور پر پاک کر دیا گیا ہے اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے کریفو اٹھانے کا بھی اعلان کیا اور صفدر اور دوسرے ساتھیوں نے ہونمل کی کمزوریوں سے لوگوں کو خوشی سے سڑکوں پر نچتے ہوئے دیکھا۔ پورے دارالحکومت میں عام اور شریف لوگوں نے فنک سنڈیکیٹ کے خاتمے پر باقاعدہ جشنِ نجات منایا اور حکومت کی کارکردگی کی دل کھول کر تعریف کی۔

عمران ان سارے دنوں میں مسلسل غائب رہا تھا لیکن صفدر اور دوسرے سب ساتھی اچھی طرح سمجھتے تھے کہ اس ساری کارروائی کے پیچھے عمران کا ہی ہاتھ ہے پھر اب سے ایک گھنٹہ پہلے عمران کا فون اگیا۔ اس نے بھی فون پر یہی بتایا کہ فنک سنڈیکیٹ کا مکمل طور پر خاتمہ کر دیا گیا ہے۔ اس نے اب وہ اپنے میک اپ ختم کر کے اپنے اصل چہروں میں آجائیں کیونکہ اب ہر قسم کا خطرہ دور ہو چکا ہے اور ساتھ ہی اس نے انہیں بتایا کہ پرائم منسٹر نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کا باقاعدہ شکریہ ادا کرنے کے لئے پرائم منسٹر ہاؤس میں ایک تقریب منعقد کرنے کا اعلان کیا ہے جس میں صفدر اور دوسرے ساتھیوں نے شرکت کرنی ہے۔ عمران نے انہیں بتایا کہ انہیں پرائم منسٹر ہاؤس لے جانے کے لئے حکومت کی طرف سے خصوصی سرکاری گاڑیاں ہونمل پہنچ رہی ہیں۔ اس لئے وہ تیار رہیں۔ ساتھ ہی اس نے کہا تھا کہ وہ ایک انتہائی ضروری کام میں مصروف ہے اس لئے وہ براہ راست ہی پرائم منسٹر ہاؤس پہنچ کر ان سے ملے گا۔ چنانچہ وہی ہوا۔

پرائم منسٹر ہاؤس سے گاڑیاں انہیں لینے پہنچ گئیں اور صفدر اور دوسرے ساتھی تیار ہو کر یہاں پہنچ گئے۔ یہاں ان کا انتہائی شاندار اور پروقار انداز میں استقبال کیا گیا۔ سب سے وہ اس کمرے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ انہیں مشروبات پیش کئے گئے لیکن ابھی تک نہ ہی عمران آیا تھا اور نہ ہی پرائم منسٹر صاحب ان سے ملاقات کے لئے پہنچے تھے۔ چونکہ کافی وقت گزر گیا تھا اس لئے اب یقیناً وہ بور ہونا شروع ہو گئے تھے۔

”مجھے تو لگتا ہے کہ ہمیں یہاں بلا کر قید کر دیا گیا ہے۔“ تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”اس قدر پر تعجب اور شاندار قید تو قسمت والوں کو ہی نصیب ہوتی ہے۔“ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”یہ عمران بچانے کیا کرتا پھر رہا ہے۔ اب جبکہ فنک سنڈیکیٹ ختم ہو گیا ہے تو اب اس کی کیا مصروفیت رہ گئی ہے۔“ تنویر نے جواب دیا۔

”میرا خیال ہے کہ عمران صاحب ان لیبارٹریوں کے چکر میں ہوں گے جو اسرائیل نے یہاں خفیہ طور پر قائم کر رکھی ہیں۔“ کیپٹن شکیل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ عمران صاحب کا اصل نارنگت بھی وہی لیبارٹریاں ہی تھیں۔ فنک سنڈیکیٹ کے خاتمے سے انہیں کیا دلچسپی ہو سکتی ہے۔“ صفدر نے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی۔

دروازہ کھلا اور عمران اندر داخل ہوا۔ وہ سب عمران کی ہیئت دیکھ کر بے اختیار چونک پڑے۔ سوائے تنویر کے باقی سب کے چہروں پر مسکراہٹ رہنے لگی کیونکہ عمران اپنے مخصوص ٹینی ٹکڑ لباس میں تھا جہرے پر متاقون کا اعتبار پوری روانی سے بہہ رہا تھا اور وہ اندر داخل ہو کر اس طرح آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر ادھر ادھر دیکھ رہا تھا جیسے کوئی دیہاتی زندگی میں پہلی بار شہر میں اُفلا ہو۔

”عمران صاحب۔“ شکر بے آپ کی شکل تو نظر آئی۔“ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اسلام علیکم ورحمتہ وبرکاتہ۔“ عمران نے چونک کر ان کی طرف اس طرح دیکھتے ہوئے کہا جیسے وہ سب اسے پہلی بار نظر آئے ہوں۔

”ایک پہلے ہی انتظار کر رہا تھا۔ اب اگر ہو کر دو گے۔“ تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”کیا مطلب۔ کیا آپ مسلمان نہیں ہیں۔“ عمران نے ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے ان سے مخاطب ہو کر انتہائی حریت بھرے لہجے میں کہا۔

”کیوں نہیں ہیں۔ الحمد للہ ہم سب مسلمان ہیں۔ لیکن یہ بات آپ نے کیوں کی ہے۔“ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تو پھر تم نے میرے سلام کا جواب دینے کی بجائے یہ بور بور کی رٹ لگا دی ہے۔ مسلمان تو سلام کا جواب دیتے ہیں۔“ عمران نے

مبارکباد ہی نہیں مل سکی۔ جس سے پوچھتا ہوں کہ مبارک باد ہے وہ میری شکل دیکھ کر نفی میں سر ہلا دیتا ہے۔ آخر تنگ آکر میں نے سوچا کہ مبارک باد کو پاکیشیا سے ہی یہاں وارد کیا جائے چنانچہ وہاں آرڈر بھجوا دیا۔ وہاں سے بھی بس مبارک ہی مل سکی ہے باد کا مسد اب خود مجھے حل کرنا پڑے گا۔ عمران نے اس بار بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا تو صفدر اور خادر دونوں قہقہہ مار کر ہنس پڑے جبکہ تنویر بھی عمران کی اس بات پر بے اختیار ہنس پڑا۔ کیپٹن شکیل کے لبوں پر بھی مسکراہٹ تیرنے لگی تھی۔

”تو پھر آپ لے آئے ہیں مبارک“ صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

”ظاہر ہے۔ ورنہ وہ جہاز انقلاب پوش چیف میری جان کو آجاتا۔ اس لئے مجبوری تھی۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب میں اس طرح والا جیسے مبارک نکال رہا ہو۔ سب اسے انتہائی پر جنس نظروں سے دیکھنے لگے جیسے بچے کسی شعبہ باز کو اس وقت دیکھتے ہیں جب وہ کوئی شعبہ دکھانے والا ہو۔ لیکن جب عمران کا ہاتھ جیب سے باہر آیا تو کراہے اختیار قہقہوں سے گونج اٹھا۔ عمران کے ہاتھ میں ایک رنگ برنگ بغیر پھولا ہوا غبار تھا۔

”ارے ارے۔ اس میں ہنسنے کی کیا بات ہے۔ یہ سب جہازے چیف کے حکم سے ہو رہا ہے۔ عمران نے غبارے کے ایک سرے کو ایک ہاتھ میں اور دوسرے کو دوسرے ہاتھ میں کچد کر زور سے کھینچتے

منہ بناتے ہوئے کہا تو صفدر اور دوسرے ساتھیوں نے باقاعدہ اس کے سلام کا باری باری جواب دینا شروع کر دیا۔

”خدا یا تیرا شکر ہے۔ اس کافروں کے ملک میں مسلمانوں سے تو ملاقات ہوئی۔ ورنہ میں تو سلام کر کر کے تھک گیا لیکن کوئی جواب ہی نہ دیتا تھا۔ بلکہ جواب دینے کی بجائے یوں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر وہ مجھے دیکھنے لگتے جیسے میں نے سلام کرنے کی بجائے کوئی ایسا مستر پڑھ دیا ہے کہ ابھی سب لوگ جتھر کے بن جائیں گے۔ عمران نے اطمینان بھرا ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”لیکن تم رہے کہاں۔ ہمیں یہاں آئے ہوئے دو گھنٹے ہو گئے ہیں اور تم اب آ رہے ہو۔ کیا تم نے ہمیں اپنا ماتحت بھیج رکھا ہے کہ ہم بیٹھے جہاز ہی آمد کا انتظار کرتے رہیں۔ تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”اوہ۔ ویری سوری تنویر۔ دراصل وہ جہاز انقلاب پوش چیف ہے ناں۔ اس نے میرا ناظمہ بند کر دیا۔ میں نے جب اسے ٹرانسمیٹر پر رپورٹ دی کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس نے فاک لینڈ میں فنک اور فنک سٹریٹ کے مکمل خاتمہ کرنے کا زریں اور شاندار کارنامہ سرانجام دیا ہے تو اس نے فوراً ہی حکم دے دیا کہ تم سب کو جہازے اس شاندار کارنامے پر اس کی طرف سے مبارکباد پیش کی جائے۔ بس کچھ نہ پوچھو کتنا غراب ہو اہوں۔ پورے دارالحکومت کے بازار اور دکانیں جھان ماری ہیں حتیٰ کہ کباڑیوں تک سے پوچھ آیا ہوں لیکن کہیں سے

ہوئے کہا۔

”تو یہ مبارک ہے۔ یہ تو غبارہ ہے۔“ صفر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ وہ بھی چونکے بیٹھے ہو رہے تھے اس لئے اب عمران کی باتوں سے ہی لطف لے رہے تھے۔

”مبارک عربی زبان کا لفظ ہے اور اس کا مطلب ہوتا ہے باعث برکت۔ نیک۔ سعید۔ لیکن اگر اس کے ساتھ باد کا لفظ لگ جائے جو فارسی زبان کا لفظ ہے اور جس کے معنی ہیں ہوا۔ یعنی مبارک میں باد بھردی جائے تو پھر اس کا مطلب ہو جاتا ہے خوشی۔ بلکہ خوشی سے پھول جانا اور صرف غبارہ ہی ایسی چیز ہے جو باد یعنی ہوا سے پھولتا ہے۔ اس لئے غبارے کو مبارک کہا جاسکتا ہے۔ اب میں اس میں باد بھرتا ہوں پھر تو تمہیں کوئی اعتراض نہ ہوگا اور تم اسے اپنے حریف کی طرف سے قبول کر لو گے۔“ عمران نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے غبارے کو منہ سے لگایا اور اس میں ہوا بھرنا شروع کر دی۔ دوسرے لمحے غبارہ تیزی سے پھولتا چلا گیا۔ جب غبارہ پھولا تب اس پر لکھا ہوا لفظ ان سب کو دکھائی دیا اور اس لفظ کو پڑھ کر کمرہ ایک بار پھر قہقہوں سے گونج اٹھا۔ غبارے پر مختلف رنگوں سے لفظ اُتق لکھا ہوا تھا۔

”یہ تو تمہارے لئے مبارک باد ہے۔“ تنویر نے ہنستے ہوئے کہا۔

”میری تو باد ہے۔ باقی سب کچھ جہاز ہے۔“ عمران نے بڑے

معصوم سے لہجے میں کہا تو کمرہ ایک بار پھر قہقہوں سے گونج اٹھا۔ عمران اب پھولے ہوئے غبارے کے منہ کو گانٹھ دینے میں مصروف ہو گیا۔

”یہ کیا تماشا ہے۔ اگر پرانم منسٹر صاحب آگئے تو۔“ تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ وہ بھی عمران کے اس دلچسپ مذاق سے لطف اندوز ہو رہا تھا۔

”تو تم اپنی طرف سے انہیں مبارک باد پیش کر دینا۔“ عمران نے جواب دیا اور سب بے اختیار ہنس پڑے اور عمران نے جو غبارے کے منہ کو گانٹھ دے کر بند کر چکا تھا غبارے کو چھوڑ کر اسے ہاتھوں سے اسے اچھالتا ہوا دروازے کی طرف گیا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک چوڑے جسم اور لمبوترے سے پہرے والا مقامی اندر داخل ہوا۔ غبارہ اس کی ناک سے جا کر پوری قوت سے نکل آیا اور ایک خوفناک دھماکا ہوا اور وہ آدمی اس اچانک افتاد اور دھماکے سے چیختا ہوا بجلی کی سی تیزی سے واپس مڑا اور دروازے سے باہر نکل گیا اور پھٹا ہوا غبارہ فرش پر گر گیا۔

”ارے۔ ارے۔ یہ تو فاک لینڈ سکیٹ سروس کا چیف بوفیلو تھا اسے کیا ہوا۔“ عمران نے کہا تو سب ایک بار پھر بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑے۔ اسی لمحے دروازہ ایک دھماکے سے ایک بار پھر کھلا اور بوفیلو ہاتھ میں ریوالتور پکڑے تیزی سے اندر داخل ہوا لیکن دوسرے لمحے سامنے موجود عمران کو دیکھ کر وہ بے اختیار ٹھٹھک کر

بھرے لہجے میں کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ یہ تمہارا مذاق تھا لیکن میرے لئے یہ مذاق نہ تھا۔ میں تو واقعی پریشان ہو گیا تھا..... یو فیلو نے ہنستے ہوئے کہا اور پھٹا ہوا غبار ایک طرف پھینک دیا۔

”مجھے آپ حضرات سے مل کر بے حد مسرت ہوئی ہے۔ آپ جیسے سیکرٹ اینجنٹ تو پوری دنیا کے لئے ایک بہت بڑا سرمایہ ہیں۔“ بو فیلو نے عمران کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھنے ہوئے مسکرا کر کہا۔

”قہارے متعلق میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ تم کتنے بے باک ہو۔ بہر حال میں یہ اطلاع دینے آیا تھا کہ پرائم منسٹر صاحب ابھی تشریف لانے والے ہیں.....“ یو فیلو نے ہنستے ہوئے کہا۔

”اس کا مطلب ہے کہ دونوں لیبارٹریاں قبضے میں آگئی ہیں۔“

”یہ۔ یہ۔ تم۔ تم بہان اندر۔ مگر وہ میری ناک پر کیا ہے؟ پھٹی تھی اور وہ دھماکا کیسے ہوا تھا۔ میں تو سمجھا تھا کہ اندر کوئی دشمن گروپ پہنچ گیا ہے..... یو فیو نے انتہائی حیرت خیز خبر سے بلکہ دو کھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ لیکن اس کے جے میں بے ڈھنگی نمایاں تھی۔

”اب کیا کیا جائے سہیف ہوتے ہی ایسی مخلوق ہیں۔ ایک چیف نے مبارکباد پیش کرنے کا حکم دے دیا اور دوسرے چیف کی ناک تک جب مبارکباد پہنچی تو چیف صاحب خوفزدہ ہو کر بھاگ نکلے۔“

عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کیا۔ کیا مطلب۔ کیا یہ کوئی شرارت تھی۔“ بوفیلو نے ہاتھ میں پکڑا ہوا ربو الور جیب میں رکھتے ہوئے قدرے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

یہ مبارکباد تھی اور اب خالی مبارک رہ گئی ہے۔ اس میں باد بھرنے کے چکر میں میرے دونوں ہتھ پھیرے خالی ہو گئے اور تمہاری ناک نے ایک لمحے میں باد نکال دی۔ وہ دیکھو۔ وہ پڑی ہے مبارک..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”مبارک۔ وہ کیا ہوتی ہے“..... فوفیلو نے حیران ہوتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جھک کر فرش پر پڑا پھنسا ہوا غبارہ اس طرح اٹھایا جیسے وہ کوئی انتہائی خطرناک چیز ہو۔

”اوہ۔ یہ تو بیلون ہے۔ یہ یہاں کیسے آگیا۔“ بو فیلو نے حیرت

”کیا ہوا۔ یہ تم سب کیوں کھڑے ہو گئے ہو۔ کیا بھاگنے کا ارادہ ہے۔“ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”پرائم منسٹر صاحب تشریف لائے ہیں۔“ بوفیلو نے غصیلے لہجے میں اور ہونٹ جپاتے ہوئے کہا۔

”انہیں بیٹھا رہنے دیجئے۔ انہوں نے فاک لینڈ کے لئے جو کارنامہ سرانجام دیا ہے میرا تو دل چاہتا ہے کہ میں ان کے سامنے دست بستہ کھڑا رہوں۔“ پرائم منسٹر صاحب نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ارے۔ ارے۔ یہ آواز تو واقعی پرائم منسٹر صاحب کی ہے۔“ عمران نے یکتا ہو کھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور دوسرے لمحے اس نے بو کھلائے ہوئے انداز میں اٹھنے کی کوشش کی تو کرسی سمیت فرش پر جا گر ا۔

”پلیز عمران صاحب۔ کچھ پاکیشیا کی عزت کا ہی خیال کریں۔“ یکتا صفدر نے آگے بڑھ کر زمین پر گرے ہوئے عمران کو اٹھاتے ہوئے آہستہ سے کہا جبکہ تنویر کا چہرہ عمران کی اس حرکت پر بری طرح بگڑ گیا تھا۔

”پاکیشیا کی عزت۔ کہاں ہے۔“ عمران نے اٹھ کر اس طرح ادرادر دیکھتے ہوئے کہا جیسے وہ کسی کو تلاش کر رہا ہو۔

”اب اگر تم نے ایسی حرکت کی تو تمہیں گولی مار دوں گا۔“ تنویر نے آہستہ سے پاکیشیائی زبان میں کہا لیکن اس کے لہجے میں غراہٹ تھی۔

عمران نے چونک کر سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ اب دونوں لیبارٹریوں پر فاک لینڈ کا قبضہ مکمل ہو چکا ہے فاک لینڈ کے سائنسدان وہاں پہنچ چکے ہیں اور پرائم منسٹر صاحب اس کے لئے خصوصی طور پر تمہارا شکریہ ادا کریں گے۔“ بوفیلو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کتننا ادا کریں گے۔“ عمران نے چونک کر پوچھا۔
”کتننا۔ کیا مطلب۔ میں نے کہا ہے شکریہ ادا کریں گے۔“ بوفیلو نے عمران کے اس طرح چونکنے پر حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”وہی تو پوچھ رہا ہوں کہ کتننا ادا کریں گے۔ واپسی کا کرایہ نکال کر کچھ بچ بھی جانے گا یا۔“ عمران نے کہا اور بوفیلو بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

”پرائم منسٹر صاحب بھی تمہاری انہی باتوں پر حیران ہوتے ہیں۔ میں نے بڑی مشکل سے انہیں سمجھایا ہے کہ ایسی باتیں کرنا تمہاری عادت میں شامل ہے۔“ بوفیلو نے ہنستے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ ان کے درمیان مزید کوئی بات ہوتی کرے کہ دروازہ کھلا اور ایک لمبے قد اور درمیانے جسم کا ادرادر آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے سوٹ میں ملبوس ایک اور آدمی بھی اندر داخل ہوا۔

”پرائم منسٹر صاحب۔“ بوفیلو نے آہستہ سے کہا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ صفدر اور اس کے ساتھی بھی اٹھ کر کھڑے ہو گئے لیکن عمران اسی طرح بیٹھا رہا۔

ساتھ دیا ہے اور اب حکومت پاکستان کو مکمل یقین ہے کہ فاک لینڈ اور پاکستان کے درمیان ہر سطح پر تعاون میں بے پناہ اضافہ ہوگا۔" لیکن عمران نے بولتے ہوئے کہا۔ اب اس کے چہرے پر انتہائی غم و غصہ کی غاری تھی۔ ایسی سنجیدگی جیسے اس کے چہرے پر زندگی بھر کبھی مسکراہٹ تک نہ آئی ہو۔ پرائم منسٹر صاحب کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھرائے تھے۔

"بالکل ایسا ہی ہوگا۔ اب چونکہ آپ سنجیدہ ہو گئے ہیں اس لئے میں آپ سے خاص طور پر یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ آپ نے مجھ سے پہلی ملاقات میں کہا تھا کہ اسرائیل کی فاک لینڈ میں تین خفیہ لیبارٹریاں ہیں لیکن آپ نے جو ریکارڈ ہمیں دیا ہے اس میں دو لیبارٹریوں کی نشاندہی کی گئی ہے۔ کیا واقعی کوئی تیسری لیبارٹری بھی ہے یا آپ نے صرف اندازاً ایسا کہا دیا تھا۔" پرائم منسٹر صاحب نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"لیبارٹریاں تو واقعی تین ہیں لیکن ان میں سے ایک لیبارٹری ایسی ہے جس کا کوئی ریکارڈ فنک کے پاس نہیں ہے اور نہ اسے اس کے بارے میں علم تھا اور یہ بھی بتا دوں کہ یہ دونوں لیبارٹریاں جن کا ریکارڈ ملے اور جس پر آپ نے قبضہ کیا ہے اسرائیل کے لئے اس قدر اہمیت نہیں رکھتیں جس قدر وہ تیسری لیبارٹری اہمیت رکھتی ہے۔ اب تک آپ نے جو کارروائی کی ہے اس پر یقیناً اسرائیل نے کوئی احتجاج نہ کیا ہوگا کیونکہ اسے یہی معلوم ہے کہ تیسری لیبارٹری مھوڈ

"حرکت میں تو برکت ہے۔ میرا مطلب ہے مبارک ہوتی ہے اور تم مجھے حرکت سے یعنی مبارک سے منع کر رہے ہو۔ جبکہ تمہارے چیف کا حکم ہے کہ ہمیں مبارک میرا مطلب ہے حرکت پیش کی جائے۔" عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا اور پھر اس طرح اطمینان سے کرسی پر بیٹھ گیا جیسے اب تک کچھ ہوا بھی نہ ہو۔ جبکہ بوفیلو نے صدر اور اس کے ساتھیوں کا پرائم منسٹر سے تعارف کرانا شروع کر دیا۔

"مجھے آپ لوگوں سے مل کر بے حد مسرت ہوئی ہے۔ میں نے تو چاہا تھا کہ ایک شاندار تقریب منعقد کی جائے جس میں آپ حضرات کو شاندار خراج تحسین پیش کیا جائے۔ آپ لوگوں نے اپنی جان پر کھیل کر فاک لینڈ کو اسرائیل کے آکٹوپس جیسے پنچوں سے بچایا ہے۔ اب ہم کھل کر اسرائیل کے خلاف کام کر سکیں گے۔ ہم اس کے لئے آپ سب کے تہہ دل سے شکر گزار ہیں۔ ہم نے سرکاری طور پر بھی حکومت پاکستان کو شکریہ کا خط لکھا ہے۔" پرائم منسٹر صاحب نے مسکراتے ہوئے کہا اور ایک طرف رکھی ہوئی خصوصی کرسی پر بیٹھ گئے۔ ان کے پیچھے آنے والا آدمی ان کی کرسی کے عقب میں بڑے چوکنا انداز میں کھڑا ہو گیا تھا۔

"جنتاب۔ پرائم منسٹر صاحب۔ میں بھی حکومت پاکستان کی طرف سے آپ کا اور آپ کی حکومت کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے اسرائیل کے بے پناہ دباؤ کے باوجود ہمیشہ درپردہ حکومت پاکستان کا

چہرہ بری طرح مسخ ہو گیا تھا اور آنکھیں ابل کر باہر نکل آئی تھیں۔ اس کے حلق سے اب خرخرابٹ کی آوازیں نکلنے لگی تھیں۔

”یہ یہ تو میرا ذاتی محافظ ہے۔ یہ تو انتہائی بااعتماد ترین آدمی ہے یہ آپ کیا کر رہے ہیں“..... پرائم منسٹر نے یقین جیتنے ہوئے کہا۔

”یہ آپ کا بااعتماد ترین ذاتی محافظ اسرائیل کا انتہائی تربیت یافتہ ایجنٹ ہے..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے دیکھتے اس آدمی کی گردن سے یہ بنایا اور پھر کوٹ کی جیب سے کلب ہتھکڑی نکال کر اس نے ہتھکڑ کر اس آدمی کو پکڑ کر اوندھا کیا اور دوسرے لمحے اس نے انتہائی برقی رفتاری سے اس کی دونوں کلاسیاں اکٹھی کر کے ان میں ہتھکڑی لگا دی۔ گردن پر بے پناہ ہڈاؤ کی وجہ سے وہ آدمی پیر ہٹ جانے کے باوجود اپنے آپ کو پوری طرح حرکت نہ دے پا رہا تھا۔

”عمران۔ یہ یہی ہے۔ پرائم منسٹر صاحب کا انتہائی بااعتماد آدمی“..... بو فیلو نے ہوت ہوتا جھٹکے ہوئے کہا۔

”میں نے اسی نئے اسے زندہ رکھا ہے تاکہ پرائم منسٹر صاحب خود اپنے کانوں سے اس سے تفصیل سن لیں..... عمران نے جواب دیا۔

”بو فیلو۔ یہی کی ہتھکڑی کھلاؤ۔ میں اس کی گارنٹی دیتا ہوں۔ عمران صاحب کو غلط فہمی ہوئی ہے۔ اچانک پرائم منسٹر نے سیکرٹ سروس کے چیف بو فیلو سے مخاطب ہو کر انتہائی حکمانہ لہجے میں کہا۔

”میں سر..... بو فیلو نے کہا اور یہی کی طرف بڑھنے لگا جسے

ہے اور محفوظ رہے گی..... عمران نے منہ اتراتے ہوئے کہا۔

”اگر آپ کو علم ہے تو پلیز۔ آپ فاک لینڈ پر مزید یہ احسان بھی کر دیں کہ اس لیبارٹری کے بارے میں حکومت فاک لینڈ کو مطلع کر دیں..... پرائم منسٹر صاحب نے بڑے منت بھرے لہجے میں کہا۔

”میں آپ کے کان میں تو کہہ سکتا ہوں بشرطیکہ یہ بات پروٹوکول کے خلاف نہ ہو..... عمران نے کرسی سے اٹھ کر پرائم منسٹر کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ مگر یہاں تو کوئی ایسا آدمی نہیں ہے کہ..... پرائم منسٹر نے قدرے بو کھلائے ہوئے لہجے میں کہا لیکن دوسرے لمحے کمرہ ایک دھماکے کے ساتھ ساتھ چیخ۔ ٹوٹ اٹھا اور پرائم منسٹر کے ساتھ ساتھ بو فیلو اور عمران کے ساتھ بھی بے اختیار اچھل کر کھڑے ہو گئے۔

”خبردار۔ اگر حرکت کی ڈ..... عمران نے زمین پر گرے ہوئے آدمی کی گردن پر رکھے ہوئے پیر کو موڑتے ہوئے کہا۔ یہ وہی آدمی تھا جو پرائم منسٹر کے عقب میں کھڑا ہوا تھا۔ عمران نے پرائم منسٹر کی کرسی کے قریب پہنچ کر اچانک دونوں ہاتھوں سے کرسی کے قدرے دائیں طرف کھڑے آدمی کو اٹھا کر زمین پر پھینک دیا تھا اور یہ دھماکہ اس آدمی کے نیچے گرنے کا ہی تھا اور چیخ بھی اسی کے حلق سے نکلے تھی۔ اس آدمی نے نیچے گر کر اٹھنے کی کوشش کی لیکن عمران نے اس کی گردن پر پیر رکھ کر اسے حرکت کرنے سے روک دیا تھا۔ اس آدمی کے عمران کی لات کی طرف اٹھے ہوئے ہاتھ بے جان ہو کر نیچے گر گئے تھے۔ اس کا

پرامم منسہ صاحب کے ہاتھوں میں ہتھکڑی لگا دو۔۔۔۔۔ عمران نے یقیناً جیتنے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کا ریلوے والا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور ساتھ لکھوے ہوئے بو فیو کی کنپٹی پر ریلوے کا دست اسی قوت سے لگا کہ بو فیو جسے شاید خواب میں بھی توقع نہ تھی کہ عمران اس پر وارنچ کر منسا تب سے جھنجھٹا ہوا اچھل کر ایک چھماکے سے نیچے گرے۔ اس نے نیچے گرتے ہی اچھٹائی کی کوشش کی لیکن عمران نے اس کی گردن پر پیہ لکھ کر اسے تیزی سے موڑ دیا۔ دوسرے تنویر عمران کے منہ سے بات نکلتی ہی بھوکے منقاب کی طرح پرامم منسہ صاحب پر چھپت پڑا تھا۔ پرامم منسہ صاحب کے حلق سے جھنجھٹ نکلتی لگیں کیونکہ تنویر نے اس کا ذہن برابر بھی لحاظ نہ کیا تھا اور اسے اٹھا کر یوں فرش پر پھینک دیا تھا کہ جیسے دو فاک لینڈ کا پرامم منسہ نہ ہو بلکہ ایک معمولی سا مجرم ہو۔ دوسرے نے وہ اس کے ہاتھوں میں ہتھکڑی ڈال پڑا تھا اور اسی نے عمران کے بھی بو فیو کی گردن سے یہ بنالایا۔

ایسا ہی بو فیو۔ اگر میں ایسا نہ کرتا تو تم اپنے پرامم منسہ کو جاننے کے لئے الامحالہ مدخلت کرتے۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

یہ۔ یہ۔ تم پاگل ہو گئے ہو۔ تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے۔ یہ تم نے کیا کر دیا ہے۔ اوہ۔ اوہ۔ تم نے پرامم منسہ کے ہاتھوں میں ہتھکڑی ڈال دی ہے۔ میں نے جہاڑی تعزیریں کر کے پرامم منسہ صاحب کے کان کھائے تھے اور تم نے۔ چھوڑ دو! نہیں چھوڑ دو۔ اب

نے اٹھا کر کھڑا کر دیا تھا اور اس کا بازو پکڑے ہوئے تھا۔

”ارک جاؤ بو فیو۔ ورنہ۔۔۔۔۔ عمران نے غراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے ریلوے ٹکال نکال لیا۔

”کیا۔ کیا مطلب تم ہم پر ریلوے ٹکال رہے ہو۔ جہاڑی یہ جرات تمہیں معلوم نہیں کہ کسی ملک کے پرامم منسہ پر ریلوے ٹکالنا غداری ہے اور اس کی سزا موت ہے اور تم یہ اسلحہ کہاں لے کیسے آئے۔ کیا جہاڑی تلاشی نہیں لی گئی تھی۔۔۔۔۔ پرامم منسہ نے غصے سے چختے ہوئے کہا۔ ان کی آنکھوں سے شعلے نکل رہے تھے اور چہرہ غصے کی شدت سے سرخ ہو کر رہ گیا تھا۔

”یہ کیا کر رہے ہو نا سنس۔ ریلوے جیب میں ڈالو۔ ورنہ۔۔۔۔۔ اس بار بو فیو نے بھی غصے سے چختے ہوئے کہا۔

”خاموش رہو۔ ورنہ تم اچھی طرح جانتے ہو کہ میرا نشانہ کیسا ہے۔۔۔۔۔ عمران نے اسی طرح غراتے ہوئے کہا اور پھر وہ تنویر سے مخاطب ہو گیا۔

”تنویر۔ یہ ہتھکڑی پکڑو۔۔۔۔۔ عمران نے دوسرے ہاتھ سے جیب میں سے ایک اور ٹکال ہتھکڑی نکال کر تنویر کی طرف پھینکتے ہوئے کہا تو تنویر نے ہتھکڑی چھپت لی۔

”کیا۔ کیا مطلب کیا اب تم کسی اور کو ہتھکڑی لگاؤ گے۔ یہ کیا ہو رہا ہے۔ بلاؤ سیکورٹی فورس کو۔۔۔۔۔ پرامم منسہ نے یقیناً جیتنے ہوئے کہا۔

نے ایک جھٹکے سے اسے وہیں کھڑا کیا۔
 "خبردار۔ ورنہ ایک لمحے میں گردن توڑ دوں گا۔۔۔۔۔" تنویر نے
 غراتے ہوئے کہا تو پرائم منسٹر جیسے لطافت سے ہنس گیا۔

"بوفیلو یقین کر دیے فاک لینڈ کا پرائم منسٹر نہیں ہے۔ یہ ماسک
 میک اپ میں ہے۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو بوفیلو بخلی
 کی سی حیرت سے پرائم منسٹر کی طرف بڑھا۔ پرائم منسٹر نے اپنا چہرہ
 چھانے کی بے حد کوشش کی لیکن تنویر نے اس کا دہرا بازو بھی پکڑ لیا
 اور چند لمحوں بعد جب بوفیلو نے پرائم منسٹر کی گردن پر حیرت اور سبے
 جینی سے ٹوٹتے ہوئے ہاتھ ایک جھٹکے سے اوپر کواٹھا تو ایک پتلا
 ساماسک اوپر کواٹھا چلا آیا اور جب یہ ماسک سینہ و باطن وہاں پرائم
 منسٹر کی بجائے ایک قطعی مختلف آدمی کھڑا ہوا تھا۔

نبرا ڈالے تم اور پرائم منسٹر کے میک اپ میں بوفیلو نے
 انتہائی حیرت بھرتے لہجے میں کہا لیکن نبرا ڈالے نے کوئی جواب نہ دیا۔
 "یہ کون صاحب ہیں۔ ان کا تعارف تو کرادو۔" عمران نے
 مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ دارالحکومت کا پولیس چیف نبرا ڈالے ہے۔" بوفیلو نے
 ہونٹ جھباتے ہوئے کہا۔

"تو یہ صاحب ہیں فنک سٹریٹ کیٹ کے اسل کرتا دھرتا۔" عمران
 نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"کیا۔ کیا مطلب۔۔۔۔۔" بوفیلو نے چونک کر عمران کی طرف

بھی وقت ہے۔ میں سنبھال لوں گا۔ تم انہیں چھوڑ دو۔۔۔۔۔" بوفیلو
 نے ایلرک پر ہنستے ہوئے بے اختیار چیخ کر کہنا شروع کر دیا۔

"اوسر تنویر نے پرائم منسٹر کے ہاتھوں میں ہتھکڑی ڈال کر اسے
 ایک جھٹکے سے کھڑا کر دیا تھا۔ پرائم منسٹر صاحب کا چہرہ ہتھکڑی طرے
 ساٹ تھا اور آنکھیں پھیل کر کانوں سے جاگتی تھیں۔ پہرے پر ایسی
 دہشت تھی جیسے دنیا کا کوئی عجیبہ ان کی نظروں کے سامنے آگیا ہو۔
 حرمت اور غصے کی شدت سے ان کی قوت کو یابی بھی جیسے سلب ہو کر
 رہ گئی تھی۔

تم نے میری تعریفیں کی ہیں تو چلو میں مرمت بھی تمہارے کھاتے
 میں ڈال دیتا ہوں کہ پرائم منسٹر کے چہرے پر موجو ماسک بھی تم
 اپنے ہاتھوں سے اتار دو۔۔۔۔۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

کیا۔ کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔" بوفیلو عمران کی بات سن کر بے
 اختیار چیخا ہوا اچھل کر کھڑا ہو گیا تھا۔ عمران کے سب ساتھیوں کی
 نظریں بھی پرائم منسٹر پر جم ہی گئی تھیں حتیٰ کہ خاموش کھڑا ہوا ان کا
 ذاتی محافظ بھی حیرت سے پرائم منسٹر کو دیکھنے لگا تھا۔

یہ۔ یہ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا تم واقعی پاگل ہو گئے ہو تم نے
 بھیجاٹک جرم کیا ہے ناقابل تلافی جرم۔ تم نے ملک کے منتخب پرائم
 منسٹر کو ذلیل کیا ہے۔ پرائم منسٹر نے اپنا ملک غصے کی شدت سے
 پھینچتے ہوئے کہا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے یقیناً دروازے کی طرف
 جانے کے لئے قدم بڑھائے لیکن اس کا بازو پکڑے ہوئے کھڑے تنویر

دیکھتے ہوئے کہا۔

”تم سیکرٹ سروس کے چیف ہو ہو فیلو اور مجھے معلوم ہے کہ سیکرٹ سروس کا دائرہ کار صرف ملک سے باہر کی تنظیموں کے ساتھ رہتا ہے۔ جنہیں اندرونی طور پر کام کرنے والے لوگوں کے بارے میں معلومات حاصل نہیں ہیں۔ فنک سنڈیکیٹ صرف بد معاشوں کے ایک ٹولے کا نام نہیں ہے۔ فنک سنڈیکیٹ میں اصل اجیت ان مختلف گروپس کی ہے جنہیں کوئی نام نہیں دیا جاتا۔ صرف گروپس کہا جاتا ہے۔ یہ گروپس بالکل سیکرٹ سروس اور خفیہ ایجنسیوں کے انداز میں کام کرتے ہیں۔ ان کی تربیت بھی اسی انداز میں کی جاتی ہے جو ریکارڈنگ لاکر سے ملا اس میں صرف سنڈیکیٹ کے بد معاشوں اور جرائم پیشہ افراد کے متعلق معلومات موجود تھیں۔ ان گروپس کے بارے میں قطعاً کوئی مواضع تھا۔ جبکہ میرا مقصد ان گروپس کا خاتمہ تھا۔ پھر سنڈیکیٹ کا ایک ایسا آدمی میرے ہاتھ لگ گیا جو ان میں سے ایک گروپ جسے فنک ٹرسٹ کا نام دیا گیا تھا اس سے متعلق تھا میں نے اس سے تمام معلومات اٹھوا لیں۔ اس سے مجھے پتہ چلا کہ ان گروپس کا چیف دراصل براڈلے نامی ایک آدمی ہے لیکن وہ اس کے بارے میں تفصیل نہ جانتا تھا۔ پھر میں نے براڈلے کے بارے میں جب مزید معلومات حاصل کیں تو مجھے معلوم ہو گیا کہ یہ براڈلے دراصل پولیس چیف ہے اور فنک سنڈیکیٹ گروپس کا اصل کرتا دھرتا یہی ہے۔ پھر معلوم ہوا کہ پولیس چیف پرانم منسٹر باؤس میں

دو روزہ رہے تو میں یہاں آگیا۔ یہاں اس سنگٹ روم میں آنے سے پہلے میں نے اس کے متعلق معلوم کیا تو پتہ چلا کہ پرانم منسٹر صاحب اپنے خصوصی کمرے میں پولیس چیف کے ساتھ ضروری کام میں مصروف ہیں اور ان کا حکم ہے کہ انہیں کسی صورت بھی ڈسٹرب نہ کیا جائے۔ چنانچہ میں یہاں آگیا پھر اچانک پرانم منسٹر صاحب آگئے۔ میں پرانم منسٹر صاحب سے قہارے ساتھ تفصیلی ملاقات کر چکا تھا اس سے اس کے اندر داخل ہوتے ہی ہی سمجھ گیا کہ یہ پرانم منسٹر صاحب نہیں ہیں۔ پھر میں تسلی کے لئے کہہ کر سمیت نیچے فرش پر گر گیا اور پھر مجھے حتمی طور پر یقین ہو گیا کہ یہ پرانم منسٹر بہ حال نہیں ہے کیونکہ ملاقات کے دوران میں نے پرانم منسٹر صاحب کے ہاتھ کی ایک انگلی کے بالکل سرے پر ایک سیاہ رنگ کا چھوٹا نشان دیکھا تھا۔ یہ وہی اس کے ہاتھ کا نشان نیچے کی طرف تھا اس سے میں فرش پر گر گیا اور پھر میں نے دیکھ لیا کہ اس کے ہاتھ انٹیلی پتس نہیں ہے اس کے ساتھ ساتھ جب اس نے مجھ سے گفتگو کی تو مجھے مامسٹین ہو گیا کہ یہ پرانم منسٹر نہیں ہے۔ کیونکہ میں پرانم منسٹر صاحب سے تفصیلی ملاقات کر چکا تھا جبکہ اس کا انداز ایسا تھا جسے میں پہلی بار میں رہا ہوں اس صحت صورت حال میں ہی سمجھ میں آئی۔ گو مالک میک اپ انتہائی مہارت سے کیا گیا تھا لیکن جب مجھے یقین ہو گیا تو چہرہ مالک میک اپ چاہے جتنی بھی مہارت سے کیا جائے بہ حال صحت کر دیا جاتا ہے۔ عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا کہ وہ فیلو کے چہرے پر انتہائی حریت کے

ساتھ ساتھ شرمندگی کے تاثرات بھی نمایاں ہوتے چلے گئے۔

انیسویں صریح بیان۔ تم واقعی میری توقع سے بھی کہیں زیادہ ذہین آدمی ہو۔ بہر حال اب پرائم منسٹر صاحب کو فوری تلاش کرنا ہے یہ انتہائی خطرناک صورت حال ہے۔" بو فیلو نے کہا۔

"جا کر اس شخص کو کمرے کو چیک کرو۔ مجھے یقین ہے کہ پرائم منسٹر صاحب وہیں کسی صوفے کی اڑ میں یا کسی الماری میں بے ہوش پڑے ہوں گے اور ہاں۔ میری صاحب کو بے شک ساتھ لے جاؤ کیونکہ یہ آدمی غلط نہیں ہے۔ میں نے اسے صرف اس لئے بے بس کیا تھا کہ یہ بہر حال پرائم منسٹر صاحب کا ذاتی محافظ ہے۔ اگر میں پہلے پرائم منسٹر پر ہاتھ ڈال دیتا تو اس نے ہم پر فائر کھول دیتا تھا۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے صفدر کو اشارہ کر دیا کہ وہ میری کی ہتھکڑی کھول دے۔

"میں اسے ساتھ لے جاتا ہوں تاکہ یہ خود نشانہ ہی کر دے کہ پرائم منسٹر صاحب کہاں ہیں۔" بو فیلو نے براڈلے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ یہ حماقت ہوگی۔ یہ اس کمرے میں بطور پرائم منسٹر داخل ہوا ہے۔ اب اگر یہ اس کمرے سے بطور براڈلے باہر گیا تو پورے پرائم منسٹر باؤس میں چھ مینگیاں شروع ہو جائیں گی اور اگر یہ خبر اخبار میں آگئی کہ اس طرح پرائم منسٹر کو بے بس کر کے اس کے میک اپ میں ایک دوسرا آدمی کام کرتا رہا ہے تو پورے فاک لینڈ کی

حکومت بے عرق ہو جائے گی۔ تم جاؤ اور کسی خفیہ راستے سے پرائم منسٹر صاحب کو یہاں لے آؤ۔ اگر تمہیں ایسے راستے کا علم نہ ہو تو اس میری کو یقیناً علم ہوگا۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مجھے معلوم ہے جناب۔ آپ آئیں۔" میری نے جس کے ہاتھ اب آزاد ہو چکے تھے۔ تیزی سے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا اور بو فیلو سر ہلاتا ہوا اس کے ساتھ دروازے کی طرف بڑھا اور چند لمحوں بعد وہ دونوں کمرے سے باہر نکل گئے۔

براڈلے صاحب کو کرسی پر بٹھا دیا۔ عمران نے تنویر سے کہا اور تنویر نے اسے ایک کرسی پر جھکیل دیا۔ "عمران صاحب۔ ایسی کچھ نشن پہلے تو کبھی سامنے نہیں آئی کہ کوئی آدمی پرائم منسٹر کا روپ دھار لے۔ یہ تو بہت بڑا اقدام ہے۔" صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ اقدام صرف اس تنویر کی لیبارٹری کو بچانے اور ہم سب کو ختم کرنے کے لئے اٹھایا گیا ہے۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو وہ سب بے اختیار چونک پڑے۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ ہمیں ختم کرنے۔ وہ کیسے۔" صفدر نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"تنویر۔ براڈلے صاحب کی تلاش کو۔" عمران نے کہا تو تنویر نے آگے بڑھ کر کرسی پر بیٹھے ہوئے براڈلے کی تلاش یعنی شروع کر دی اور پھر اس نے تھوڑی دیر بعد کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک چھوٹا مگر

چینا سا پٹنل نکال لیا۔

”یہ جدید لیبارریز پٹنل ہے۔ اس کا ایک فائر ہم سب کو ایک لمحے میں پگھلا کر پانی میں تبدیل کر دیتا چوٹیشن اس تیزی سے بدلی کہ براڈے صاحب کو اسے فٹنٹ اور فائر کرنے کا موقع ہی نہ مل سکا۔“

عمران نے پٹنل تفریق کے ہاتھ سے لیتے ہوئے کہا۔
”تم اب بھی بچ نہ سکو گے۔ میرے آدمی باہر موجود ہیں۔ یہ پٹنل براڈے نے چھیننے والے کہا وہ اب ٹانگ خاموش بیٹھا ہوا تھا۔“

”تم ہماری فکر نہ کرو براڈے۔ لوگوں نے ہمیں وحشییت بڑی کا خطاب دیا ہے ہی نہیں دے رہا۔ ہم واقعی وحشییت بڑی ہیں۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کیا تمہیں واقعی تیسری لیبارریز کا علم ہے۔“ اس بار براڈے نے ہونٹ چبھاتے ہوئے کہا۔

”یہ تو اب تم بتاؤ گے۔ مجھے الہام تو نہیں ہوتا۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تو پھر تم نے پرائم منسٹر صاحب کو کیوں کہا تھا کہ تمہیں تین لیبارریز کا علم ہے۔“ براڈے نے پوچھا کہ کہا۔

”کیا تم نے پرائم منسٹر کا وہ بیان سنا ہے جس میں اس نے معلومات حاصل کی تھیں۔“ عمران نے جواب دینے کی بجائے انسا سوال کر دیا۔
”میرے آدمی پرائم منسٹر کی نقش و حرکت چھبک کرتے رہتے تھے کیونکہ وہ ذہنی طور پر انہیں کے خلاف تھے۔ انہوں نے بعد میں مجھے

بتایا کہ تم نے تیسری لیبارریز کی بات کی ہے تو مجھے فوراً ایکشن میں آنا پڑا۔“ براڈے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”جہاڑی بدقسمتی سے میں ان لیبارریزوں کے بارے میں کافی کچھ جانتا ہوں جن دو لیبارریزوں کا ریکارڈ فنک سے ملا۔ ان لیبارریزوں کی تفصیل دیکھنے کے بعد مجھے معلوم ہو گیا کہ اصل میں لیبارریز تیسری ہو گی کیونکہ ان دونوں لیبارریزوں میں صرف ایک میزائل کے خصوصی پارٹس بنائے جاتے تھے۔ ایسے پارٹس جن کی سیدھہ سیدھہ کوئی اہمیت نہ تھی اور اگر ان پارٹس کو اکٹھا کر لیا جائے تو تب بھی ان کی کوئی خاص اہمیت نہیں بنتی لہذا الاحمال ان پارٹس کو کسی خاص میزائل میں استعمال کیا جاتا ہو گا اور اس میزائل کی اصل فیکٹری وہی ہو گی اور شاید اسے خفیہ رکھنے کے لئے یہ سارا انتظام کیا گیا کہ دو لیبارریزیاں فنک کے چارج میں دی گئیں جبکہ تیسری لیبارریز جہاڑے چارج میں دے دی گئی اور جہاڑ اور فنک کا براہ راست کوئی ٹک نہ رکھا گیا تاکہ تم کسی صورت بھی سامنے نہ آ سکو۔“ عمران نے جواب دیا۔

”تو پھر ان کا ٹانگ کیسے ہوتا ہو گا عمران صاحب۔“ انور نے کہا۔
”میرا اندازہ ہے کہ ان کا رابطہ اسرائیل کے کسی ایجنٹ کے ذریعے ہوتا ہو گا۔“ عمران نے جواب دیا اور انور کے ساتھ ساتھ باقی ساتھیوں نے جس اثبات میں سر ہلا دیئے۔ اسی لمحے کہ ہالیاں ان کی دھڑکنے لگیں اور پرائم منسٹر صاحب ان داخل ہوتے۔ ان کے

”اس نے اس بڑا اقدام دراصل اس تیسری لیبارٹری کو بخود رکھنے کے لئے اٹھایا ہے جس کی تفصیل کا اسے ہی علم ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ دوسرے گروپس جو اس کے تحت ہیں اس کا ریکارڈ بھی اس کی تحویل میں ہو گا۔ اس سے اگر آپ اجازت دیں تو ہم اس سے کسی علیحدہ کمرے میں پوچھ گچھ کریں۔“ عمران نے کہا۔

”بالکل کرو۔ میری طرف سے پوری اجازت ہے۔“ پرائم منسٹر صاحب نے فوراً ہی اجازت دیتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب۔ یہ کام آپ مجھ پر چھوڑ دیں۔“ بو فیلو نے منت بھرے لہجے میں کہا۔ پرائم منسٹر کے سامنے اس نے عمران سے بے تکلفانہ لہجے کی بجائے تھکے ہوئے انداز میں گفتگو شروع کر دی تھی۔

”سوچ لو۔ ایسا ہو کہ پھر تم بھی مجھے عمن کہنے پر مجبور ہو جاؤ۔“ عمران نے بدستور بے تکلفانہ لہجے میں کہا تو پرائم منسٹر صاحب ایک بار پھر بے اختیار ہنسنے لگے۔

”وہ تو میں اب بھی آپ کو کہوں گا۔ آپ میرے ہی نہیں پورے فاک لینڈ کے محسن ہیں۔“ بو فیلو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”مجھے محسن بننے سے زیادہ اس بات سے دلچسپی ہے کہ فاک لینڈ میں اسرائیل کی یہ تیسری لیبارٹری بھی شتم کر دی جائے اور وہ گروپس بھی جو اس فنک سنڈیکیٹ کے تحت کام کرتے ہیں اور انہوں نے دراصل پاکیشیا میں اہم دفاعی فائلز اڑانے کی کوشش کی تھی۔“ عمران نے

پچھے بو فیلو اور اس کے پیچھے میری تھا۔ عمران اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور اس کے اٹھتے ہی باقی ساتھی بھی کھڑے ہو گئے۔

”عمران صاحب۔ آپ نہ صرف میرے محسن ہیں بلکہ پورے فاک لینڈ کے بھی محسن ہیں۔“ پرائم منسٹر نے انتہائی جذباتی لہجے میں کہا اور پھر سارے پروٹوکول باڈے حلق رکھ کر وہ بڑے جذباتی انداز میں آگے بڑھ کر عمران سے باقاعدہ ہنسل گئے ہوئے۔ جذبات کی شدت سے ان کا ہنرہ سرخ ہو رہا تھا۔

”ج۔ ج۔ جناب۔ محسن کو زندہ رہنے کا بھی حق ہے۔“ عمران نے گھٹے گھٹے لہجے میں کہا تو پرائم منسٹر صاحب نے اختیار ہنستے ہوئے پیچھے ہٹ گئے اور پھر وہ عمران کے ساتھیوں کی طرف مڑ گئے۔ انہوں نے سب سے بڑے گرمخوشانہ انداز میں مصافحہ کیا اور سب نے اپنا اپنا تعارف ان سے کرایا۔

”مجھے بو فیلو نے تفصیل سے بتا دیا ہے۔ اس پولیس چیف نے فون کر کے مجھ سے سیکرٹ گفتگو کے لئے وقت مانگا اس نے کہا کہ وہ فنک سنڈیکیٹ کے سلسلے میں ایک خصوصی انکشاف کرنا چاہتا ہے۔ چونکہ یہ پولیس چیف جیسے اہم عہدے پر تھا۔ اس لئے میں نے وقت دے دیا اور پھر اس نے اچانک میرے سر پر وار کر دیا اور میں بے ہوش ہو گیا۔ اس کے بعد بو فیلو نے مجھے بے ہوش دلایا۔“ پرائم منسٹر صاحب نے کرسی پر سر جھکائے بیٹھے ہوئے براؤن کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

کے

”آپ فکر نہ کریں۔ سب کچھ آپ کی مرضی کے مطابق ہو جائے گا۔“..... بو فیلو نے بڑے بااعتماد لہجے میں کہا۔

”اوکے۔ پھر مجھے اجازت..... عمران نے پرائم منسٹر صاحب کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

مارے نہیں۔ ابھی نہیں۔ آپ میرے پرسنل مہمان ہیں اور میں چاہتا ہوں کہ ان رات کا کھانا آپ لوگوں کے ساتھ کھانے کا اعزاز حاصل کروں۔۔۔ پرائم منسٹر صاحب نے کہا

”اوہ۔ جناب۔ یہ آپ کے لئے اعزاز نہیں ہے ہمارے لئے اعزاز ہوگا.....“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”دہ کیوں۔ میرے لئے کیوں اعزاز نہ ہوگا..... پرانم منسٹر
ساحب نے مسکراتے ہوئے کہا

”اس لئے جناب کے اعزاز مرتبے کو کہتے ہیں اور پرائم منسٹر سے بڑا مرتبہ اور کیا ہو سکتا ہے۔ الٹے ہمیں یہ مرتبہ ضرور مل جائے گا کہ ہم نے پرائم منسٹر صاحب کے ساتھ کھانا کھایا ہے۔ کم از کم میں پاکستانیائیٹیکٹ سروس کے چیف صاحب پر تو رعب جما سکتا ہوں ناں۔“

عمران نے کہا تو پرائم منسٹر سارے پروٹوکول بھول کر ایک بار پھر ہتھ پتھ مار کر نہیں بڑے۔

پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف صاحب سے تو میری بات نہیں ہوئی۔ البتہ سیکرٹری وزارت خارجہ سے میری بات ہوئی ہے۔ انہوں

ہوئے لہجے میں کہنا شروع کیا لیکن گھبراہٹ کی شدت سے اس سے فقرہ مکمل نہ ہو رہا تھا۔

”یہی کہنا چاہتے ہو ناں کہ براڈلے کو کوئی مار دی گئی تے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا تو بوفیلو بے اختیار اچھل پڑا۔

”کیا۔ کیا مضرب۔ تمہیں کبھی معلوم ہو گیا۔“ بوفیلو نے حیرت سے اچھلتے ہوئے کہا۔ پرائم منسٹر نے عدم موجودگی میں اس کا چہرہ ایک بار پھر بے تکلفاً ہو گیا تھا۔

”ایسے آدمیوں کا انجام یہی ہوا کرتا ہے۔ یہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔“ عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں جواب دیا۔

”اوہ۔ اوہ۔ ایک گارڈ نے اسے کوئی مار دی اور پھر خود کشی کر لی۔ میرے تصور میں ہی نہ تھا کہ ایسا ہو سکتا ہے۔“ بوفیلو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”شکر کرو کہ اس نے خود کشی سے پہلے تمہیں کوئی نہیں مار دی۔“ ویسے تم خواہ خود کو اسے خود کشی کہہ رہے ہو۔ اس کے جسم میں نقیانہ کوئی ہم پہننا ہو گا۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ ہاں۔ اچانک دھماکا ہوا اور اس کے جسم کے پرچے اڑ گئے مگر۔ مگر تمہیں۔“ بوفیلو کا چہرہ حیرت کی شدت سے جڑ سا گیا تھا۔

”مجھے معلوم تھا کہ ایسا ہی ہونا تھا۔ تمہارا کیا خیال تھا کہ امریکنی اپنے اس قدر اہم آدمی کو انجینیئران سے قتل کر دے۔“

پرائم منسٹر صاحب کے جاتے ہی صفدر نے کہا۔

”تو میں اس کا کیا کرتا۔ اچار ڈالتا۔“ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”کیا مطلب۔ آپ خود ہی تو کہہ رہے تھے کہ براڈلے کو اس تیسری لیبارٹری کے بارے میں بھی علم ہے اور وہ فنک سٹیلیٹ کے خصوصی گروپس کا بھی انچارج ہے۔“ صفدر نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”وہ تو میں نے بوفیلو اور پرائم منسٹر پر عرب بھانے کے سنے کہا تھا ورنہ امریکنی اتنے احمق نہیں ہیں جتنا ہم انہیں سمجھتے ہیں۔“ عمران نے جواب دیا تو صفدر کے ساتھ ساتھ باقی ساتھی بھی بے اختیار اچھل پڑے۔

”کیا مضرب۔ کیا آپ نے یہ سب ڈرامہ کیا تھا۔“ صفدر نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ابھی جب بوفیلو بوکھلایا ہوا اسے گا کہ براڈلے کو کوئی مار کر ہلاک کر دیا گیا ہے تب ڈرامہ مکمل ہو گا۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہی ہوا اس سے پہلے کہ ان کے درمیان مزید کوئی بات ہوتی۔ اچانک دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور بوفیلو انتہائی وحشت زدہ انداز میں اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے پرہوائیاں اڑ رہی تھیں۔

”عمران۔ عمران۔ وہ۔ وہ۔“ بوفیلو نے بری طرح گھبرائے

جہاں اس بارے میں جھگڑا ہو چکا تھا۔ عمران نے جواب دیا۔

مجھے دراصل اس بات کا اندازہ تھا کہ میرے افسس کا گڑبہی اور انٹیلی انجینٹ ہو گا۔ یوفیلو نے ہونٹ چبائے ہوئے کہا۔ وہ اب کمری پر بیٹھ چکا تھا۔

جہاں اگر ایسا نہیں ہو گا۔ اس کی جگہ امر انٹیلی انجینٹ نے لے لی ہوگی۔ بہر حال اب تو جو ہونا تھا ہو گیا۔ عمران نے کہا۔

سیکنڈ ایک پرائم مسٹر صاحب کو میں کیا جواب دوں گا۔ یوفیلو نے انتہائی پریشان سے لہجے میں کہا۔

تم انہیں کہہ دینا کہ تم نے براڈلے سے تمام معلومات حاصل کر لی تھیں۔ یہاں مری کے متعلق بھی اور گروپس کے متعلق بھی۔ اس کے بعد ات گوی مادی گئی۔ عمران نے جواب دیا۔

کیا صلب۔ پھر میں انہیں معلومات کہاں سے مہیا کروں گا۔ یہ تمہاریاں جو اب ہو۔ یوفیلو نے چونک کر حیرت سے لہجے میں کہا۔

یہ کام میں کر دیتا ہوں۔ آخر تم میرے گلاس فیلو ہو اور دوست بھی نہ ہو۔ عمران نے کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک غلاف نکال کر یوفیلو کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا تو یوفیلو بے اختیار اٹھ کر کھڑا ہو گیا اس نے جلدی سے غلاف لے کر اسے کھولا۔ اس کے اندر پتہ کاغذ موجود تھے۔ اس نے کاغذ کھولے اور انہیں تیزی سے پڑھنا شروع کر دیا۔

”اوہ۔ اوہ۔ واقعی یہ تو دہی معلومات ہیں جو میں اس براڈلے سے حاصل کرنا چاہتا تھا۔ مگر یہ جہاں سے پاس کہیں لگے۔“ یوفیلو نے انتہائی یاگوں جیسے انداز میں کہا۔

”جہاں فاک لینڈ والوں نے شاید کسی خاص سفارش کی بنا پر سیکرٹ سروس کا پیف بنادیا ہے۔ جہاں اکیا خیال ہے کہ اگر براڈلے کو ان کا علم ہوتا تو براڈلے اس طرح ہمارے سامنے آنے کا رسک لیتا براڈلے کو اس کا کوئی علم نہیں تھا۔ اسی لئے تو میں نے اطمینان سے اسے جہاں سے حوالے کر دیا تھا جس پر میرا ساقی حقد بھی بچے سے ناراض ہو رہا تھا۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”نچر۔ نچر۔ یہ کاغذات۔ یہ کہاں سے لگے۔“ یوفیلو نے پکوں جیسے تجسس سے پوچھا۔

”میں اپنے ساتھیوں کو بومل میں چھوڑ کر اور میک اپ کر کے سیدھا واپس فنک پتیس گیا تھا اور پھر میں نے وہاں کی انتہائی تفصیلی تلاش کی۔ وہاں کے ایک انتہائی خفیہ سیف سے مجھے یہ غلاف مل گیا جبکہ اس کے ساتھ ایک اور کاغذ ملا جس میں اس بینک کا نام اور لا کر کے بارے میں کوئی بھی تفصیل سے درج تھا۔ امر انٹیلی کے لئے اسلٹ اہمیت ان کاغذات کی تھی اس سے فنک نے انہیں اپنے پاس رکھا ہوا تھا جبکہ سنڈینیٹ کے بارے میں وہ اس نے بینک لا کر میں اس سے رکھوا دیا تھا تاکہ عام طور پر یہی سمجھا جائے کہ تمام ریکارڈ بینک لا کر میں ہے۔ پھر میں نے باہر آکر فنک پتیس کو اس سے کہیں وٹر کو ہدایت دے

کر تباہ کر دیا۔ اس کے بعد میں قہارے پاس آیا تاکہ تم مجھے پرانم منسہ صاحب سے ملو اور اس کے بعد کی صورت حال کا تمہیں علم ہے۔" عمران نے کہا۔

"لیکن پھر براڈلے نے کیوں استا بزار ملک یا کہ پرانم منسہ صاحب کے میک اپ میں قہارے پاس آیا۔" یوفیلو نے کہا۔

"اسرائیل صرف استا معلم کرنا چاہتا تھا کہ کیا نیچے اس تیسری لیبارٹری اور گروپس کے متعلق معلومات ہیں یا نہیں۔ گوئڈ میں نے پرانم منسہ صاحب کو کہہ دیا تھا کہ اسرائیل کی تین لیبارٹریاں فاک لینڈ میں ہیں اور یہ بات اسرائیل تک پہنچ گئی یہاں کے حالات تو تم جانتے ہو کہ اسرائیلی مہجنوں کا یہاں ہر طرف جال پھیلا ہوا ہے۔ براڈلے کا مشن یہی تھا۔ مجھے معلوم تھا کہ اس کے کوٹ کے کارل میں جو پھول لگا ہوا ہے وہ دراصل ایک طاقتور ریسورٹ ہے۔ میں اسے پہچانتا تھا

لیکن چونکہ میں اسرائیل کو یہ یقین دلانا چاہتا تھا کہ مجھے اس بارے میں معلومات نہیں ہیں تاکہ یہ گروپس فوری طور پر اندر گراؤنڈ نہ کر دیتے جائیں اور لیبارٹری تباہ نہ کر دی جائے۔ چنانچہ جہاں ہونے والی بات چیت اسرائیلی حکام تک پہنچ گئی اور وہ مطمئن ہو گئے کہ مجھے اس کا علم نہیں ہے۔ چنانچہ انہوں نے براڈلے کا خاتمہ کر دیا۔ چونکہ مجھے معلوم تھا کہ براڈلے انہوں نے صرف یہی کام لینا ہے اس لئے میں نے اسے قہارے ساتھ بھیجنے کی حامی بھر لی تھی۔" عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"تم۔ تم میری توقع سے بھی کہیں زیادہ گہرے ہو۔ قہارے ذہانت کا کوئی جواب ہی نہیں ہے۔ مجھے فخر ہے کہ تم میرے کاغذ فیلو بھی رہت ہو اور دوست بھی ہو۔" یوفیلو نے ابتلائی جذبہ باقی لکھے میں کہا۔

"اس بار تم نے محسن کا لفظ استعمال نہیں کیا۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو یوفیلو بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

"تم نے واقعی یہ الفاظ دے کر مجھ پر احسان کیا ہے۔ ورنہ پرانم منسہ صاحب تو مجھے کچا جہا جاتے۔" یوفیلو نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ارے ارے۔ تو پرانم منسہ آدم خور ہیں۔ اسی لئے انہوں نے ہمیں کمانے کی دعوت دی ہے۔" عمران نے ابتلائی خوفزدہ سے لکھے میں کہا تو اس بار یوفیلو کے ساتھ ساتھ عمران کے ساتھ بھی بے اختیار ہنس پڑے۔

ختم شد

فائننگ مشن

مصنف — مظہر کلیم ایم بی اے

فائننگ مشن — ایک ایسا مشن جس میں پاکستان اور کافرستانی سیکرٹ سروسز براہ راست ایک دوسرے کے مقابلے پر آئیں اور پھر ایک خوفناک اور بولناک مسلسل فائنٹ کا آغاز ہو گیا۔

شاگل — کافرستانی سیکرٹ سروسز کا چیف جسے حکومت کافرستان نے اس مشن میں بطور آلہ کار استعمال کر کے کی کوشش کی لیکن شاگل نے اپنی اہمیت حکومت پر ثابت کر دی تو حکومت کو مجبوراً پورا مشن شاگل کو سونپنا پڑا۔ انتہائی دلچسپ واقعات۔

سردار کارو — کافرستان کا ایک ایسا فائنٹ — جس نے عمران کو کھٹے عام جسمانی فائنٹ کا چیلنج کر دیا اور عمران کو یہ چیلنج قبول کرنا پڑا۔

سردار کارو — ایک ایسا فائنٹ جو مارشل آرٹ میں مہارت — بے پناہ طاقت اور ذہانت کی بنا پر عمران کا حقیقی مد مقابل ثابت ہوا۔

سردار کارو — جس کے مقابلے پاکستان سیکرٹ سروسز کے ارکان مارشل آرٹ اور جسمانی فائنٹ میں بولنے نظر آنے لگے۔

سردار کارو اور عمران کے درمیان ہونے والی انتہائی خوفناک جسمانی فائنٹ — ایک ایسی فائنٹ — جس میں شکست کا مطلب یقینی موت تھا۔

• وہ لمحہ — جب خوفناک فائنٹ کے دوران عمران باوجود اپنی بے پناہ مہارت، طاقت اور ذہانت کے سردار کارو کے دافو میں پھنس کر موت کی دلدل میں اترا چلا گیا۔

صالحہ — پالیٹیا سیکرٹ سروسز کی نئی ممبر — جس نے تن تنہا عمران اور پالیٹیا سیکرٹ سروسز کی زندگیاں بچانے کے لئے موت کی جنگ لڑی۔ ایسی خوفناک اور پُر خطر جنگ جس کا ہر لمحہ موت کا لمحہ بن کر رہ گیا۔

فائننگ مشن — ایک ایسا مشن — جس میں عمران اور پاکستان سیکرٹ سروسز شدید زخمی ہو کر بے بس ہو گئیں اور ان کے بچے نکلنے کا کوئی راستہ باقی نہ رہا۔ انتہائی خوفناک اور سہرا زما جہاد۔

• انتہائی تیز رفتاری سے بدلتے ہوئے خوفناک واقعات — مسلسل اور جان لیوا ایکشن۔ اعصاب کو چٹھا دینے والا سسپنس۔

ایک ایسا ناول جو باسوس اور سب میں ہر لحاظ سے ایک منفرد مقام کا حامل ہے۔

یوسف برادر پاک گیٹ ملتان

عمران یہ نیز میں ایک لچپا قطعہ منفرد ناول

مثالی دنیا

مصنف _____ منظرہ کلیمہ اچھے

مثالی دنیا _____ کہانات سے بالاتر ایک ایسی دنیا جو اسرار و تخیل کے
و حنکوں میں لپٹی ہوئی ہے ۔

مثالی دنیا _____ جہاں کرہ ارض کی طرح زمان و مکان کی کوئی قید نہیں
ہے ۔ انتہائی پراسرار ، دلچسپ ، انوکھی اور منفرد دنیا ۔

مثالی دنیا _____ جہاں پہنچنے کے لئے روسیا کی یونیورسٹی کے پروفیسر
یونوکوف نے ایک انتہائی آسان طریقہ دریافت کر لیا ۔ ایسا طریقہ

کو کرہ ارض کا ہر آدمی دلائل آسانی سے پہنچ سکتا تھا ۔
پروفیسر نورس _____ جس نے یہ طریقہ تجویز کیا اور پھر اس نے عملی لا اعلان

مثالی دنیا میں آمد و رفت شروع کر دی ۔

فاسٹ ٹکیز _____ پیشہ ور قاتلوں کا ایک ایسا گروہ جس نے یہ طریقہ حاصل
کرنے کے لئے پروفیسر نورس کو ہلاک کر دیا _____ مگر اس طریقے کے

حصول کی بنا پر انہیں بھی موت کے گھاٹ اترا پڑا ۔

ڈاکٹر رونالڈ _____ جس نے مثالی دنیا سے ایک خاتون کو کرہ ارض پر آنے

پر مجبور کر دیا _____ یہ خاتون کون تھی _____ ہر کس طرح کی تھی _____

اور ڈاکٹر رونالڈ اس سے کیا کام لینا چاہتا تھا _____ انتہائی پراسرار اور

جیت انگیز سچائیں

پروفیسر ارشاد _____ ایک یہودی ماجر و حانیات _____ جس نے پروفیسر

یونوکوف کے اس طریقے کی بنا پر پوری دنیا سے مسلمانوں کے

خاتمے اور یہودی سلطنت کے قیام کا منصوبہ بنایا اور پھر اس پر

عمل شروع کر دیا _____ کیا وہ اپنے اس جیسا ملک منصوبے میں

کامیاب ہوا _____ یا _____ ؟

نوفزیت _____ مثالی دنیا سے آنے والی ایک دوشیزہ _____ جو اچانک

عمران کے فلیٹ پر پہنچی اور اس سے امداد کی خواہش کی اور پھر

اچانک ہی فضا میں تحلیل ہو گئی _____ وہ کون تھی _____ ؟

عمران _____ جس نے پروفیسر یونوکوف کے اس طریقے کو حاصل کرنا چاہا تو

اُسے لمحہ بلمحہ موت کے خلاف جنگ لڑنی پڑی ۔

• وہ لمحہ جب عمران کو اس طریقے کی وجہ سے اکیٹو کی اعلیت ظاہر

ہونے کا یقینی خطرہ پیش آگیا _____ کیا واقعی اکیٹو کی اعلیت

سیکریٹ سروس پر نظام ہو گئی ؟

مثالی دنیا _____ میں پہنچنے کا پروفیسر یونوکوف کا دریافت کردہ طریقہ

کیا تھا _____ کیا عمران اسے حاصل کرنے میں کامیاب ہوا یا نہیں ؟

انتہائی تخیل خیز قطعہ انوکھی اور منفرد کہانی _____ ایک ایسی

کہانی جو روحانی اسرار و راز اور جاسوسی ایکشن و سپینس کا

حصین امتزاج ہے ۔

یوسف براذرز پاک گیٹ ملتان

عمران میریز میں ایک دلچسپ اور منفرد انداز کا ناول

یوسفیہ اور چپ پرائز

مصنف: منصف بکیم ایم۔ اے

- ٹاپ پرائز - دنیا کا سب سے بڑا انعام جو سائنس، طب اور ادب کی انقلابی ریسرچ پر دیا جاتا تھا۔
- ٹاپ پرائز - ایک ایسا بین الاقوامی انعام، جس کا حصول نہ صرف کسی سائنسدان بلکہ اس کے ملک کے لئے بھی انتہائی قابل فخر سمجھا جاتا ہے۔
- ٹاپ پرائز - جب پاکستان کے ایک سائنسدان کو دیا جانے لگا تو اس کے خلاف بین الاقوامی طور پر سازشوں کا آغاز ہو گیا۔
- ٹاپ پرائز - پاکستانی سائنسدان کو جب اس کے حق کے باوجود اس انعام سے محروم رکھنے کی سازش ہوئے گی تو عمران کو جو بڑا میدان عمل میں کوفنا پڑا اور پھر ایک منفرد اور تیز خیز جدوجہد کا آغاز ہو گیا۔
- ٹرومین - جو اس خوفناک سازش کے خلاف عمران کے سامنے کی حیثیت سے سامنے آیا اور پھر اپنے مخصوص انداز میں اس نے جب کام شروع کیا تو۔
- کرسٹائن - ولینٹائن کارمین کی سیکورٹی ایجنسی کا چیف جو پاکستانی سائنسدان کی بجائے اپنے ملک کے ٹاپ پرائز حاصل کرنا چاہتا تھا۔ کیا وہ اس میں کامیاب ہو گیا یا۔

- کرسٹائن - ایک ایسا کردار جس نے ٹاپ پرائز کے حصول کے لئے معصوم بچوں پر انتہائی ہولناک تشدد کرنے سے بھی گریز نہ کیا۔
- کرسٹائن - جو ولینٹائن کارمین کی انتہائی خوفناک ایجنسی روٹ کا چیف تھا اور اس نے ٹرومین، عمران اور اس کے ساتھیوں کے خلاف جب اپنی انتہائی خطرناک ایجنسی کو حرکت دی تو ٹرومین، عمران اور اس کے ساتھیوں پر یقینی موت کے سلتے پھینٹے چلے گئے۔
- ٹاپ پرائز - جسے اس کے صحیح حقدار تک پہنچانے کے لئے ٹرومین عمران اور اس کے ساتھی اپنی جانوں پر کھیل گئے۔
- ٹاپ پرائز - آخر کار کس کے حصے میں آیا۔ کیا واقعی ٹاپ پرائز اس کے صحیح حقدار کو ملا۔ یا۔

وہ لمحہ

- جب ٹائیگر کو ٹاپ پرائز دینے کا اعلان کر دیا گیا۔
 - کو کس پر اعتراض تھا۔ کیوں۔
 - انتہائی حیرت انگیز جوڈیشل۔
 - بین الاقوامی انعام کے لیے منظر میں ہونے والی ایسی خوفناک سازشوں کی کہانی۔ جس سے دنیا ہمیشہ لاسم رہتی ہے۔
 - بے پناہ جدوجہد انتہائی تیز رفتار ایجنس اور اعصاب شکن سپنس برشتق ایک ایسا ناول جو یقیناً آپ کو جاسوسی ادب کی نئی دہائیوں سے روشناس کرائے گا۔
- # یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں ایک دلچسپ اور سنگم رنر ایڈیٹور

ریڈنگ ریڈ رنگ

Red King

مصنف _____ مطلبہ فہم اے

- ریڈ رنگ — ایک ایسی بین الاقوامی تنظیم جو پوری دنیا میں جعلی ادویات پسندی کرتی تھی، ایسی ادویات جس سے لاکھوں سریشیا اڑیاں گر کر مر جاتے تھے۔
- مادہ اولادنی — جو جڑی بوٹیوں کی بین الاقوامی شہرت یافتہ ماہر تھی۔ مگر یہی مادہ اولادنی ریڈ رنگ کی بھی سربراہ تھی ایک حیرت انگیز دلچسپ اور منفرد کردار۔
- مادہ اولادنی — جس نے جڑی بوٹیوں کی ریسرچ سے منشیات کی ایک نئی قسم دریافت کر لی جسے ریڈ رنگ کا نام دیا گیا۔
- ریڈ رنگ — ایسی تباہ کن منشیات جسے دفاعی سہتیاد کے طور پر دنیا میں پہلی بار استعمال کرنے کی پلاننگ کی گئی اور اس کے لئے پاکیشیا کو تجربہ نگاہ بنایا گیا — کیسے — ؟
- پاکیشیا کی سلامتی کے تحفظ کیلئے عمران پوری سیکرٹ سروس ریڈ رنگ کے خفوا میدان میں کود پڑا اور ہر ایک جونا کنویرز اور انتہائی تیز رفتار مقابلہ کا آغاز ہو گیا۔
- پاکیشیا سیکرٹ سروس ریڈ رنگ کے خلاف دو گروپس کی صورت میں علیحدہ علیحدہ میدان عمل میں اتری۔ ان دونوں گروپس کا آپس میں کوئی رابطہ نہ تھا کیوں — ؟
- ڈان جان — سابقہ ایکریٹین سیکرٹ ایجنٹ جو اب ریڈ رنگ کا عملی طور پر سربراہ

تھا۔ ایک ایسا آدمی جو عمران کی لنگر کا ایجنٹ تھا۔

- سید ایق — جس نے اپنی زندگی کی سب سے بڑا ناک جنگ کیلئے لڑی جبکہ عمران اور اس کے دوسرے ساتھی اس جنگ سے لاتعلق رہے — کیوں۔
- کیا صدیقی اس جنگ میں کامیاب بھی ہو سکا — یا — ؟
- تنویر — جس نے اپنی مخصوص فطرت کے مطابق انتہائی تیز رفتار راکش — سے کام لیتے ہوئے ہر طرف موت کا بازار گرم کر دیا کیا وہ اپنے مقصد میں کامیاب بھی ہو سکا۔
- وہ لکھ — جب ڈان جان نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے دونوں گروپس کو یقینی موت کے حوالے کر دیا۔ کیا عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس واقعی ڈان جان کے مقابلے میں بے بس ہو گئے تھے — یا — ؟
- وہ لکھ — جب عمران نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے سب سے یقینوں کے روکنے کے باوجود ڈان جان اور مادہ اولادنی کو صاف کر دینے کا فیصلہ کر لیا — کیوں۔
- کیا عمران کو پاکیشیا کی سلامتی مقصود نہ تھی — یا — ؟
- کیا عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس ریڈ رنگ کے خفوات اپنے مشن میں کامیاب بھی ہو سکے یا ناکامی ان کا مقدر بن گئی۔

- انتہائی تیز رفتار اور خونریز راکش — لکھ لکھ تیز سے بدلتے ہوئے واقعات بھر پور اور اعصاب شکن سپین — ایک دلچسپ اور منفرد انداز کا ایڈیٹور

یوسف براؤن۔ پاک گیٹ ملتان

عمران یسریز میں ایک انتہائی یادگار اور انوکھا ایڈیٹر

بلیک ہاؤنڈز

مصنف: مظہر حکیم ایم اے

- وادی مشکبار: جہاں کافرستان سے آزادی اور پاکپشتا میں شمولیت کے لئے مجاہدین کی تحریک اپنے عروج پر پہنچ چکی تھی۔
- وادی مشکبار: جس کے مجاہدین کافرستان کی حکومت کے ناجائز قبضے سے آزادی حاصل کرنے کے لئے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کر رہے تھے۔
- بلیک ہاؤنڈز: کافرستان کی ایک ایسی محسوس تنظیم وادی مشکبار میں مجاہدین کے لیڈروں کے خاتمے کے لئے نظم و ستم کے پہاڑ توڑنے میں مصروف تھی۔
- بلیک ہاؤنڈز: ایک ایسی تنظیم جس کی کاروائیوں کی وجہ سے وادی مشکبار میں مجاہدین کی تحریک کو مسلسل شدید نقصان پہنچ رہا تھا اور مجاہدین کے گروپ لیڈرز ایک ایک کر کے شہید ہوتے جا رہے تھے۔
- بلیک ہاؤنڈز: ایک ایسی خفیہ تنظیم جو کافرستانی فوجوں

- سے بھی زیادہ ظالم۔ زیادہ طاقتور اور زیادہ تربیت یافتہ تھی۔
- بلیک ہاؤنڈز: جس کے خاتمے اور مجاہدین مشکبار کی مدد کے لئے عمران اپنے ساتھیوں سمیت وادی مشکبار پہنچ گیا۔
- بلیک ہاؤنڈز: جس کے چاروں سیکشنز عمران اور اس کے ساتھیوں کے مد مقابل بھرپور انداز میں آگئے۔

اور پھر بلیک ہاؤنڈز، عمران اور اس کے ساتھیوں کے درمیان ایسی شدید تیز رفتار اور خونریز جنگ شروع ہو گئی جس کا ہر لمحہ قیامت کا لمحہ ثابت ہوا۔

کیا عمران اور اس کے ساتھی بلیک ہاؤنڈز کو ختم کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ یا —————؟

مسلل اور تیز رفتار ایکشن

الحربہ لمحوہ لائے والے جان لیوا حالات

اعصاب کو نمبر کر دینے والا سپنس

ایک ایسا مشن جو لقیۃً یادگار حیثیت رکھتا ہے

یوسف برادرزہ پاک گٹ ملتان

عمران میرزے میں سپنس سے بھر پور ایک دلچسپ ناول

نوائے سیریز میں ایک ناقابلِ فراموش اور یادگار ناول

دہشت گرد لاسٹ راؤنڈ

مصنف: مسٹر کلیم ایم اے

- ۱۔ ایک ایسا نثر جس کا لاسٹ راؤنڈ سب سے بہترین ثابت ہوا۔
- ۲۔ جوائس۔ پالینڈرو سیکرٹ سروس کا ٹاپ ایجنٹ۔ جس نے عمران اور پالیٹیکل سیکرٹ سروس کی موجودگی میں اس لاج اپناشن مکمل کیا۔ عمران اور سیکرٹ سروس کے ارکان کو اس کی کانوں کان خبر نہ ہو سکی۔ حیرت انگیز چوکنش۔
- ۳۔ ٹوٹو مٹی۔ پالینڈرو سیکرٹ سروس کی سیکرٹ ایجنٹ ہوا انتہائی معصوم اور سادہ لوح مٹی کیا وہ واقعی سیکرٹ ایجنٹ مٹی۔ انتہائی حیرت انگیز اور دلچسپ کردار۔
- ۴۔ ریش۔ کافرستان پیش منشری کا سیکرٹ سیکرٹری جس نے عمران جیسے شخص کو گنجی کا ناج مانچنے پر مجبور کر دیا۔ ایک منفرد اور مختلف انداز کا کردار۔
- ۵۔ ایک ایسا نثر۔ جس میں بے پناہ جذبہ اور ہنگامہ دوڑ کے بعد آخر کار ناکامی عمران کا مقدر ٹھہری۔ وہ سن کا تھا اور کس طرح ناکام ہوا؟
- ۶۔ مشن کا لاسٹ راؤنڈ کیا تھا۔ لاسٹ راؤنڈ عمران کے حق میں ختم ہوا یا۔؟

انتہائی حیرت انگیز اور دلچسپ واقعات سے بھر پور
بے پناہ سپنس اور قدم قدم پر چونکا دینے والے ڈرامائی موڑ
ایک ایسی کہانی جو قطعی منفرد انداز میں لکھی گئی ہے۔

یوسف برادرز۔ پاک گیٹ ملتان

دہشت گرد

مصنف: مسٹر کلیم ایم اے

- ۱۔ دہشت گرد ایک ایسی خوف ناک تنظیم جو ملک کی اینٹ سے اینٹ بجادیئے میں مشغول تھی۔
- ۲۔ سوپر فیاض اور سر رحمان دہشت گرد کے تعلق میں میڈیٹیم کر آئے۔
- ۳۔ عمران اور سیکرٹ سروس جی دہشت گرد کے خلاف کیلئے میدان میں کود پڑی۔
- ۴۔ دہشت گرد نے وہ ترین ای اڈا میں سوپر فیاض اپنی قومیت منکر کر دی۔
- ۵۔ دہشت گرد کے خوف ناک تانوں نے سر رحمان کو گولیوں سے تھپی کر دیا۔
- ۶۔ عمران ایک نیرین سیکرٹ سروس اور سوپر فیاض۔
- ۷۔ دہشت گرد سے خوف ناک مقابلہ۔
- ۸۔ بلیک زبیر اور سیکرٹ سروس منہ دھکتی رہ گئی جبکہ سوپر فیاض نے میدان مار لیا۔
- ۹۔ واقعی دہشت گرد کا ناقص سوپر فیاض کے ہاتھوں ہوا۔
- ۱۰۔ انتہائی دلچسپ، حیرت انگیز اور سنسنی خیز کہانی، قدم قدم پر کشش اور سپنس سے بھر پور شاہکار۔

ناشران: یوسف برادرز پبلشرز پاک گیٹ ملتان